عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
گولڈن سینڈ

عمران سیریز

گولڈن سینڈ

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں

محترم قارئین ! سلام مسنون ! نیا ناول حاضر خدمت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سابقہ ناولوں کی طرح یہ بھی آپ کو پسند آئے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے خطوط ملاحظہ کرلیں کیونکہ یہ بھی ناول سے کم دلچسپ نہیں ہوتے۔

کوٹ چھٹہ سے شکیل احمد ساکا صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ ایکس وَن ہیں تو پھر فوراً ایکسٹو یعنی عمران کو مجبور کریں کہ وہ جولیا کا دل نہ دکھایا کرے۔ وہ جب جولیا کا دل دکھاتا ہے تو ہم خون کے گھونٹ پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔

شکیل احمد ساکا صاحب ! آپ نے یہ تو لکھا ہی نہیں کہ کس کے خون کے گھونٹ آپ پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اپنے یا عمران کے۔ ویسے یہ بہتر نہیں کہ آپ خون کے گھونٹ پینے کی بجائے یہی خون نزدیکی ہسپتال تک پہنچا دیں ثواب بھی ملے گا اور آپ کے منہ کا ذائقہ بھی کڑوا نہ ہوگا"۔

پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ سے سہیل حیدؔ صاحب نے انگریزی میں خط لکھ کر پوچھا ہے کہ وہ انٹرپول ڈیٹکٹو ایجنسی میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس ایجنسی کا پتہ بتایا جائے"۔

سہیل حیدؔ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ابھی انٹرپول والوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اپنی برانچ کھولنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ جیسے ہی یہ فیصلہ ہوا مجھے یقین ہے کہ وہ سب سے پہلے آپ سے رابطہ قائم کریں گے۔ آپ کا خط ان تک پہنچا دیا گیا ہے۔ ویسے دعا کریں کہ وہ آپ کی معیاری انگریزی سمجھ جائیں۔

پشاور سے خان طارق سہیل صاحب لکھتے ہیں۔ "میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں اور یہ ناول مجھے اس قدر پسند ہیں کہ میں نے بنا دیکھے آپ کی ذات کو اپنا آئیڈیل بنا لیا ہے"۔

"خان طارق سہیل صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ یہ بنا دیکھے بات سمجھ میں نہیں آئی۔ ہر ناول کے پیچھے میری تصویر موجود ہوتی ہے اس لئے گذارش ہے اس بار ناول پڑھنے کے بعد اسے پلٹ کر تصویر بھی دیکھ لیں اور اس کے بعد مجھے لکھیں کہ آئیڈیل کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے۔"

شہر کا نام لکھے بغیر اکمل خان صاحب نے خط لکھا ہے کہ جوزف، جوانا اور بلیک زیرو تو ہی میرے پسندیدہ کردار ہیں۔ لیکن آپ ناول میں ان سے بہت کم کام لیتے ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ کام لیا کیجئے ورنہ ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جائیں گی۔

اکمل خان صاحب! میری کیا جرأت کہ میں جوانا، جوزف اور بلیک زیرو سے کام لے سکوں ان سے اگر کوئی کام لے سکتا ہے تو عمران ہی لے سکتا ہے اور عمران آپ کو معلوم ہے کہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ ویسے آپکی سفارش میں عمران تک پہنچا دونگا۔ شائد آپ نے اسی خوف سے شہر کا نام نہیں لکھا کہ کہیں عمران ناراض ہو کر جوزف اور جوانا کو آپ کی ماتحتی میں نہ دے دے اور پھر کام تو وہ کرتے ہی رہیں گے البتہ ان کا کوٹہ.......... خاصے عقلمند لگتے ہیں آپ

کراچی سے محمد عرفان صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں میں رومانس اور سیکس بالکل شامل نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے ناولوں میں رومانس اور سیکس کو شامل کر لیں تو آپ کے قارئین کی تعداد مزید بڑھ سکتی ہے۔"

محمد عرفان صاحب! میں جاسوسی ناول لکھتا ہوں اور جہاں پورے ملک کی سلامتی اور کام کرنے والوں کی زندگی داؤ پر لگی ہوئی ہو وہاں رومانس اور سیکس کا کیا کام۔ باقی رہی قارئین کی تعداد تو اس کے بارے میں آپ فکر مند نہ ہوں۔ مجھے تعداد کی بجائے معیار زیادہ عزیز ہے اور ہمارے ملک میں معیار کی قدر کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ آپ کے اندازے سے بہرحال زیادہ ہی ہے۔"

شہر سلطان سے نوید احمد قریشی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ مہربانی فرما کر عمران سے اس کی تصویر لیکر ناول میں ضرور شائع کریں تاکہ ہمیں یہ تو معلوم ہو کہ عمران کی شکل وصورت کیسی ہے"؟

نوید احمد قریشی صاحب! آپ کیوں جولیا کے رقیبوں کی تعداد بڑھانے پر مصر ہیں۔

ٹھٹھہ صادق آباد سے گلزار احمد تبسم صاحب لکھتے ہیں۔ سلیمان حریرے کھا کھا کر اتنا چالاک ہوتا جا رہا ہے کہ مجھے فکر ہے کہ کہیں وہ ایکسٹو نہ بن جائے۔"

گلزار احمد تبسم صاحب! بے فکر رہیں۔ حریرے کھانے سے اگر کوئی شخص ایکسٹو بن سکتا تو اب تک شائد سینکڑوں ایکسٹو وجود میں آ چکے ہوتے۔ ایکسٹو بننے کے لئے حریرے نہیں خونِ جگر پینا پڑتا ہے۔ اور خونِ جگر پینے کا حوصلہ کم از کم سلیمان میں نہیں ہے۔

بہاولپور سے محترمہ شازیہ فضل لکھتی ہیں۔ "آپ اتنا اچھا لکھتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ ہم یہ سب کچھ کسی فلم میں ہوتا دیکھ رہے ہوں۔ آپ نے تو جولیا اور عمران کی شادی نہیں کروائی لیکن میں نے خواب میں ان کی شادی ہوتے دیکھ بھی لی ہے۔"

محترمہ شازیہ فضل صاحبہ! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ باقی رہی خواب میں جولیا اور عمران کی شادی، تو آپ نے تو خود ہی مسئلہ ختم کر دیا۔ کہتے ہیں کہ خواب کا نتیجہ الٹ نکلتا ہے۔ کیا خیال ہے۔؟

حافظ آباد ضلع گجرات سے مرزا اینڈ برادرز صاحبان نے خط لکھا ہے۔ "آپ نے جوانا ان ایکشن ناول لکھا جو ہمیں بیحد پسند آیا ہے۔ جوانا ہمارا پسندیدہ ترین کردار ہے۔ آپ پلیز جوانا پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھا کریں اور اگر ہو سکے تو ہماری ایک فرمائش بھی پوری کر دیں۔ اگر عمران، جولیا سے شادی نہیں کرتا تو آپ جولیا کی شادی جوانا سے کرا دیں۔"

مرزا اینڈ برادرز صاحبان! ادھر آپ جوانا پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھنے کی بات کرتے ہیں۔ اُدھر اس قدر خطرناک فرمائش بھی کر دی۔ آپ کی فرمائش کی بھنک بھی اگر عمران کے کانوں

میں پڑ گئی تو جوانا............اب مزید کیا لکھا جائے۔ آپ خود سمجھدار ہیں۔

میرپور آزاد کشمیر سے فیصل امتیاز صاحب لکھتے ہیں۔ "جب عمران سیکرٹ سروس کے ہمراہ پاکیشیا سے باہر گیا ہوتا ہے تو کیا دوسرے مجرم اور تنظیمیں ان کی غیر موجودگی میں پاکیشیا میں نہیں آسکتیں؟ ایسا لگتا ہے جیسے عمران جب ملک سے باہر جاتا ہے تو مجرموں کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔"

فیصل امتیاز صاحب! مجرموں کو بھی شاید عمران سے ہی ٹکرانے میں لطف آتا ہے ویسے ایکسٹو پاکیشیا میں موجود ہوتا ہے اور مجرموں کو بھی علم ہے کہ اصل طاقت ایکسٹو ہے۔ ایکسٹو کے سامنے عمران بیچارے کی کیا حیثیت ہے وہ تو سیکرٹ سروس کا ممبر تک نہیں ہے۔"

لاہور سے مبین احمد نومی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ نے لٹل ڈیولز ناول لکھا ہے ویسے تو ناول بیحد پسند آیا ہے البتہ ایک غلطی کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ آپ نے صفحہ نمبر ۶۴ پر لکھا ہے لٹل ڈیولز نے اپنی تنظیم میں بڑے بڑے جغادری مجرم بھرتی کر رکھے تھے یہ سب قوی ہیکل اور خاصے لڑاکے تھے کیونکہ وہ خود لڑائی بھڑائی نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ صفحہ نمبر ۱۶۵ سے صفحہ نمبر ۱۷۱ تک وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے شاندار انداز میں لڑتے ہیں اور صفحہ نمبر ۱۷۱ میں ٹائیگر کہتا ہے۔ "بس اتفاق ہی ہے باس! یہ لوگ ختم ہو گئے ورنہ جس انداز کے یہ لڑاکے ہیں انہیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا"۔ اور عمران جواب دیتا ہے۔ ہاں! انتہائی تیز، پھرتیلے اور ماہر"

مبین احمد نومی صاحب! مجھے یہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ ناول اس قدر غور سے پڑھتے ہیں اور نہ صرف پڑھتے ہیں بلکہ اس کا تجزیہ بھی کرتے ہیں اس سے آپ کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ باقی رہی غلطی تو ٹائیگر اور عمران والے فقرے مزید غور سے پڑھیئے۔ آپ کو جواب مل جائیگا۔ ٹائیگر نے خاص انداز کی بات کی ہے اور عمران نے انکی تیزی پھرتی اور مہارت کی بات کی ہے۔ امید ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔

اچھا اب اجازت دیجئے ——— آپ کا:۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ علی عمران سپیکنگ" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران۔ فوراً میرے دفتر پہنچو۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں" دوسری طرف سے سر رحمان کی بھاری آواز سنائی دی۔

اور رسالہ پڑھتا ہوا عمران سر رحمان کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا ——— عمران چند لمحے تو حیرت سے رسیور کو اس طرح دیکھتا رہا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ سر رحمان کی آواز واقعی اس رسیور سے نکلی ہے یا اُسے وہم ہوا ہے ——— عمران کے پاس گزشتہ کئی

ہفتوں سے کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے کبھی تو اس پر آوارہ گردی
کا دورہ پڑ جاتا اور کبھی کتابیں اور رسالے پڑھنے کا۔
اور آج کل اس پر رسالے پڑھنے کا دورہ پڑا ہوا تھا۔
یہی وجہ تھی کہ اس کا فلیٹ دنیا بھر کے رسالوں سے اٹا
پڑا تھا ـــــ روزانہ پوسٹ مین نئے سے نئے رسالوں
کے بنڈل اٹھائے پہنچ جاتا تھا۔ سلیمان اس لئے خوش
تھا کہ اُسے ان رسالوں میں اپنے مطلب کی تصویریں
دیکھنے کو مل جاتی تھیں۔ چنانچہ وہ نہ صرف بڑی خوشی سے
پوسٹ مین سے یہ رسالے وصول کرتا بلکہ پہلے انہیں
خود سنسر کرتا۔ جن میں اس کے مطلب کی تصویریں ہوتیں۔
وہ رسالے تو وہیں باورچی خانے میں ہی غائب ہو
جاتے اور باقی سنجیدہ اور خشک موضوعات کے
رسالے عمران کے کمرے میں ـــــ چونکہ دنیا بھر سے
آنے والے رسالوں میں ہر قسم کے موضوعات پر رسالے
ہوتے تھے۔ اس لئے سلیمان کا کام آج کل بخوبی چل
رہا تھا۔ ساتھ ساتھ اس نے ایک اور چکر بھی چلا رکھا تھا کہ
جب عمران غیر ملکی بک ایجنٹس کو آرڈرز کے لئے خطوط لکھتا۔
تو یہ خطوط سلیمان کو ہی پوسٹ کرنے پڑتے تھے اور
وہ بڑے اطمینان سے انہیں کھول کر آرڈرز میں ایسے
رسالے بھی درج کر دیتا جو شاید عمران کو نظر آجاتے
تو عمران سلیمان کو کان سے پکڑ کر فلیٹ سے ہی باہر نکال

دیتا۔ لیکن چونکہ عمران کو اس کے مطلب کے رسالے
مل جاتے تھے۔ اس لئے اسے پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ سلیمان
کے پاس کون کون سے رسالے سپلائی ہو رہے ہیں۔
اور باورچی خانہ۔ پینٹری اور سٹور جو ایک لحاظ سے سلیمان
کی واحد ملکیت میں تھے اور جہاں عمران کا داخلہ بھی
ممنوع تھا ـــــ اتنی گنجائش بہرحال موجود تھی کہ ایسے
رسالے وہاں آسانی سے غائب ہو جاتے تھے۔

"سلیمان ـــــ سلیمان" ـــــ عمران نے رسیور
رکھتے ہی اس بُری طرح چیختے ہوئے کہا کہ سلیمان جو باورچی
خانے میں بیٹھا بڑے اطمینان سے ایک باتصویر رسالے
کے مطالعے بلکہ مشاہدے کی لذت میں ڈوبا ہوا تھا بے اختیار
بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھا اور دوڑتا ہوا عمران کے
کمرے میں پہنچ گیا ـــــ عمران نے آواز ہی ایسے انداز
میں دی تھی کہ سلیمان کو بوکھلاہٹ میں رسالہ رکھنا ہی یاد
نہ رہا تھا۔

"جی۔ کیا بات ہے۔ آپ تو زندہ بیٹھے ہیں۔ آواز تو
آپ نے ایسے دی تھی کہ جیسے آپ کی روح نکل رہی ہو"
سلیمان نے عمران کو بخیریت بیٹھے دیکھ کر بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اُسے پہلی بار ہاتھ میں پکڑے
ہوئے رسالے کا خیال بھی آ گیا ـــــ اس لئے اس
نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ ذرا دکھانا"۔۔۔۔ عمران کی تیز نظروں سے بھلا وہ رسالہ کہاں چھپا رہ سکتا تھا۔

"کچھ نہیں۔ وہ میں چائے بنا رہا تھا۔ اور میں نے سوچا کہ آپ گرم چائے پسند کرتے ہیں۔ اس لئے چائے کو گرم رکھنے کے لئے چائے لے آؤں" سلیمان نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا۔

"سلیمان"۔۔۔۔ عمران نے کاٹ کھانے والے والے لہجے میں کہا۔ اور سلیمان ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"جج۔۔۔ جی"۔۔۔۔ سلیمان نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ عمران کا لہجہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہاں میز پہ رکھ دو" عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور سلیمان نے بڑے فرمانبردارانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ میز پہ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اور کتنے رسالے ہیں تمہارے پاس"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"بس یہی ایک رہ گیا ہے۔ باقی تو سارے چائے گرم کرنے میں لگ گئے ہیں"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"سوچ کر جواب دو۔ میں نے ابھی باورچی خانہ اور سٹور کی تلاشی لینی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ مجھے جھوٹ سے

کتنی نفرت ہے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ واقعی بیحد سنجیدہ تھا۔

"جج۔۔۔ جج۔۔۔ بس تھوڑے سے اور ہوں گے۔ یقین کریں بالکل تھوڑے سے"۔۔۔۔ سلیمان نے بُری طرح گھبرائے ہوتے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب عمران سنجیدہ ہو جائے تو پھر وہ سزا بھی ایسی دیتا تھا کہ روح بلبلا اٹھتی تھی۔ اسی لئے عمران کی سنجیدگی سے واقعی اس کی جان جاتی تھی۔

"سنو۔ جتنے بھی رسالے ہوں سارے اٹھا کر لے آؤ۔ اس کے بعد اگر تلاشی میں ایک بھی رسالہ نکل آیا تو تمہاری ہڈیاں ہانڈی میں ابل رہی ہوں گی"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس۔۔۔ یس سر"۔۔۔۔ سلیمان نے مرے مرے لہجے میں کہا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ عمران اسی طرح سنجیدہ اور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جب سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں رسالوں کا اچھا خاصا ڈھیر موجود تھا۔ اس نے خاموشی سے سارے رسالے میز پہ رکھ دیئے اور سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"یہ سارے رسالے اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو ڈیڈی کے پاس"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بچ ــــ بچ" ــــــ سلیمان کا چہرہ سر رحمان کا سن
کر واقعی بُری طرح زرد پڑ گیا۔
"اوہ اوہ۔ معاف کر دیجئے۔ خدا کے واسطے معاف
کر دیجئے۔ میرے باپ کی توبہ آئندہ ایسے رسالے نہ
دیکھوں گا" ــــــ سلیمان نے انتہائی بے چارگی سے
کہا۔ کیونکہ عمران والا معاملہ تو بہرحال قابل برداشت تھا۔
لیکن سلیمان جانتا تھا کہ سر رحمان نے بغیر کوئی لفظ کہے
اُسے گولی مار دینی ہے۔

"تمہارا باپ تو انتہائی شریف آدمی ہے اُسے توبہ کرنے
کی کیا ضرورت ہے" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے
ہوئے جواب دیا۔

"مم ــــ مم ــــ میرا مطلب ہے میری اپنی توبہ"
سلیمان نے کانپتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی منع کیا تھا کہ آئندہ اگر میں نے
ایسا کوئی رسالہ فلیٹ میں دیکھا تو تمہیں سزا دوں گا۔ لیکن
تم پھر باز نہیں آئے" ــــ عمران نے اور زیادہ سنجیدہ
ہوتے ہوئے کہا۔

"غلطی ہو گئی صاحب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی"
سلیمان اس بار واقعی رو پڑا۔ وہ عمران کے اصولوں کو
جانتا تھا۔ اور یہ بھی جانتا تھا کہ عمران کی سزا کم از کم وہ
برداشت نہ کر سکے گا۔

"ہونہہ۔ تمہارا میرے انتباہ کے باوجود یہ رسالے پھر
پڑھنے کا مطلب یہی ہے کہ اب تم ناقابلِ اصلاح ہو چکے
ہو۔ لیکن چونکہ تمہاری خدمات کافی ہیں۔ اس لئے میں تمہیں
کوئی اور سزا دینے کی بجائے یہی حکم دیتا ہوں کہ تم اپنا بوریا
بستر باندھو اور ہمیشہ کے لئے میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔
میں ایسی لغویات قطعاً پسند نہیں کرتا۔ میرے کوٹ کی جیب
میں ایک لاکھ روپے موجود ہیں وہ میں تمہیں تمہاری خدمات
کی بنا پر دے رہا ہوں اس کے بعد میرے فلیٹ کا
رخ آئندہ مت کرنا ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ اپنے
ہاتھوں سے علیحدہ کر دوں گا" ــــ عمران نے انتہائی کرخت
لہجے میں کہا۔ اور خود اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا فلیٹ کے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار
تیز رفتاری سے سر رحمان کے دفتر کی طرف اڑی جا رہی تھی۔
سلیمان کے پاس لغویات سے بھرپور رسالے دیکھ کر واقعی
اس کا موڈ بُری طرح آف ہو گیا تھا ــــ گو وہ اچھی
طرح جانتا تھا کہ سلیمان کردار کے لحاظ سے قطعاً بے داغ
ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایسی لغویات پر مبنی رسائل
وہ برداشت ہی نہ کر سکتا تھا ــــ اس لئے اس
نے انتہائی سنجیدگی سے سلیمان کو وارننگ دے
دی تھی۔
سنٹرل انٹیلی جنس کی عمارت میں کار کو روک کر وہ اترا۔

اور سیدھا سر رحمان کے دفتر کی طرف بڑھ گیا اور کوئی موقع ہوتا تو شاید عمران اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا۔ لیکن موڈ آف ہو جانے کی وجہ سے اس پر انتہائی سنجیدگی کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے سر رحمان کے دفتر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"جاؤ۔ صاحب سے کہو کہ عمران آیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اپنی عادت کے خلاف باہر بیٹھے چپڑاسی سے جو اٹھ کر انہیں سلام کرنے میں مصروف تھا انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ جناب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے پہلے ہی حکم دیا ہے کہ جیسے آپ آئیں آپ کو فوراً اندر بھیج دوں"۔۔۔۔ چپڑاسی نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا پردہ ہٹا کر دفتر میں داخل ہو گیا۔

"سلام ڈیڈی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور خاموشی سے میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اور سر رحمان حیرت سے عمران کو غور سے دیکھنے لگے۔ انہیں شاید یقین نہ آرہا تھا کہ عمران اس قدر سعادت مندی اور فرمانبرداری کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہے۔

"کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے"۔۔۔۔ سر رحمان سے نہ رہا گیا تو وہ پوچھ ہی بیٹھے۔

"جی ہاں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ حالانکہ

کوئی اور موقع ہوتا تو شاید سر رحمان کو اپنے سوال پر بھی پچھتانا پڑتا۔

"پھر تم اتنے سنجیدہ کیوں ہو"۔۔۔۔ سر رحمان جو ہمیشہ یہی رونا روتے رہتے تھے کہ عمران سنجیدہ نہیں رہتا۔ اب عمران کو سنجیدہ دیکھ کر خود ہی گھبرا گئے تھے۔ کچھ بھی ہو عمران بہرحال ان کا اکلوتا لڑکا تھا۔ اس لئے سنجیدہ عمران انہیں کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا۔

"کوئی ایسی بات نہیں ڈیڈی۔ آپ فرمائیں کہ کیسے یاد فرمایا ہے"۔۔۔۔ عمران پر مسلسل وہی موڈ طاری تھا۔

"اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہ ہو تو میں کسی ڈاکٹر کو فون کردوں" سر رحمان واقعی پریشان ہو گئے تھے۔ ان کو شاید یقین ہی نہ آرہا تھا کہ عمران اس قدر سنجیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ بحیثیت باپ یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران کی طبیعت خراب ہے۔

"نہیں ڈیڈی۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ فرمائیے۔ میرے لائق کیا خدمت ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کوئی رقم کا مسئلہ تو نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو مجھے بتاؤ۔ کتنی رقم چاہیے۔ آخر میری یہ جائیداد اور کس کے کام آئے گی۔ تم نے کبھی ضرورت کا ہی اظہار نہیں کیا"۔۔۔۔ سر رحمان نے کہا۔ اور عمران اس بار بے اختیار مسکرا دیا۔ سر رحمان کے پدری جذبات کی گہرائی نے اس کے دل میں واقعی عجیب سا تاثر پیدا کر دیا تھا۔

"نہیں ڈیڈی۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ اگر مجھے ضرورت ہو گی تو میں لے لوں گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ گو اس کا موڈ پہلے سے قدرے بہتر ہو گیا تھا۔ لیکن سر رحمان کے جذبات واقعی اس کے لئے ایک نیا تجربہ بن رہے تھے۔ اس لئے وہ اسی طرح سنجیدہ رہا۔

"اچھا۔ بہرحال میں نے تمہیں ایک ضروری کام کے لئے بلایا ہے۔ گو مجھے یقین نہیں ہے کہ تم میرا کام کرو گے۔ لیکن......" ——— سر رحمان نے کہنا شروع کیا اور پھر فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئے۔

"ڈیڈی۔ آپ حکم تو کر کے دیکھیں۔ آپ کی خاطر تو میں آگ میں بھی کود سکتا ہوں" ——— عمران نے جذبات سے پُر لہجے میں کہا۔ اور سر رحمان کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ وہ واقعی اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی عمران سے مخاطب ہیں۔

"یہ کوئی سرکاری کام نہیں ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تمہارا باس ایکسٹو تمہیں اس کی اجازت نہ دے" ——— سر رحمان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کوئی ایکسٹو کا ملازم تو نہیں ہوں۔ اس کی کیا جرأت ہے کہ وہ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل سے روکے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے تم واقعی سیکرٹ سروس کے رکن

نہیں ہو۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ تم نے سیکرٹ سروس جوائن کر لی ہے" ——— سر رحمان نے کہا۔

"آپ میری طبیعت تو جانتے ہیں۔ میرے اندر چنگیزی خون ہے۔ میں کسی کا ملازم نہیں رہ سکتا۔ اگر مجھے ملازمت ہی کرنی ہوتی تو میں آپ کے محکمہ میں ملازمت نہ کر لیتا۔ یہ تو صرف میرا ذاتی شوق ہے۔ جس کے لئے میں کام کرتا ہوں" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر رحمان کا چہرہ ایک بار پھر مسرت سے تمتما اٹھا۔ آج واقعی ان کے سامنے وہ عمران بیٹھا ہوا تھا جیسا وہ اسے دیکھنا چاہتے تھے۔

"گڈ۔ واقعی آج تک میں تمہیں غلط سمجھتا رہا۔ بہرحال اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ میرا ایک پرانا دوست ہے عمر ابدال۔ وہ مصری ہے۔ اور وہ مصر کے آثار قدیمہ کے ایک سیکشن کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ اس کے سیکشن کا تعلق مصری آثار قدیمہ کے ان مدفون مقبروں سے ہے جو ابھی تک تلاش نہیں کئے جا سکے۔ چونکہ ساری دنیا یہ جانتی ہے کہ ایسے مقبروں میں بے پناہ دولت ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تاریخی کتبوں اور دیگر ایسی چیزوں کی مالیت کروڑوں اربوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے مقبروں کی تلاش اور انہیں کھود کر ان میں سے مال و دولت کے ساتھ ساتھ تاریخی اہمیت کی چوری بڑے پیمانے پر ہوتی رہتی ہے۔ عمر ابدال کا سیکشن ایسے چوروں کے خلاف کام کرتا ہے اور اس کا یہ کام بھی ہے کہ

وہ ایسے مقبروں کو تلاش کر کے انہیں کھدوائے اور پھر ان
میں موجود ہر چیز کو حکومت کی تحویل میں دے ۔ اس لحاظ
سے عمر ابدال کے سیکشن کو اے سیکشن کہا جاتا ہے ۔
اور یہ حکومت مصر کے لحاظ سے انتہائی اہم ترین سیکشن ہے
عمر ابدال اے سیکشن کا چیف ہے ۔ اس لئے وہ اپنے سیکشن
کا ہر لحاظ سے ذمہ دار بھی ہے ۔ اس کا سیکشن بالکل اس
طرح کام کرتا ہے جیسے یہاں انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس
کام کرتی ہے —— لیکن ان کا ٹارگٹ مخصوص ہوتا
ہے ۔ اب میں اصل بات پر آتا ہوں ۔ مصر کے
ایک مقبرے سے ایسے کتبے ملے جن سے ظاہر ہوتا
تھا کہ اُس علاقے میں ایک بہت بڑا مقبرہ موجود تھا ۔
جسے مصر کے ایک باجبروت شہنشاہ آفخ کا مقبرہ
کہا جاتا تھا —— اور اس مقبرے کے متعلق جو کچھ
ان کتبوں میں درج تھا اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا ۔
کہ اس مقبرے سے ملنے والے تاریخی آثار پورے
مصر میں سے ملنے والے آج تک کے تاریخی آثار و
نوادرات سے بھی مجموعی طور پر زیادہ قیمتی ہوں گے ۔
چنانچہ ان کتبوں کی بنا پر سرکاری طور پر اس مقبرے
کی تلاش شروع کی گئی —— لیکن یہ مقبرہ نہ مل سکا ۔
البتہ ایک اور مقبرے سے ایک اور کتبہ مل گیا ۔
جس میں اس مقبرے کا محل وقوع زیادہ واضح تھا ۔

عمر ابدال نے اس کتبے کی جب حکومت کو اطلاع
دی تو حکومت نے اس کتبے کو مصری ماہرین آثار
قدیمہ کے پاس بھیجنے کا حکم دیا تاکہ وہاں اس پر
مزید ریسرچ ہو کر اس مقام کا حتمی طور پر تعین کر سکے ۔
لیکن پھر اچانک عمر ابدال کو علم ہوا کہ جو کتبہ اُسے
ملا تھا وہ کتبہ غائب ہو چکا ہے —— اور اس کی
جگہ نقلی کتبہ موجود ہے ۔ کیونکہ مصر کے آثارِ قدیمہ
کے چوروں نے یہ دھندہ بھی اختیار کر رکھا ہے
کہ وہ انتہائی قیمتی نوادرات کی ایسی نقل تیار کر
دیتے ہیں کہ عام تو کیا خاص خاص ماہر بھی انہیں آسانی
سے پہچان نہیں سکتے —— لیکن عمر ابدال بذات
خود بھی مصری آثار قدیمہ کا بہت بڑا ماہر ہے ۔ چنانچہ
یہ کتبہ دیکھتے ہی اُسے معلوم ہو گیا کہ اصل کتبہ کی جگہ
نقل کتبہ رکھ دیا گیا ہے —— اگر وہ یہ بات حکومت
کے نوٹس میں لے آتا تو لازماً اُسے نہ صرف ملازمت
سے معزول کر دیا جاتا بلکہ مصری قوانین کے تحت اُسے
سخت ترین سزا بھی دی جاتی —— چنانچہ اس نے
کسی کو بتائے بغیر یہ نقل کتبہ ماہرین کو بھجوا دیا ۔ یہ
نقل کتبہ اس مہارت سے تیار کیا گیا تھا کہ مصری
ماہرین بھی اس کے نقلی ہونے کو نہ پہچان سکے ۔
کیونکہ انہوں نے اصل کو نہ دیکھا تھا ۔ جب کہ

عمر ابدال اصل دیکھ چکا تھا۔ اسی لئے وہ پہچان گیا
تھا۔ بہرحال حکومت کے ماہرین کی طرف سے یہ جواب
ملا ——— کہ اس کتبے میں شہنشاہ آفخ کے مقبرے
کا واضح محل وقوع موجود نہیں ہے بلکہ یہ کتبہ تو صرف
شہنشاہ آفخ کے ایک شاہی فرمان پر مبنی ہے،
جس کے متعلق اور کتبے پہلے بھی دریافت ہو چکے
ہیں ——— اس پر بات ختم ہو گئی۔ لیکن عمر ابدال
کا ضمیر اُسے کچوکے دیتا رہا۔ اُسے معلوم تھا کہ
وہ چور جنہوں نے یہ اصل کتبہ چرایا ہے۔ لازماً وہ
مدفون مقبرہ کھود کر اس میں سے کچھ چرا لئے جائیں
گے ——— اور صورت حال ایسی ہو گئی کہ وہ اس
کے بارے میں کسی کو بتا بھی نہ سکتا تھا۔ وہ چونکہ جانتا
ہے کہ میں پاکیشیا میں سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف ہوں۔
اسی لئے اس نے مجھ سے اس بارے میں بات
کی ——— وہ اپنے ضمیر کے ہاتھوں خودکشی پر تیار
تھا۔ وہ بے حد اچھا اور قابل قدر انسان ہے۔ چنانچہ
میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں اس کی اس
معاملے میں مدد کروں گا ——— جس پر وہ مطمئن ہو
گیا۔ لیکن میں اس سے وعدہ تو کر بیٹھا لیکن جب میں
نے اس وعدے پر غور کیا تو اپنے آپ کو بے حد
مشکل میں پایا ——— کیونکہ یہ بہرحال کوئی سرکاری

مشن تو نہیں ہے کہ میں یہاں سے کوئی ٹیم بھیج دیتا۔ اور
میری انٹیلی جنس کی ٹیم کو چونکہ اس قسم کے کاموں کا تجربہ
ہی نہیں ہے ——— اس لئے ان کا جانا بھی بے کار ہے
لیکن تم جانتے ہو کہ میں وعدہ کر لینے کے بعد پیچھے
ہٹ جانے سے مر جانا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں
اسی لئے میں نے آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ میں یہاں
سے چھٹی لے کر خود وہاں جاؤں اور جا کر اپنے طور
پر کام کر کے اس اصل کتبے کو تلاش کروں۔ لیکن
تم جانتے ہو کہ تمہاری والدہ آج کل بیمار ہیں۔ اور
مجھے نجانے وہاں کتنا عرصہ لگ جائے ——— اس
لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ جب تک میں باہر رہوں
تم فلیٹ چھوڑ کر کوٹھی آ جاؤ اور اپنی والدہ کا خیال رکھو
میرے ذہن میں صرف یہی خدشہ تھا کہ شاید ایکسٹو
تمہیں چھٹی نہ دے ——— اور میں ایکسٹو سے اس
بارے میں درخواست کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔
اسی لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ شاید تم کسی
طرح اپنے طور پر چھٹی لے لو ——— لیکن اب تمہارے
منہ سے یہ بات سن کر کہ تم ملازم نہیں ہو مجھے
بے حد اطمینان ہو گیا ہے۔ اب اگر تم کوٹھی پر رہنے
کے لئے تیار ہو تو میں کل ہی طویل رخصت اپلائی کر
دیتا ہوں تاکہ اپنا وعدہ نبھا سکوں ——— کیونکہ

دعدہ کر لینے کے بعد اب یہ میری عزت اور آن کا سوال بن گیا ہے " ____ سر رحمان نے انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
اور سچی بات یہ ہے کہ سر رحمان کی یہ بات سن کر عمران کو حقیقتاً ان پر پیار آنے لگا کہ وہ ایسے باپ کا بیٹا ہے جو دوستی اور وعدے کو نبھانے کے لئے اپنی بیمار بیوی کو چھوڑ کر جانے اور اس عمر میں اس قدر خطرناک مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہیں ____ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ چور کوئی عام چور نہیں ہوتے۔ بلکہ بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیمیں ایسے دھندے میں ملوث ہوتی ہیں۔ جو شاید عام مجرموں سے بھی زیادہ باوسائل اور زیادہ خطرناک ہوتی ہیں ____ اور اُسے معلوم تھا کہ سر رحمان بھی اس بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسی تنظیموں کا مقابلہ وہ اکیلے نہیں کر سکتے۔ اس طرح صریحاً وہ صرف وعدہ نبھانے کے لئے موت کے منہ میں کود رہے ہیں ____ لیکن انہیں اپنی زندگی سے زیادہ اصولوں سے پیار تھا۔ اس لئے وہ اس طرح خطرے کے باوجود کام کرنے پر تیار تھے۔ صرف اس لئے کہ ان کا دوست مشکل میں تھا۔ اور وہ اس کی مدد کا وعدہ کر چکے تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ڈیڈی " ____ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
اور سر رحمان اس کا جواب سن کر بری طرح چونک پڑے۔
"کیا مطلب ____ کیا تم انکار کر رہے ہو"
سر رحمان کا چہرہ سرخ پڑنے لگ گیا تھا۔
"انکار ____ وہ کیسے ڈیڈی۔ آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تو مزے سے کوٹھی میں بیٹھا رہوں اور آپ کام کریں ____ سوری ڈیڈی۔ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی عزت کی حفاظت میرا فرض ہے اس لئے عمر ابدال کی مدد میں کروں گا۔ اور آپ کا وعدہ پورا ہوگا اور ضرور ہوگا " ____ عمران نے جواب دیا۔
"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کیا تم جا کر وہ کتبہ تلاش کرو گے۔ نہیں۔ جن لوگوں نے وہ کتبہ چوری کیا ہوگا۔ وہ کوئی انتہائی خطرناک اور طاقتور تنظیم ہوگی۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں موت کے منہ میں دھکیل دوں ____ یہ تمہارے بس کا کام نہیں ہے۔ تم بس اتنا کرو کہ میری عدم موجودگی میں اپنی والدہ کا خیال رکھو تاکہ مجھے وہاں اطمینان رہے "

سر رحمان نے سر ہلاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران ان کی بات سن کر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ سر رحمان کو کیا کہتا کہ وہ اسے لاابالی احمق اور مسخرا نوجوان ہی سمجھتے ہیں ——— اور سر رحمان کی یہ بات سن کر اس کے ذہن میں ایک اور خدشہ بھی جاگ اٹھا تھا کہ سر رحمان اپنی ضد کے بھی پکے ہیں ——— اگر وہ خود جانے کا فیصلہ کر چکے ہیں تو اب وہ کسی صورت بھی اس فیصلے سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اس لئے فوری طور پر اس نے کچھ اور ہی سوچنا شروع کر دیا تھا۔

" ڈیڈی ——— میں نے پہلے ایکسٹو کو انکار کر دیا تھا۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب میں اسے گرین سگنل دے دوں گا " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایکسٹو کو انکار کر دیا تھا۔ کس بات سے۔ کیا کہہ رہے ہو تم " ——— سر رحمان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی ——— آپ کے دوست کو شاید یہ خوش فہمی ہے کہ حکومت مصر کو اس کتبے کی تبدیلی اور اصل کتبے کی گمشدگی کا علم نہیں ہے۔ لیکن ایسی بات نہیں

ہے۔ حکومت مصر اس سے پوری طرح واقف ہے ایسے معاملات میں اس نے ایسے خفیہ ایجنٹ رکھے ہیں جو انہیں اطلاعات مہیا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ آپ کے دوست کی سابقہ خدمات کے مدنظر حکومت نے انہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ سمجھی ہو ——— یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس قدر خفیہ رکھنے کی کوشش کی ہو کہ آپ کے دوست کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے۔ تاکہ وہ مجرم بھی مطمئن رہیں ——— بہرحال ان دو میں سے کوئی بات ہو گی۔ مجھے تفصیل کا تو علم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ حکومت مصر نے پاکیشیا کے صدر سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کتبے کی تلاش کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھیجیں ——— تاکہ یہ کتبہ بھی تلاش ہو سکے اور اس مجرم تنظیم کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو سکے آپ جانتے ہیں کہ حکومت پاکیشیا کے حکومت مصر سے نہ صرف دوستانہ تعلقات ہیں بلکہ دفاعی لحاظ سے بھی ان کے درمیان انتہائی اہم معاہدے بھی ہیں ——— اس لئے صدر صاحب نے نہ صرف حامی بھر لی بلکہ باقاعدہ سے سرکاری طور پر ایکسٹو کو ریفر بھی کر دیا۔ اس پر ایکسٹو نے آپ کے فون آنے سے تھوڑی

دیر پہلے مجھ سے بات کی۔ لیکن میں نے وہاں جانے
سے انکار کر دیا تھا۔ بس موڈ ہی نہ بن رہا تھا۔ اور
پھر ایکسٹو نے میری خوشامد شروع کر دی۔ کیونکہ
اُسے معلوم ہے کہ میں اگر ساتھ نہ گیا تو یہ کیس
کامیاب نہیں ہو سکے گا ــــــ لیکن آپ تو جانتے
ہیں کہ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اس لئے اس
کی خوشامد کے باوجود میں نے انکار کر دیا۔ لیکن
اب آپ کے منہ سے ساری تفصیل سننے کے
بعد میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب میں ضرور جاؤں
گا ــــــ لیکن اب میرے جانے کی صورت دوسری
ہو گی۔ میں ایکسٹو کو مجبور کر دوں گا کہ وہ آپ کی
منت کرے کہ آپ مجھے جانے پر رضامند کریں۔
آپ اس سے اچھی طرح خوشامد کرانے کے بعد
راضی ہو جائیں ــــــ لیکن ساتھ ہی ایک شرط بھی لگا
دیں کہ عمران صرف اس صورت میں جا سکتا ہے
کہ ایکسٹو اس مشن کو سرکاری ظاہر نہ کرے۔ وہ
یقیناً رضامند ہو جائے گا ــــــ اور پھر میں وہاں
پہنچ کر یہی ظاہر کر دوں گا کہ آپ نے مجھے اپنے دوست
کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ اس طرح آپ کا
دوست بھی مطمئن ہو جائے گا ــــــ اور آپ کا
وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور سرکاری کام بھی

ہو جائے گا ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"ایکسٹو تمہاری خوشامد کر رہا تھا۔ کیا تم مجھے
احمق سمجھتے ہو۔ وہ صدر مملکت کو گھاس نہیں ڈالتا
وہ تمہاری خوشامد کرے گا ــــــ ایک بات اور
یہ تو میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ صرف تمہاری خاطر
میری خوشامد کرے گا" ــــــ سر رحمان نے
یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی ــــــ آپ آج تک اپنے بیٹے کو سمجھے
ہی نہیں۔ ایکسٹو تو ایک طرف اس کی پچھلی سات
نسلیں اور آئندہ آنے والی سات نسلیں بھی آپ
کی خوشامد کریں ــــــ اور اگر آپ حکم کریں تو میں
ایکسٹو کو یہاں آپ کے دفتر میں آ کر آپ کے پیر
پکڑنے پر بھی مجبور کر سکتا ہوں۔ آخر آپ کی عزت
میری عزت ہے" ــــــ عمران واقعی موڈ میں
آ گیا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ ایسا ہونا ناممکن ہے"
سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور واقعی
بات ہی ایسی تھی کہ سر رحمان کو زندگی بھر اس
بات پر یقین نہ آ سکتا تھا۔

"اچھا پھر آپ ایک وعدہ کریں اگر ایکسٹو واقعی

آپ کی خوشامد کرے تو آپ اپنی بجائے مجھے اپنے
دوست کی مدد پر بھیجنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔"
عمران نے کہا۔
"اگر ایسا ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے
میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے واقف
ہوں ——— وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس مجرم تنظیم
سے ٹکرا سکے۔ لیکن یہ بات میں کبھی نہیں مان سکتا
کہ وہ تمہیں بھیجنے کے لئے میری خوشامد کرے ایک
تو یہ کہ وہ انتہائی ضدی اور اکھڑ آدمی ہے۔ اور
دوسرا یہ کہ بہرحال تمہاری اب اتنی اہمیت تو ہرگز
نہیں ہو سکتی کہ تمہارے گئے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس
وہاں نہیں جا سکتی ——— تمہیں تو میرے خیال میں
اس لئے صرف وہ برداشت کر جاتا ہے کہ تم میرے
بیٹے ہو ورنہ تم جیسے احمق اور مسخرے سے اُسے
کیا مفاد پہنچ سکتا ہے" ——— سر رحمان نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران بے اختیار
ہنس پڑا۔
"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے"
سر رحمان کو غصہ آنے لگا۔
"میں ڈیڈی اس بات پر ہنس رہا ہوں کہ یہ بھلا
کیسے ممکن ہے کہ آپ جیسے عقلمند اور سنجیدہ انسان

کا بیٹا احمق اور مسخرہ ہو۔ یہ تو قانون قدرت کے خلاف
ہے" ——— عمران نے بات بدلتے ہوئے کہا۔
کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سر رحمان کا پارہ اب
مسلسل اور تیزی سے چڑھنا شروع ہو جائے گا۔
اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ بات بگڑ جائے اور پھر
سر رحمان خود ہی مصر ہی کو چل پڑیں ——— وہ جانتا
تھا کہ انہیں غصہ آگیا تو پھر وہ یہ بھی نہ دیکھیں گے
کہ پیچھے کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں۔
"جب حضرت نوح جیسے نبی کا بیٹا نافرمان ہو سکتا
ہے تو تم احمق اور مسخرے کیوں نہیں ہو سکتے"
سر رحمان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"اس لئے ڈیڈی کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ صرف
سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں"
عمران سے نہ رہا گیا تو اس نے جواب دے
ہی دیا۔
"شٹ اپ ——— اب تمہاری یہ جرأت ہو گئی
ہے کہ تم مجھ پر طنز کر سکو۔ ٹھیک ہے میں خود ہی
جو مناسب سمجھوں گا فیصلہ کر لوں گا۔ تم جا سکتے ہو"
سر رحمان کا پارہ اور زیادہ چڑھ گیا۔
"اوکے ڈیڈی ——— بہرحال مجھے یقین ہے کہ
اگر ایکسٹو نے آپ کی خوشامد کی تو آپ اپنا وعدہ

ضرور پورا کریں گے۔ کیونکہ بہرحال آپ وعدے
کی پابندی ضرور کرتے ہیں۔ خدا حافظ"
عمران نے جلدی سے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم
اٹھاتا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"ٹھہرو" ——— سر رحمان نے تیز آواز میں
کہا۔ اور عمران تیزی سے واپس مڑ کر رک گیا
"سنو ——— میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ
تم صرف مجھے خوش کرنے کے لئے ایکسٹو کی
منت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ اب تم جا کر اس
کی خوشامد کرو گے کہ وہ تمہاری بات کی لاج رکھ
لے ——— اور مجھے درخواست کرے۔ لیکن میں
یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ میرا بیٹا چاہے وہ لاکھ
احمق اور مسخرہ ہی کیوں نہ ہو۔ کسی کی منت خوشامد کرتا
پھرے ——— اس لئے میں نے تم سے جو کچھ کہا
ہے اُسے بھول جاؤ۔ میں خود ہی جو مناسب سمجھوں
گا کروں گا" ——— سر رحمان نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔
اور عمران ان کی بات سن کر واپس ان کی طرف
بڑھ آیا۔ اس کے چہرے پر یک لخت انتہائی
سنجیدگی کے آثار ابھر آئے تھے۔
"فون مجھے دیجئے۔ آج میں آپ کو بتا دوں کہ

آپ کے بیٹے کی کیا حیثیت ہے" ——— عمران نے قریب آ کر انتہائی
سپاٹ لہجے میں کہا۔
"اداکاری مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری کیا حیثیت ہے اب
کل تم یہ کہنا شروع کر دو گے کہ ایکسٹو میں ہی ہوں" ——— سر رحمان
نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔
"میں جو کچھ بھی ہوں ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا ٹیلی فون مجھے دیجئے"
عمران نے پہلے کی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور سر رحمان چند لمحے
غور سے عمران کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے ہاتھ سے ٹیلی فون آگے
بڑھا دیا ——— عمران نے رسیور اٹھایا اس کا
آپریٹر والا بٹن بند کیا اور ڈائریکٹ کر کے اس
نے تیزی سے بلیک زیرو کے نمبر گھمانے شروع
کر دیئے ——— وہ جانتا تھا کہ سر رحمان کو ایکسٹو
کے ان مخصوص نمبروں کا علم ہے اس لئے اس
نے نمبر چھپانے کی کوشش نہ کی تھی۔
"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔
چونکہ سر رحمان بھی قریب ہی موجود تھے۔ اس لئے
رسیور سے نکلنے والی آواز انہیں بھی بخوبی سنائی
دے رہی تھی۔
"علی عمران بول رہا ہوں ڈیڈی کے دفتر سے۔
آپ نے مجھے مصر والے مشن کے متعلق کہا تھا۔

لیکن میں نے انکار کر دیا تھا آپ نے مجھ سے بار
بار درخواست بھی کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا
تھا ـــــ کیونکہ میرا موڈ نہ تھا۔ اب فون میں نے
اس لئے کیا ہے کہ میں صرف ایک صورت میں
رضا مند ہو سکتا ہوں کہ اگر ڈیڈی مجھے اجازت
دیں۔ چاہے آپ کو اس کے لئے ڈیڈی کی خوشامد
کیوں نہ کرنی پڑے ـــــ اگر آپ مجھے واقعی مصر
والے مشن پر بھیجنا چاہتے ہیں تو پھر ڈیڈی کو راضی کرنا
آپ کا کام ہے۔ چاہے کسی طرح بھی راضی کریں
اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میرا قطعی انکار
ہے ـــــ آپ بے شک سیکرٹ سروس کو اس
مشن پر بھجوا دیں۔ ڈیڈی میرے سامنے بیٹھے ہیں۔
آپ ان سے بات کر لیں" ـــــ عمران نے تیز
تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ
بے چارے بلیک زیرو کو تو کسی مصر کے مشن کا
سرے سے کوئی علم ہی نہیں ہے۔ لیکن وہ بلیک
زیرو کی ذہانت کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ اس
کا اشارہ سمجھ کر بات کو نبھا لے گا۔

"شکر ہے تم کسی طور پر رضا مند تو ہوئے۔ سر رحمان
سے میں خود بات کر لوں گا۔ تم انہیں رسیور دو"
دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی

اور عمران کے لبوں پر مطمئن سی مسکراہٹ ابھر آئی۔
بلیک زیرو کا یہی فقرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کا اشارہ
سمجھ گیا ہے۔

"یس ـــــ رحمان سپیکنگ" ـــــ سر رحمان
نے رسیور عمران کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔
اور عمران بڑے اطمینان سے سامنے والی کرسی
پر بیٹھ گیا۔

"سر رحمان۔ میں ایکسٹو بول رہا ہوں۔ ایک
اہم ترین مشن پر میں عمران کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ
انکار کر رہا ہے ـــــ آپ پلیز اسے کہیں کہ وہ
انکار نہ کرے۔ کیونکہ یہ مشن پاکیشیا کے لئے
انتہائی اہمیت رکھتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے
بلیک زیرو نے بڑے نرم لہجے میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

اور سر رحمان کے چہرے پر ایکسٹو کے اس قدر
نرم لہجے سے بات کرنے پر بھی انتہائی حیرت کے
آثار نمایاں ہو گئے ـــــ کیونکہ ایکسٹو ہمیشہ سخت
بلکہ سرد لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ اسے کسی مشن پر
بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ
اس احمق اور مسخرے کی آخر ایسی کیا اہمیت ہے۔

کہ آپ اُسے اپنی ٹیم کے ساتھ ضرور بھیجنا چاہتے ہیں"
سر رحمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر رحمان آپ نہیں جانتے کہ عمران کی کیا اہمیت
ہے۔ یہ صرف مجھے ہی معلوم ہے۔ بہرحال اتنا بتا
دیتا ہوں کہ عمران جب کام کرنے کے موڈ میں آتا ہے،
تو پھر ایک پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا دس سیکرٹ
سروسز بھی اس سے پیچھے رہ جاتی ہیں ___ یہی وجہ
ہے کہ مجھے اپنی طبیعت کے خلاف اس کے
نخرے سہنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ میرے پیش نظر
صرف پاکیشیا کا مفاد ہوتا ہے ___ اور آپ جانتے
ہیں کہ پاکیشیا کا مفاد مجھے کتنا عزیز ہے۔ آپ تو
بہرحال عمران کے والد بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ
انتہائی اہم اور ذمہ دار عہدے دار بھی ہیں۔ پاکیشیا
کے مفاد کی خاطر تو میں عمران کے باورچی سلیمان
کی بھی خوشامد کر سکتا ہوں ___ اور عمران چونکہ اس
بات کو جانتا ہے اس لئے اکثر یہ نخروں پر اتر آتا ہے۔
پہلے تو یہ جلد ہی مان جاتا تھا لیکن اس بار اس نے
قطعی انکار کر دیا ہے ___ اور میں سوچ رہا تھا کہ
اسے کس طرح رضا مند کر دوں۔ کہ اس کا فون آ
گیا" ___ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے
میں کہا۔ اور عمران بلیک زیرو کی ذہانت پر دل ہی

دل میں داد دینے لگا۔

" لیکن آپ اس کے نخرے کیوں برداشت کرتے
ہیں اسے سیکرٹ سروس میں شامل کر لیں"
سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران کی ایسی تعریف اور وہ بھی ایکسٹو جیسے شخص
کے منہ سے سن کر ان کا سینہ خود بخود چوڑا ہو
گیا تھا ___ آخر وہ ان کا ہی بیٹا تھا جس کے لئے
ایکسٹو جیسا شخص بھی منت کرنے پر مجبور تھا۔

" میں نے تو کئی بار آفر کی ہے اور بڑی سے
بڑی تنخواہ کا بھی لالچ دیا ہے لیکن وہ قطعی انکار کر
دیتا ہے" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا اور
سر رحمان بے اختیار ہنس پڑے۔

" آپ نے پاکیشیا کے مفاد کا حوالہ دیا ہے جناب
ایکسٹو۔ پاکیشیا کا مفاد ہو اور عمران نخرہ کرے یہ
کیسے ممکن ہے ___ میں اُسے گولی نہ مار دوں گا"
سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بیحد
خوش نظر آ رہے تھے۔

" پلیز۔ عمران کے سامنے یہ بات نہ کہیں اگر وہ اکڑ
گیا تو پھر کسی صورت بھی نہ مانے گا" ___ دوسری
طرف سے بلیک زیرو نے بڑے تشویش بھرے
لہجے میں کہا۔

"کیسے اکڑ سکتا ہے۔ اگر وہ اکڑ سکتا ہے تو میں
اس کا باپ ہوں۔ وہ آپ کے سامنے اکڑ سکتا
ہے میرے سامنے نہیں ـــــ وہ ضرور اس مشن پر
جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ لیکن اس سلسلے میں
میری ایک شرط ہے" ـــــ سر رحمان نے کہا۔
"عمران کو آپ رضامند کرلیں۔ باقی مجھے آپ کی ہر
شرط منظور ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔
اور سر رحمان عمران کی رضامندی کی خاطر ایکسٹو
کے اس حد تک چلے جانے پر واقعی حیران رہ گئے۔
"آپ سن تو لیں میں ......" ـــــ سر رحمان
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"سر رحمان مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھ سے کم
محب وطن نہیں ہیں۔ اس لئے یقیناً آپ کی ہر شرط
پاکیشیا کے مفاد کے دائرے کے اندر ہی ہوگی۔
اس لئے مجھے آپ کی شرط سننے کی ضرورت نہیں ہے۔
آپ سمجھ لیں کہ آپ کی شرط پوری ہوگئی ـــــ بس
آپ عمران کو رضامند کرا دیں" ـــــ بلیک زیرو نے
جواب دیا۔
اور عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو یہ بات کیوں کہہ رہا
ہے۔ اُسے چونکہ سرے سے کسی بات کا علم ہی نہ
تھا ـــــ اس لئے وہ صرف اس حد تک ہی رہنا

چاہتا تھا۔ جس حد تک عمران نے اُسے اشارہ کیا تھا۔
"آپ کے مجھ پر اس حسن ظن کا شکریہ۔ اُسے آپ
راضی ہی سمجھیں" ـــــ سر رحمان نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
"شکریہ" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔
اور سر رحمان نے بھی شکریہ کہتے ہوئے رسیور
رکھ دیا۔
عمران بڑے مؤدبانہ انداز میں سر جھکائے
بیٹھا تھا۔
"میرے خیال میں اب ایکسٹو کے دماغ کا بھی
کوئی پرزہ خراب ہوگیا ہے جو وہ تمہیں اس قدر
اہمیت دے رہا ہے" ـــــ سر رحمان نے
ہنستے ہوئے کہا۔
"ایک پرزہ۔ سارے ہی کہیں ڈیڈی۔ اور یہ بھی
ہوسکتا ہے کہ اس کے دماغ میں کوئی پرزہ سرے
سے موجود ہی نہ ہو" ـــــ عمران اپنے اصل موڈ میں
آتا جا رہا تھا۔
"بکواس مت کرو۔ آج مجھے احساس ہوگیا ہے
کہ ایکسٹو انتہائی محب الوطن ہے۔ یہ اس کی
انتہائی حب الوطنی ہے کہ وہ تم جیسے احمق کے لئے
اس حد تک آگیا ہے ـــــ ورنہ میں نے تو آج

تک یہی دیکھا تھا کہ وہ کسی سے سیدھے منہ بات کرنا ہی گوارا نہیں کرتا" ۔۔۔ سر رحمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ سر رحمان کو کیا بتاتا کہ جسے وہ احمق کے سوا اور کوئی لقب دینے پر ہی تیار نہیں ہیں وہی اصل ایکسٹو ہے ۔۔۔ وہ بے چارہ طاہر تو بس ڈمی ہے۔ جسے سر رحمان اصل ایکسٹو سمجھے ہوئے ہیں۔

"بہرحال اب تو آپ کو یقین آ گیا کہ میں نے ایکسٹو کی منت خوشامد نہیں کی۔ اب تو آپ کا وعدہ پورا ہو جائے گا ۔۔۔ اور اب آپ کو مصر جانے کی ضرورت نہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ ویسے تم وہاں جا کر عمر ابدال سے مل لینا تاکہ اسے تسلی ہو جائے۔ لیکن اسے یہ نہ بتانا کہ تم سرکاری طور پر آئے ہو ۔۔۔ میں بھی اسے فون پر کہہ دوں گا کہ میں تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت بھیج رہا ہوں۔ البتہ یہ مجبوری ہو گئی ہے کہ مجھے اب اس کے سامنے تمہاری تعریفیں کرنی پڑیں گی تاکہ وہ مطمئن ہو جائے ۔۔۔ اور میری یہ بات سن لو کہ اگر تم نے

وہاں جا کر کوئی احمقانہ بات یا حرکت کی تو میں تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دوں گا" ۔۔۔ سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ڈیڈی۔ میں اس پر اپنی قابلیت کا ایسا سکہ بٹھا کر آؤں گا کہ وہ یہ سکہ اٹھائے پورا بازار گھوم جائے ۔۔۔ مجال ہے اسے اس سکے کے بدلے میں کوئی چیز مل جائے" ۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے" ۔۔۔ سر رحمان نے خشمگیں لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی۔ آپ کی شرط تو ایکسٹو نے بغیر سنے ہی منظور کر لی۔ اب ایک شرط آپ میری بھی منظور کر لیں ۔۔۔ بے شک اسے سن لیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کی آنکھیں ایک دلچسپ شرارت سے چمکنے لگی تھیں۔

"اچھا تو تم اب میرے سامنے بھی شرطیں پیش کرنے لگے ہو" ۔۔۔ سر رحمان کے گال غصے سے پھڑکنے لگے۔

"ارے توبہ توبہ ۔۔۔ بس یہ زبان غوطہ کھا جاتی ہے۔ شرط نہیں ڈیڈی درخواست" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی اپنے دونوں گال پیٹتے ہوئے کہا۔

"بکو" ——— سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ سوپر فیاض کو اس مشن پر میرے ساتھ بھیج دیں۔ اس طرح آپ کے دوست کی بھی پوری تسلی ہو جائے گی" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں ——— سوپر فیاض سرکاری ملازم ہے۔ تمہاری طرح آوارہ گرد نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ کیس سرکاری طور پر میرے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ نہیں جا سکتا" ——— سر رحمان کے آڑے ان کی اصول پسندی آ گئی۔

"وہ چھٹی لے کر بھی تو جا سکتا ہے۔ دیکھیں نہ ڈیڈی وہ چھٹی تو کرتا ہی نہیں۔ بے چارہ دن رات کولہو کے بیل کی طرح کام کرتا رہتا ہے ——— اس طرح تو ڈیڈی اس کی کارکردگی میں بھی فرق آ سکتا ہے۔ وہ ذرا کچھ دن تفریح کر آئے گا تو ظاہر ہے اس کی کارکردگی اور بڑھ جائے گی ——— اور پھر چھٹی تو اس کا حق ہے ڈیڈی" ——— عمران نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کس حیثیت سے جائے گا۔ وہاں جب سیکرٹ سروس جا رہی ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے" ——— سر رحمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ میرے دوست کی حیثیت سے جائے گا ڈیڈی۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ملازم نہیں ہوں۔ میں چاہوں تو ——— آدھے پاکیشیا کو ساتھ لے جاؤں" ——— عمران نے کہا۔

"ہونہہ ——— ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ نہ جانا چاہے تو میں اسے مجبور نہیں کر سکتا" ——— سر رحمان نے تقریباً رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ایکسٹو کی طرح آپ کو منت نہیں کرنی پڑے گی۔ وہ خود ہی آپ سے چھٹی کی درخواست بھی کرے گا اور ساتھ منت بھی کرے گا ——— بس آپ اسے چھٹی دے دیں۔ باقی میرا کام ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر وہ خود چھٹی لے کر جانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ——— سر رحمان آخر رضامند ہو ہی گئے۔ شاید انہوں نے بھی سوچا ہو کہ اس طرح عمر ابدال پوری طرح مطمئن ہو جائے گا۔

"بہت بہت شکریہ ڈیڈی۔ بس اب آپ قطعی بے فکر ہو جائیں" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر واپس مڑتے مڑتے وہ رک گیا۔ اور اس طرح سر جھکا کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن کہنے کی ہمت نہ کر رہا ہو۔

"اب کیا بات ہے" ـــــ سر رحمان نے
چونک کر پوچھا۔
"وہ ڈیڈی ـــــ وہ دراصل اب میں کیا کہوں
میں سوچ رہا تھا کہ واپس آتے وقت ثریا کے
لئے مصر سے کوئی تحفہ لے آؤں۔ لیکن ڈیڈی
آپ تو جانتے ہیں کہ ـــ ایکسٹو ایک غیر ملازم کو
کیا دیتا ہوگا ـــــ بس اس لئے .... اچھا
رہنے دیں۔ میں ثریا سے معذرت کر لوں گا۔ وہ
بے چاری میری حالت جانتی ہے اس لئے لازماً
خاموش ہو جائے گی" ـــــ عمران نے رک رک
کر کہا۔
"نہیں ـــــ یہ تم نے اچھی بات سوچی ہے۔
چھوٹی بہن کے لئے تحفہ ضرور لے آنا۔ میں تمہیں
رقم دے دیتا ہوں" ـــــ سر رحمان نے اس کا
مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔ انہیں ثریا سے بے حد
پیار تھا۔ اسی لئے عمران نے جان بوجھ کر ثریا کو
درمیان میں ڈال دیا تھا ـــــ اُسے معلوم تھا کہ
ثریا کے نام پر وہ سر رحمان سے اچھی خاصی رقم
بٹورنے میں کامیاب ہو جائے گا۔
"لیکن پلیز آپ ثریا کو نہ بتائیں۔ ورنہ وہ مجھ سے
لڑ پڑے گی۔ وہ آپ کی بڑی حمایتی ہے"

عمران نے کہا۔
اور سر رحمان اپنی طبیعت کے خلاف زور سے
ہنس پڑے۔
"حمایتی کیوں نہ ہو۔ میری بیٹی نہیں ہے"
سر رحمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر کوٹ کی
جیب سے بٹوہ نکال کر سو روپے مالیت کے دو
نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔
"اوہ ڈیڈی ـــــ ثریا تو اب کافی بڑی ہو گئی ہے"
عمران نے نوٹ لے کر بڑے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔
"بڑی ہو گئی ہے ـــــ کیا مطلب" ـــــ سر رحمان
نے چونک کر پوچھا۔ وہ شاید عمران کی بات کا مطلب
نہ سمجھے تھے۔
"ڈیڈی۔ دو سو روپے میں تو فیڈر ہی آسکے گا"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"بس کوئی چھوٹا موٹا تحفہ لے آنا۔ اور تم نے کیا
پورا بازار خرید کر لانا ہے" ـــــ سر رحمان نے
کہا۔
"تو پھر انہیں بھی رکھ لیں ڈیڈی۔ اس سے دس گنا
رقم کا تحفہ تو میں خود لے آؤں گا۔ آخر وہ میری بہن
ہے ـــــ میں تو سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے

آٹھ ستاروں والا نیکلس لے آؤں گا۔ اس نے کئی
بار بڑے حسرت بھرے لہجے میں مجھ سے کہا ہے
کہ اس کی ایک سہیلی کے پاس پانچ ستاروں والا
نیکلس ہے جو اس کے ڈیڈی نے اُسے مصر سے
تحفے میں لا دیا ہے ___ آٹھ ستاروں والا نیکلس
کہ وہ یقیناً بے حد خوش ہو گی اور اُسے بھی احساس
ہو گا کہ وہ کسی ٹٹ پونجیئے بھائی کی بہن نہیں ہے۔
لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے" ___ عمران نے بڑا
مایوس سا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"آٹھ ستاروں والا نیکلس ___ کیا مطلب۔ کتنے کا
آتا ہے" ___ سر رحمان نے حیرت بھرے لہجے
میں پوچھا۔ اب انہیں کیا معلوم کہ عمران کیا چکر چلا
رہا ہے۔

"جی۔ مصر کا خاص تحفہ ہے۔ یہ ہیروں کا نیکلس ہوتا
ہے۔ اور ہر ہیرا آٹھ کونوں والا ہوتا ہے۔ بڑا رعب
ہوتا ہے اس نیکلس کا ___ کل ثریا کی شادی تو ہونی
ہے۔ جب اس کے سسرال والوں کو معلوم ہو گا کہ
ثریا کے پاس آٹھ ستاروں والا نیکلس ہے تو انہیں
بھی پتہ چلے گا کہ ثریا سر رحمان کی بیٹی ہے۔ کسی
ایرے غیرے نتھو خیرے کی نہیں ہے" ___ عمران
نے جواب دیا۔ وہ سر رحمان کی کمزوریوں سے اچھی

طرح واقف تھا۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر
رہا تھا۔

"ارے کچھ بتاؤ گے بھی سہی کہ وہ آتا کتنے کا ہے"
سر رحمان نے جھلا کر پوچھا۔

"چھوڑیں ڈیڈی۔ مجھے معلوم ہے۔ آپ نے
قیمت سن کر انکار کر دینا ہے۔ پھر بتانے کا فائدہ۔
میں ثریا کو سمجھا لوں گا" ___ عمران نے کہا۔

"کیا سمجھا لو گے۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔
کیا میں اپنی بیٹی کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا۔ تم
ایک نیکلس کی بات کر رہے ہو ___ وہ کہے تو میں
اس کے لئے ایک ہزار ایسے نیکلس خرید سکتا
ہوں" ___ سر رحمان عمران کی توقع کے عین
مطابق پٹڑی پہ چڑھ گئے۔

"ڈیڈی۔ ایک نیکلس تو اُسے مل نہیں رہا۔ آپ
ہزار کی بات کر رہے ہیں۔ دس لاکھ کا آتا ہے
یہ نیکلس" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ دس کروڑ کا کیوں نہ آتا ہو۔ کیا تم
نے مجھے بھوکا ننگا سمجھ رکھا ہے۔ البتہ میں فضول
خرچی کا قائل نہیں ہوں ___ میں تمہیں دس لاکھ کا
چیک دے دیتا ہوں۔ تم اس کے لئے نیکلس لے
دو" ___ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور

پھر بٹوے سے چیک بک نکال کر انہوں نے اس
پر دس لاکھ کی رقم لکھی۔ نیچے دستخط کئے اور پھر
کر عمران کی طرف چیک ایسے پھینک دیا جیسے د
لاکھ ان کی نظروں میں دس پیسے کی حیثیت رکھتے
ہوں۔

"یہ کیش ہو جائے گا" ——— عمران نے چیک
کر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شٹ اپ ——— یہ میرا چیک ہے۔ جاؤ اب
دفع ہو جاؤ۔ اور ہاں سنو۔ اگر تم یہ نیکلس نہ
کر آئے تو دس لاکھ جوتے ماروں گا گن گن
سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈیڈی کہ میں اپنی بہن
لئے نیکلس نہ لے آؤں۔ بس سمجھئے آ گیا۔ گڈ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے
پردہ ہٹا کر باہر آ گیا ——— اس کا چہرہ مسرت
سے مہک رہا تھا۔ سر رحمان سے دس لاکھ جیسی
خطیر رقم وصول کر لینا واقعی انتہائی مسرت آمیز
تھی ——— کیونکہ وہ کنجوس نہ ہونے کے باوجود
ایک ایک پیسے کا باقاعدہ حساب رکھتے تھے
اور عمران جانتا تھا کہ نیکلس تو بہرحال اسے لے
ہی آنا پڑے گا ——— اب یہ اور بات ہے۔ کہ یہ

نیکلس صرف چند ہزار کا ہی آتا ہے۔ کیونکہ یہ مصنوعی
ہیروں کا ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے اصل ہیرے تو
آٹھ اور پانچ کونوں والے ہونے سے رہے۔ اور
باقی رقم اس کے خیال کے مطابق مشن پر کام آئے
گی ——— بہرحال اصول اصول ہوتا ہے۔ اب اسے
ٹیم لے کر سرکاری مشن پر تو جانا نہیں تھا کہ سرکاری
رقم خرچ ہوتی۔ سر رحمان کے دوست کی مدد کرنے
جانا تھا اس لئے خرچہ بھی سر رحمان کے ذمہ۔ اور
خرچہ وہ بہرحال وصول کر ہی آیا تھا ——— اب سر رحمان
کے دفتر سے نکل کر وہ سوپر فیاض کے دفتر کی طرف
بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اب سوپر فیاض کو بھی ساتھ لے
جانے کا پروگرام بھی بنانا تھا اور اس کا اپنا خرچہ
تو ظاہر ہے سوپر فیاض کے ہی ذمہ تھا۔

فلیٹ میں صفدر۔ تنویر اور جولیا بیٹھے ہو۔
گپیں مار رہے تھے۔ تنویر کی تو بہر حال عادت تھ
کہ وہ روزانہ ایک بار ضرور جولیا کے فلیٹ میں
آتا تھا ——— لیکن اب یہ اتفاق تھا کہ صفدر بھی وہ
آگیا۔ چونکہ گذشتہ کئی ہفتوں سے کوئی کیس ان ک
پاس نہ تھا۔ اس لئے راوی چین ہی چین لکھتا تھا
جولیا نے کافی بنا لی تھی ——— اور اس وقت
کافی پینے کے ساتھ ساتھ کسی تفریحی مقام پر جا نے
کا پروگرام بنانے میں مصروف تھے کہ اچانک
کال بیل بج اٹھی اور وہ تینوں چونک پڑے۔
" میں دیکھتی ہوں کون ہے " ——— جولیا نے کا
کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر درواز۔

کی طرف بڑھنے لگی۔
" وہی صورت حرام عمران ہوگا۔ وہی چکر کاٹتا رہتا ہے جولیا کے فلیٹ کے " ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
" کون ہے " ——— جولیا نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔
" میں سلیمان ہوں " ——— دوسری طرف سے عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں ہی سلیمان کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ سلیمان شاید آج تک سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کے فلیٹ پر نہ آیا تھا۔
جولیا نے سلیمان کی آواز سنتے ہی فوراً دروازہ کھول دیا۔ سامنے سلیمان کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ مایوسی سے لٹکا ہوا تھا ——— ہر وقت چمکتی ہوئی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں اور اس کے ہاتھ میں رسالوں کا ایک بڑا سا بنڈل تھا۔ جسے اس نے رسی سے باندھ رکھا تھا۔
" تم سلیمان ——— کیا بات ہے۔ عمران تو بخیریت ہے، اندر آجاؤ " ——— جولیا نے انتہائی اضطرابی انداز میں پوچھا۔ اور عمران کے متعلق اس انداز میں جولیا کے پوچھنے پر تنویر کا منہ بن گیا لیکن وہ بولا کچھ نہیں۔

"شکریہ مس جولیا ——— میں آپ سے مدد مانگنے آیا ہوں" ——— سلیمان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اور رسالوں کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہو گیا۔

"کیسی مدد ——— کیا کہنا چاہتے ہو" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

صفدر اور تنویر بھی حیرت سے سلیمان کو دیکھ رہے تھے کیونکہ یہ قطعی وہ سلیمان نہ لگ رہا تھا جس سے وہ عمران کے فلیٹ میں ملتے تھے۔ اس کے کندھے ڈھلکے ہوئے تھے اور چہرہ لٹک رہا تھا۔

"مجھے عمران صاحب نے فلیٹ سے نکال دیا ہے۔ اور فلیٹ سے ہی کیا نوکری سے بھی نکال دیا ہے۔ اور میں عمران صاحب کے بغیر کیسے زندہ رہ سکتا ہوں۔ جہاں میں نے ساری عمر گزاری ہے اب میں وہاں سے کیسے جا سکتا ہوں۔ اب تو میرا جنازہ ہی وہاں سے نکل سکتا ہے" ——— سلیمان نے بڑی بے چارگی سے کہا۔

"کیا یہ کوئی نیا ڈرامہ ہے۔ مجھے یقین ہے عمران نے تمہیں بھیجا ہو گا" ——— تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

اور سلیمان نے چونک کر ایک بار حسرت بھری نظروں

سے تنویر کی طرف دیکھا اور پھر شدید بے چارگی کے عالم میں سر جھکا لیا۔

"تم چپ رہو تنویر ——— سلیمان کم از کم میرے ساتھ اداکاری نہیں کر سکتا۔ عمران نے تمہیں کیوں نکالا ہے۔ میرے خیال میں تو وہ خود ہی تمہارے بغیر ادھورا ہے" ——— جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور صفدر جولیا کے عمران کے بارے میں گہرے جذبات محسوس کر کے مسکرا دیا۔

جولیا نے جواب میں یہ نہ کہا تھا کہ عمران تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نے لفظ ادھورا استعمال کیا تھا ——— کیونکہ یہ اس کے جذبات تھے کہ وہ عمران کے ساتھ زندہ نہ رہنے یا مردہ کا لفظ استعمال کرنا ہی گوارا نہ کر سکتی تھی۔

"اس نے ضرور کوئی ایسی حرکت کی ہو گی۔ کہیں کھانے میں سنکھیا تو نہیں ڈال دیا تھا" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر ——— تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ کسی کا مذاق اڑاتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہئے" ——— جولیا نے اس بار تنویر کو بری طرح لتاڑ دیا تھا۔

اور تنویر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اب وہ آئندہ ساری عمر منہ نہ

کھولے گا۔
صفدر نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ سلیمان حقیقتاً
بے حد پریشان ہے۔ اس لئے وہ بول پڑا۔
"جولیا ۔۔۔ تم سلیمان کے لئے ایک کپ
کافی لاؤ۔ یہ واقعی بے حد پریشان نظر آ رہا ہے"
صفدر نے جولیا سے کہا۔
اور جولیا سر ہلاتی ہوئی ملحقہ کچن کی طرف بڑھ گئی
سلیمان خاموش سر جھکائے بیٹھا تھا اور جب جولیا
نے کافی کا کپ لا کر دیا تو سلیمان کی آنکھوں سے
ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔
"ارے ارے تم رو رہے ہو۔ اوہ سلیمان۔
تم فکر نہ کرو۔ میں عمران کو جوتیاں مار کر بھی تمہیں واپس
فلیٹ میں رکھواؤں گی۔ اس کی جرأت ہے کہ مجھ
سے انکار کر جائے" ۔۔۔ جولیا نے سلیمان
کو روتا دیکھ کر بڑی طرح پریشان ہو کر کہا۔ سلیمان
کے اس طرح رونے سے ماحول واقعی بے حد
سوگوار ہو گیا تھا۔ اب تنویر بھی عبرت بھرے انداز
میں سلیمان کو دیکھ رہا تھا۔
"سوری مس جولیا۔ میں نے آپ کو ناحق تکلیف
دی۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ۔ مجھے معلوم ہے
عمران صاحب ایک بار جو فیصلہ کر لیں وہ کبھی تبدیل

نہیں کرتے۔ لیکن اب میں نے بھی سوچ لیا ہے۔ میں
عمران صاحب کے فلیٹ کے دروازے پر ہی بھوک
ہڑتال کر دوں گا" ۔۔۔ سلیمان نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ اب اس نے اپنے آپ کو کافی حد
تک سنبھال لیا تھا۔
"آخر بات کیا ہوئی۔ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے"
صفدر نے کہا۔
"یہ رسالے دیکھیں۔ یہ میں ساتھ لے آیا ہوں۔ مجھے
بس ویسے ہی شوق ہے ایسے رسالے پڑھنے کا۔
اور عمران صاحب انہیں سخت معیوب سمجھتے ہیں۔
انہوں نے ایک بار مجھے وارننگ دی تھی کہ اگر
اب آئندہ ایسا کوئی رسالہ فلیٹ سے ملا تو میں سخت
سزا دوں گا ۔۔۔ لیکن میں بھول گیا اور میں یہ رسالے
لے آیا۔ آخر سارا دن فلیٹ میں خالی بیٹھے بیٹھے میں
کیا کروں۔ بس اچانک عمران صاحب کو ان رسالوں
کا پتہ چل گیا ۔۔۔ وہ انتہائی سخت غصے میں آ
گئے اور انہوں نے مجھے فوری طور پر نکال دیا ہے۔
آپ دیکھیں یہ رسالے، کیا یہ ایسے رسالے ہیں کہ
ان کی خاطر مجھے اس قدر سخت سزا دی جائے"
سلیمان نے کہا اور رسی کھول کر کافی سارے رسالے
اٹھا کر میز پر ڈال دیئے ۔۔۔ تنویر، جولیا اور صفدر

ایک ایک رسالہ اٹھا کر دیکھنے لگے۔ یہ عام سے انگلش
اور فرینچ زبانوں کے رسالے تھے۔ اور جو گھریلو ڈیکوریشن
لیڈیز میک اپ وغیرہ سے متعلق ——— جس میں بہرحال
عورتوں کے مختلف پوزوں کی بھرمار تھی۔ لیکن بہرحال
ان میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہ تھی کہ عمران
اتنا بڑا قدم اٹھاتا۔

" کیا ہے ان میں۔ بس عام سے رسالے ہیں "
تنویر نے منہ بناتے ہوتے کہا۔

لیکن صفدر نے دیکھا کہ جولیا کا چہرہ فخر سے بہار
کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔ جولیا شاید عمران کے
کردار سے متاثر ہو رہی تھی جو اس قسم کے رسالے
بھی اپنے فلیٹ میں برداشت نہ کر سکتا تھا۔

" عمران کی اپنی نفسیات ہے۔ اُسے غصہ اس بات
پر آیا ہوگا کہ سلیمان نے اس کا حکم کیوں نہیں مانا۔
بہرحال عمران کو سمجھانا چاہیئے " ——— صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں ابھی اس سے بات کرتی ہوں۔ اس نے
اپنے آپ کو سمجھ کیا رکھا ہے۔ یہ اب اتنا لاٹ صاحب
ہوگیا ہے کہ بیچارے نوکروں کو اس طرح دھکے
دے کر نکال دیتا ہے " ——— جولیا نے کہا۔ اور
تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور

اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمائے لیکن دوسری طرف سے
گھنٹی کی آواز آتی رہی کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ تو جولیا
نے نجانے کس خیال کے تحت کریڈل دبا کر نمبر گھمانے
شروع کر دیئے وہ ایکسٹو کو فون کر رہی تھی۔

" ایکسٹو " ——— چند لمحوں بعد ہی رسیور سے
ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

" میں جولیا بول رہی ہوں جناب " ——— جولیا نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس ——— کیا بات ہے " ——— ایکسٹو نے
اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

اور جواب میں جولیا نے اُسے سلیمان کی آمد
سے لے کر اب تک کی ساری بات بتا دی۔

" تو تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے " ——— ایکسٹو
کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا۔

" سر ——— عمران کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔
میں نے عمران کو فون کیا لیکن وہ فلیٹ میں موجود
نہیں ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے
بات کروں۔ آپ اُسے سمجھائیں " ——— جولیا نے
جواب دیا۔

" سوری یہ عمران کا ذاتی معاملہ ہے۔ وہ چاہے
تو اپنے ملازم کو گولی مار دے " ——— ایکسٹو نے

انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا ——— ادھر سلیمان خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عمران کے جانے کے بعد خود طاہر کو فون کیا تھا۔ لیکن طاہر نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ عمران سے بات کرے گا ——— لیکن ظاہر ہے وہ بھی عمران کا ملازم ہے۔ اس لئے اُسے حکم تو نہیں دے سکتا۔ اور سلیمان خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد ہی اس نے جولیا کے فلیٹ پر آنے کا فیصلہ کیا تھا ——— کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جولیا لازماً عمران کو منا لے گی۔ وہ اگر چاہتا تو عمران کی والدہ کے پاس بھی جا سکتا تھا۔ اور عمران کی والدہ اگر چاہتیں تو عمران کیا عمران کے فرشتے بھی نہ صرف سلیمان کو واپس رکھتے بلکہ عمران کو سلیمان کے پیر بھی پکڑنے پڑ جاتے ——— لیکن مسئلہ ان رسالوں کا تھا۔ عمران کی والدہ عمران سے بھی زیادہ ایسے معاملات میں سخت مزاج تھیں وہ تو رسالہ دیکھتے ہی الٹا سلیمان پر پل پڑتیں ——— اور عمران نے تو صرف سلیمان کو فلیٹ سے نکالنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ عمران کی والدہ نے تو اس کا سر جوتیوں سے گنجا کر دینا تھا ——— اس لئے اس نے جان بوجھ کر ادھر کا رخ نہ کیا تھا۔

"ایسا کرتے ہیں جولیا۔ ہم سلیمان سمیت عمران کے فلیٹ میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ جب وہ آئے گا تو اس سے بات کر لیں گے" ——— صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"میں اندر نہیں جاؤں گا۔ عمران صاحب واقعی مجھے گولی مار دیں گے" ——— سلیمان نے چونک کر کہا۔

"تم چلو تو سہی۔ اس میں جرأت ہے ہمارے سامنے تم پر ہاتھ اٹھانے کی" ——— جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان مجبوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب عمران کے فلیٹ میں پہنچ گئے۔

"ارے یہاں تو رسالوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ وہ خود تو رسالے پڑھتا ہے اور تمہیں روکتا ہے" جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔ کیونکہ وہاں میز کے علاوہ ہر طرف مختلف زبانوں اور مختلف موضوعات پر مبنی رسالے جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔

"وہ سائنسی موضوعات پر رسالے ہوں گے مس جولیا۔ عمران ہمیشہ جدید ترین ریسرچ سے آشنا رہتا ہے ——— اور اسی میں شاید اس کی کامیابی کا

راز مضمر ہے" ——— صفدر نے جواب دیا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

"تم ہمارے لئے چائے بناؤ" ——— جولیا نے سلیمان سے کہا۔

اور سلیمان سر ہلاتا ہوا باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ عمران سلیمان کے ساتھ ایسا کرے گا۔ مجھے تو اب بھی اس چکر میں کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے" ——— تنویر نے کہا۔

"نہیں ——— وہ ایسا ہی ہے۔ تم جانتے ہو ایک بار میں نے اس کی والدہ کے بارے میں چند لفظ کہہ دیئے تھے حالانکہ وہ عام سے لفظ تھے اور میرا مطلب ان کی توہین کرنا بھی نہ تھا ——— لیکن عمران نے کس طرح آنکھیں بدل لی تھیں" ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور تنویر نے سر ہلا دیئے۔

چائے پی کر انہیں وہاں بیٹھے کافی دیر گزر گئی۔ لیکن عمران غائب تھا۔

"وہ کہاں چلا گیا ہوگا" ——— جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے دوسرا باورچی تلاش کرتا پھر رہا ہو" تنویر نے جواب دیا۔ اور جولیا اور صفدر دونوں ہی

اس کی بات سن کر ہنس پڑے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا جواب دیتے۔ کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں چونک پڑے۔

سلیمان باورچی خانے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"تم ابھی تک گئے نہیں" ——— اسی لمحے عمران کی انتہائی سرد آواز گونجی۔

"وہ مس جولیا۔ صفدر اور تنویر آئے ہیں۔ انہوں نے مجھے روک لیا ہے" ——— سلیمان کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا تو تم نے اپنے حمایتی بھی بٹھا رکھے ہیں" عمران نے کہا۔

"جناب غلطی ہو گئی ہے۔ اب آئندہ نہیں کروں گا" ——— سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"آئندہ کا مطلب مجھے نہیں آتا۔ اور فی الحال سکول میں داخل ہونے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے" عمران نے جواب دیا اور کمرے میں پہنچ گیا۔

"تم اتنے گھٹیا بھی ہو سکتے ہو۔ میں ایسا سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ وہ غریب تم سے معافی مانگ رہا ہے۔ اور تم ماشس کے آٹے کی طرح اکڑے چلے جا رہے ہو" ——— جولیا نے عمران کے اندر داخل

ہوتے ہی بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔
" دیسی مال ہوتا ہی گھٹیا ہے۔ اب ولائتی مال کے مقابلے میں تو ویسے ہی گھٹیا لگے گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے جولیا کے غیر ملکی ہونے پر طنز کیا تھا۔
"یہ سلیمان یہیں رہے گا۔ میں کچھ نہیں جانتی" جولیا نے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔
"تم نے وہ رسالے دیکھے ہیں"۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ ان رسالوں کو تلاش کر رہا ہو۔ جو سلیمان اٹھا لایا تھا۔
"ہاں دیکھے ہیں۔ کیا ہے ان میں۔ عورتوں کی تصویریں ہی ہیں ناں۔ اور کیا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔
"لیکن ہمارے مشرق میں مس جولیا نا فٹز واٹر۔ کسی نامحرم کا عورت کی تصویر دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے" عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اچھا۔ سلیمان کے لئے تصویریں دیکھنا بھی منع ہے اور تمہارے لئے کچھ منع نہیں ہے۔ تم چاہے دنیا جہان کی عورتوں کے ساتھ گلچھرے اڑاتے پھرو" جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
" گلچھرے اور عورتوں کے ساتھ۔ توبہ توبہ۔ یہ

تو سراسر تہمت ہے۔ مجھ جیسے پاکیزہ دامن انسان پر" عمران نے فوراً ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔
" اچھا۔۔۔ یہ تہمت ہے۔ وہ بانو۔ لیڈی سندرتا۔ وہ مادام تاؤ۔ کس کس کا نام گنواؤں۔ یہ تہمت ہے"۔۔۔ جولیا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس بار عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
" اب اپنی باری آئی تو ہنستے ہو"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت واقعی کسی عام عورت کے سے انداز میں اس سے جھگڑ رہی تھی۔
" سلیمان ۔۔۔ تم نے وہ رسالے کہاں رکھے ہیں۔ پہلے جولیا کو دکھاؤ"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
" وہ تو جناب میں مس جولیا کے فلیٹ میں چھوڑ آیا ہوں"۔۔۔ سلیمان نے بھی عمران کو ہنستے دیکھ کر قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔
"کیوں ۔۔۔ وہاں کیوں رکھ آئے ہو" عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
" جناب اس لئے کہ مس جولیا انہیں دیکھ سکیں۔ ان کے لئے تو عورتوں کی تصویریں دیکھنا منع نہیں

ہے۔ اور دوسرے جناب بس انتقامی کارروائی
تھی" ---- سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" انتقامی کارروائی ---- کیا مطلب "
عمران نے چونک کر پوچھا۔
جولیا اور باقی لوگ بھی چونک کر سلیمان کو
دیکھنے لگے۔ کیونکہ یہ فقرہ انہیں بھی سمجھ نہ آیا
تھا۔
" ہب ---- ہب ---- بس وہ مستقبل خراب
کرنے والی بات تھی " ---- سلیمان نے رک
رک کر کہا۔
اور دوسرے لمحے کمرہ عمران کے حلق سے
نکلنے والے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران
واقعی دل کھول کر ہنس رہا تھا۔ اور جولیا اور تنویر
تو حیرت سے عمران کو اس طرح قہقہے لگاتے
دیکھ رہے تھے ---- کیونکہ عمران کو قہقہے لگانے
کی عادت نہ تھی۔ وہ تو دوسروں کو قہقہے لگانے
پر مجبور کر دیتا تھا۔ اور شاید وہ پہلی بار عمران کو
اس بری طرح ہنستے ہوئے دیکھ رہے تھے
جب کہ صفدر بے اختیار ہنس پڑا تھا ---- واقعی
سلیمان نے انتہائی خوب صورت اور گہری بات
کی تھی۔ جولیا کے کمرے میں رسالے چھوڑ

پر عمران کے مستقبل خراب ہونے کا مطلب وہ
بخوبی سمجھ گیا تھا۔
" واہ۔ طبیعت خوش کر دی تم نے یہ فقرہ
کہہ کر۔ جاؤ تمہاری غلطی معاف۔ لیکن یہ سن لو کہ
آئندہ ایسا نہ کرنا " ---- عمران نے ہنستے
ہوئے کہا۔
" جناب آئندہ کا مطلب تو مجھے بھی نہیں آتا اور
سکول میں داخل ہونے کا فی الحال میرا بھی ارادہ
نہیں ہے " ---- سلیمان معافی ملتے ہی دوبارہ
اپنے مخصوص موڈ میں آگیا تھا۔ اور اس بار تو
صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا اور تنویر بھی ہنس
پڑے تھے۔
" یہ مستقبل خراب کرنے والی کون سی بات تھی۔
جس پر تم پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہے تھے "
جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
" وہ میرا نہیں تنویر کے مستقبل کی بات کر رہا
تھا " ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
اس بار جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف
کر لیا۔ کیونکہ بات اب اس کی سمجھ میں آئی تھی۔
" میں نہ کہتا تھا کہ یہ سب ڈرامہ ہے۔ خواہ مخواہ ہمارا
وقت ضائع کیا انہوں نے " ---- تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"جاؤ یار چائے بنا لاؤ۔ تمہارے ایک حمائتی کا موڈ خراب ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے دروازے میں کھڑے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن وہ چائے کی پتی اور دودھ"
سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ختم ہو گئے ہیں تو لے آؤ۔ یہ تمہاری ذمہ داری ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر پیسوں کے بغیر یہ ذمہ داری غیر ذمہ داری میں تبدیل ہو جاتی ہے" ـــــ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ـــــ وہ ایک لاکھ روپیہ تو تم نے کوٹ کی جیب سے نہ نکالا تھا" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اُسے اب یاد آیا تھا۔ کہ سلیمان کو فلیٹ سے نکالتے ہوئے اس نے اُسے ایک لاکھ روپے لے جانے کی بات کی تھی۔

"آپ کا حکم تھا اس لئے نکالا تھا۔ اور میں حیران بھی بہت ہوا تھا۔ کیونکہ کوٹ کی ساری جیبیں تو میں دیکھ چکا تھا۔ وہ تو خالی تھیں ـــــ لیکن آپ کے

حکم پر میں نے ان کی ایک بار پھر تفصیلی تلاشی لی۔ آپ نے واقعی کمال کی خفیہ جیب بنوائی ہوئی تھی" ـــــ سلیمان نے کہا۔

"تو وہ ایک لاکھ کہاں ہیں۔ نکالو جلدی۔ جب تم واپس آ گئے ہو تو وہ ایک لاکھ بھی واپس آنے چاہیئں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ بوریا بستر باندھ لو۔ اور آپ کا کیا خیال ہے بوریا بستر مفت ملتے ہیں۔ اور پھر انہیں باندھنے کے لئے رسی چاہیئے۔ باندھنے والا مزدور چاہیئے ـــــ پھر وہ رسانے تو ظاہر ہے میں خود اٹھا کر مس جولیا کے فلیٹ تک نہ جا سکتا تھا۔ چار سو دس روپے اور دیجئے" ـــــ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ چار سو دس کاٹ کر باقی تو دو"
عمران نے کہا۔

"باقی ـــــ کیا مطلب۔ میں مزید کہہ رہا ہوں۔ ایک لاکھ چار سو دس روپے خرچ آتے ہیں اور وہ بھی میں نے بڑی مشکل سے یقین دلایا کہ میرا صاحب بیکار اور مفلس آدمی ہے ـــــ بہت غریب ہے۔ مانگے کے فلیٹ میں رہ رہا ہے۔ دودھ پتی۔ گرم مصالحہ سب ختم ہے۔ اس پر اتنی رعایت ہوئی ورنہ تو

ظاہر ہے دس پندرہ ہزار کا خرچہ اور آجاتا"
عمران نے کہا۔

"میرے باپ کی توبہ جو تمہیں آئندہ نوکری سے نکالوں۔
یہ تو مہنگا سودا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تنخواہ کے
ادھار کا کھاتہ ہی بڑھے گا ——— لیکن نکالنے پر تو
نقد رقم کا خرچہ ہے "——— عمران نے کہا۔

اور جولیا۔ صفدر اور تنویر جو بڑی دلچسپی سے ان کی
نوک جھونک سن رہے تھے۔ عمران کی بات سن کر
ہنس پڑے۔

"آج کل زندہ سے زیادہ مردہ پر خرچہ آجاتا ہے۔
اس لئے ہر کام سوچ سمجھ کر کیا کیجئے۔ جذباتی کاموں
سے نقصان کے سوا اور کچھ نہیں ملتا"——— سلیمان
نے منہ بنا کر نصیحت کی اور پھر واپس مڑ گیا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ۔ تمہیں آخر اتنا غصہ کس بات
پر آگیا تھا۔ یا واقعی تنویر سچ کہہ رہا ہے تم نے
وقت گزارنے کے لئے یہ ڈرامہ کیا تھا۔
سلیمان کے جانے کے بعد جولیا نے کہا۔

"اصل میں بات اور تھی۔ میں چاہتا ہوں بس ایک
ہی کا تصور اس فلیٹ میں رہے۔ اور یہ کم بخت اتنی
بہت ساری لے آیا"——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور صفدر اور تنویر تو ہنس پڑے جب کہ

جولیا اس طرح شرما گئی جیسے وہ خالصتاً مشرقی لڑکی
ہو۔

"عمران صاحب۔ اس بار تو کئی ہفتے گزر گئے
ہیں کوئی کیس ہی نہیں بن رہا"——— صفدر نے
موضوع بدلتے ہوئے کہا

"کیس بنانے کے لئے شادی ضروری ہوتی ہے
مسٹر صفدر سعید"——— عمران نے جواب دیا۔ اور
دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر دوسرے
صوفے پر جا بیٹھا۔ اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر
ہو جاتی تو جولیا کے بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں
آنے والے ہاتھ کی ضرب اس کے سر پر پڑتی۔

"تم اب گھٹیا باتوں پر اتر آئے ہو۔ چلو صفدر"
جولیا نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور
وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے بیٹھو۔ میں نے کوئی غلط بات
نہیں کی۔ یہ تو قدرتی مسئلہ ہے"——— عمران نے
کہا۔ لیکن جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔ اور صفدر اور تنویر بھی اٹھ کھڑے
ہوئے ——— لیکن اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا
اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر چائے کے ساتھ کافی
سامان بھی موجود تھا۔

"جاؤ جاؤ یار واقعی مجھے بے حد بھوک لگ رہی تھی" ——— عمران نے ٹرالی دیکھتے ہی بڑے بے نیازانہ انداز میں صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں بھوک لگی ہے تو جا کر کسی ہوٹل میں کھا لو۔ یہ سلیمان نے ہمارے لئے بنایا ہے"

اُسی لمحے جولیا کی مسکراتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔ وہ شاید دروازے سے باہر ہی رک گئی تھی۔

"ارے ارے۔ تم واپس آگئیں۔ سچ کہتے ہیں کھانا عورتوں کی کمزوری ہے۔ اگر اماں حوا ذرا صبر کر جاتیں اور گندم کا دانہ کھانے پر اصرار نہ کرتیں تو مرد بے چاروں کو ساری عمر کھانے کا سامان مہیا کرنے کے چکر میں نہ گزارنی پڑتی" ——— عمران نے کہا۔ اور اس بار کمرے میں موجود ہر فرد بے اختیار ہنس پڑا۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کا وسیع و عریض اور جدید ایئرپورٹ دیکھ کر سوپر فیاض کی آنکھیں یوں پھیلتی گئیں جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی مصر میں جہاز سے اترا ہے یا ایکریمیا کے دارالحکومت میں۔

"ارے کمال ہے۔ اس قدر جدید اور خوب صورت ایئرپورٹ" ——— سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال تھا کہ ہوائی جہاز کسی ریت کے ٹیلے پر لینڈ کرے گا۔ اور ایک مصری اونٹ لے کر پانی کی چھاگل اٹھائے تمہارے انتظار میں کھڑا ہو گا" ——— عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

اور فیاض نے یوں سر ہلا دیا جیسے واقعی اس کے تصور میں ایسی ہی کوئی تصویر تھی۔ عمران تو پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا ——— لیکن سوپر فیاض زندگی میں پہلی بار یہاں آیا تھا۔ اس لئے وہ ہر چیز کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ قاہرہ کی بجائے ڈزنی لینڈ میں پہنچ گیا ہو۔

"حیرت ہے ——— میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ ملک اس قدر ترقی کر چکا ہے"

ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے سوپر فیاض نے باہر اونچی اور عالی شان عمارتوں اور کھلی اور فراخ سڑکوں اور ان پر دوڑتی ہوئیں انتہائی قیمتی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس طرح مسکرا دیا جیسے اُسے فیاض کے بیگانہ پن پر ہنسی آ رہی ہو۔

"اگر تمہاری آنکھیں اسی رفتار سے پھیلتی گئیں تو جناب عمر ابدال کو تمہاری آنکھوں کے کونے کار پر سوار ہو کر دیکھنے پڑیں گے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ——— تم نے پہلے بھی ان کا نام لیا تھا۔ یہ صاحب کون ہیں ان کا حدود اربعہ کیا ہے"

سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"شمال میں سڑک ہے۔ جنوب میں گلی شارع عام۔ مشرق میں جنرل سٹور اور مغرب میں۔ مغرب میں ظاہر ہے قبلہ ہی ہو گا" ——— عمران نے باقاعدہ حدود اربعہ بتانا شروع کر دیا اور سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سے تو سیدھی سادھی بات کرنا بھی عذاب ہے" ——— سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عذاب آتا ہی بالکل سیدھا ہے جیسے تم سیدھے عمر ابدال کے پاس جا رہے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ——— تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ سر رحمان کے دوست ہیں اب عذاب کیسے بن گئے" سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"جب تم ڈیڈی کو عذاب کہتے رہتے ہو تو ان کا دوست بھی ظاہر ہے تمہارے لئے عذاب نہیں تو عذاب کا فرشتہ تو ضرور ہو گا" ——— عمران نے جواب دیا اور سوپر فیاض ہنس پڑا۔

"تم نے بتایا ہی نہیں کہ آخر سر رحمان کو ایسا کون سا کام ہے کہ مجھے چھٹی لے کر یہاں آنا پڑا ہے ——— ویسے تو وہ چھٹی دیتے نہیں اب تو

انہوں نے بڑے آرام سے چھٹی دے دی"
سوپر فیاض نے کہا۔

عمران سوپر فیاض کو ایک چکر دے کر ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے اُسے صرف اتنا بتایا تھا کہ سر رحمان کا ایک ذاتی کام ہے۔ جس کے لئے وہ اُسے مصر بھیجنا چاہتے ہیں ـــــ لیکن چونکہ وہ بے حد اصول پسند ہیں۔ اس لئے وہ سرکاری طور پر اُسے بھیج بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ کام نجی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ خود ہی اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ فیاض چھٹی لے کر جائے اس لئے انہوں نے عمران کو بلا کر کہا ہے کہ وہ فیاض سے یہ بات کہے ـــــ اور پھر فیاض نے لاکھ اس سے پوچھنا چاہا کہ کام کیا ہے تو عمران نے اُسے صرف اتنا کہا کہ وہ پہلے چھٹی کی درخواست لکھ کر بھجوا دے پھر بتائے گا ـــــ اور واقعی جیسے ہی سوپر فیاض نے چھٹی کی درخواست بھجوائی وہ فوراً ہی منظور کر لی گئی۔ اس کے بعد دو تین روز تو تیاریوں میں مصروف ہو گئے ـــــ اور پھر عمران اُسے لے کر ایئر پورٹ پہنچا۔ ان کے کاغذات وغیرہ پہلے سے تیار تھے۔ سیٹیں بک تھیں اس لئے وہ یہاں قاہرہ پہنچ گئے۔

"دراصل انہیں دنیا میں سب سے زیادہ اعتماد صرف تم پر ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اگر تمہاری بجائے فیاض ان کا بیٹا ہوتا تو انہیں کتنا سکون ہوتا" عمران نے کہا۔ اور سوپر فیاض کا سینہ یک لخت پھول گیا۔

"میں نے بھی کبھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی" ـــــ سوپر فیاض نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"کیسے پہنچ سکتی ہے۔ ان تک ٹھیس۔ وہ تو پہلے ہی بنک میں پہنچ جاتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس بار فیاض شرمندہ سے ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ اور عمران کے فقرے کا یہ نتیجہ بھی نکلا کہ وہ فوراً ہی پہلے والی حالت پر آگیا ـــــ اس کا پھولا ہوا سینہ یک لخت دوبارہ پچک گیا تھا۔

"تم نے کام تو بتایا ہی نہیں" ـــــ فیاض نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے بنک والا موضوع اس کی بنیادی کمزوری تھی۔ وہ بھی عمران کو کیسے اجازت دے سکتا تھا کہ وہ اسے جاری رکھے۔

"بتایا تو ہے ڈیڈی کو سب سے زیادہ تم پر

اعتماد ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"تو پھر" ——— فیاض نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے
کہا۔
"یار۔ تم بھی فرسٹ کلاس گھامڑ ہو۔ اشارہ
سمجھتے ہی نہیں" ——— عمران نے اس بار منہ
بناتے ہوئے کہا۔
"مجھے الّو مت بناؤ اس میں کون سا اشارہ آ
گیا ہے۔ سیدھی طرح بتاؤ" ——— اس بار فیاض
نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"میری کیا جرات کسی کو کچھ بتانے کی۔ یہ کام تو
اللہ میاں کرتا ہے۔ وہ جسے چاہے جو بتا دے۔
اُسے کون روک سکتا ہے" ——— عمران نے اس
کے اُلّو والے فقرے کو استعمال کرتے ہوئے
کہا۔ اور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔
"سیدھی طرح بتاؤ۔ ورنہ میں یہیں سے واپس
چلا جاؤں گا" ——— فیاض نے غصہ دکھاتے ہوئے
کہا۔
"یار جب فیصلے ساری عمر کے ہوں تو اعتماد والے
آدمی کو ہی ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ اب یہ میری بدقسمتی
کہ میری قسمت میں تم اعتماد والے لکھے ہوئے

تھے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اور اس بار فیاض واقعی چونک پڑا۔
"اوہ اوہ۔ یہ بات ہے۔ لیکن بڑی دور چکر چلایا
ہے سر رحمان نے۔ کیا وہ بہت خوب صورت ہے"
فیاض نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"ڈیڈی کو شوق تھا کہ افریقی ہونی چاہیے۔ میں
نے تو لاکھ کہا کہ افریقہ میں متھنی ہی سب سے
خوب صورت ہوتی ہے تو وہ کہنے لگے کہ فکر نہ کرو
تمہیں پسند نہ آئی تو فیاض بھی تو میرا بیٹا ہے"
عمران نے کہا۔ اور فیاض کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"مصر براعظم افریقہ میں ضرور ہے لیکن یہاں کی
عورتیں واقعی بے حد خوب صورت ہوتی ہیں"
فیاض اب واقعی لطف لے رہا تھا۔ وہ عمران کی
بات سمجھ گیا تھا۔ کہ عمر ابدال سر رحمان کے
دوست ہیں اور وہ اس کی بیٹی سے عمران کا رشتہ
کرنا چاہتے ہیں ——— اور فیاض کو انہوں نے یہ
دیکھنے کے لئے بھیجا ہے کہ کیا یہ رشتہ درست
رہے گا یا نہیں۔ اب اُسے یہ بات بھی سمجھ آ گئی
تھی کہ سر رحمان اُسے کیوں چھٹی پر بھیجنا چاہتے تھے۔
کیونکہ یہ ان کا خالصتاً نجی کام تھا۔
"عورتیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب میرے لئے عورتیں

رہ گئی ہیں۔ تمہارے منہ سے لڑکی کا لفظ نہیں نکل سکتا تھا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فیاض کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ویسے اب تم قابو آئے ہو۔ اب میں سر رحمان کو ایسی رپورٹ دوں گا کہ تم ساری عمر روتے رہو گے ——— بس مجھے وہ لڑکی دیکھ لینے دو" سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار۔ پلیز تم میرے دوست ہو۔ بھائی ہو۔ یار بس خدا کے لئے میرا خیال رکھنا۔ اگر خوب صورت ہو تو اچھی رپورٹ دینا ——— اور اگر ذرا بھی بدصورت ہو تو بس کہہ دینا کہ نو" ——— عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

اور فیاض اس طرح اکڑ کر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم کو یکدم کلف لگ گیا ہو۔ ظاہر ہے اب اُسے عمران کے مقابلے میں اپنی اہمیت کا پوری طرح احساس ہو گیا تھا۔

"سوچوں گا۔ بہرحال وعدہ نہیں کر سکتا" فیاض نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

اور عمران اس کے اس انداز پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ کیونکہ اُسے تو خود معلوم نہ تھا کہ عمر ابدال کی کوئی لڑکی بھی ہے یا نہیں ——— اور اگر ہے تو

کیا وہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ۔ وہ تو پہلی بار عمر ابدال سے ملنے جا رہا تھا۔

"ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ عمر ابدال صاحب بڑے گہرے آدمی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی بھی کوئی رپورٹ تمہارے متعلق ڈیڈی تک پہنچ جائے ——— اور پھر میرے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا تمہارے ساتھ بہت کچھ ہو سکتا ہے" عمران نے کہا اور فیاض چونک پڑا۔

"اوہ اوہ ——— تم نے اچھا کیا مجھے بتا دیا۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے" ——— فیاض کے لہجے میں تشویش تھی۔

"سر ——— ہم سویز کالونی میں داخل ہو رہے ہیں" ——— اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔ اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ باتوں کے درمیان انہیں فاصلے کا خیال ہی نہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پچیس نمبر کوٹھی۔ اے بلاک" عمران نے جلدی سے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔ یہ پتہ بھی سر رحمان نے ہی دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کار ایک عالی شان محل نما کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ ستون پر پیتل کی انتہائی چمکدار نیم پلیٹ نمایاں نظر آ رہی تھی۔

جس پر ڈاکٹر عمر ابدال اور نیچے ڈگریوں کی ایک
طویل قطار موجود تھی۔ عمران ایک طویل سانس لیتا
ہوا ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔

"یار ذرا اسے کرایہ دے دینا۔ میں بٹوہ تو گھر
ہی بھول آیا"۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر جیبیں
ٹٹولتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے منہ بناتے ہوئے میٹر دیکھا
اور پھر باہر آ کر ایک نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف
بڑھا دیا۔۔۔۔ ڈرائیور نے کرایہ کاٹ کر باقی رقم
فیاض کے حوالے کی اور پھر سلام کر کے وہ ٹیکسی
آگے بڑھا کر لے گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ یہ خرچہ مجھ پر کیوں ڈال رہے
ہو تم"۔۔۔۔ فیاض نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"یہ شگون کی بات ہے فیاض۔ خرچہ دولہا نہیں
شہ بالا ہی کرتا ہے۔ اور خبردار بدشگونی نہ کرنا۔
سر رحمان کو پتہ چلا کہ تمہاری بدشگونی کی وجہ
سے کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے تو وہ گولی مارنے
سے بھی دریغ نہ کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے
بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ کیا اب سارا خرچہ مجھے کرنا

گا۔ پہلے بھی تم نے ٹکٹوں کی رقم مجھ سے ادھار
لی ہے۔ یہ بات غلط ہے"۔۔۔۔ فیاض نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے بس اب خرچہ ختم۔ اب کیا خرچہ ہونا
ہے۔ کوٹھی دیکھ رہے ہو۔ یہ ڈاکٹر عمر ابدال
یقیناً یہاں کے کوئی بہت بڑے جاگیردار بلکہ صحرادار
لگتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور ہاتھ اٹھا کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ
دی۔

"ارے انگلی تو ہٹاؤ۔ یہ کیا بدتہذیبی ہے"
جب عمران نے مسلسل انگلی رکھے رکھی تو فیاض سے
نہ رہا گیا۔

"یار بڑا ملائم سا بٹن ہے۔ بس دل چاہتا ہے
کہ ......"۔۔۔۔ عمران نے انگلی ہٹاتے ہوئے
کہنا شروع کیا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا
تھا کہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ملازم نما
آدمی باہر نکل آیا۔۔۔۔ اس کے چہرے پر قدرے
غصے کے آثار تھے۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا اخی۔ اوہ سوری۔
اخی الشیطان۔ اوہ اوہ۔ یار یہ عربی مجھے نہیں آتی۔
تمہیں آتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے بوکھلائے

ہوئے لہجے میں آخری الفاظ انگریزی میں کہے اد
فیاض کی طرف اس طرح مڑ گیا جیسے فیاض اس
کا مترجم مقرر ہو کر آیا ہو ——— ملازم بڑے حیرت
بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔
" ڈاکٹر صاحب سے کہو کہ پاکیشیا سے مہمان آئے
ہیں۔ عمران اور سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس فیاض
فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں ملازم سے
مخاطب ہو کر کہا ——— اس نے عمران کا تو صرف
نام لیا تھا لیکن اپنا پورا عہدہ اس طرح بتایا تھا
جیسے ملازم اس کا عہدہ سنتے ہی ابھی رعب اور
دہشت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔
" ڈاکٹر صاحب موجود نہیں ہے۔ آپ پھر کسی
وقت آجائیں " ——— ملازم نے سپاٹ لہجے میں
جواب دیا اور واپس کھڑکی میں داخل ہونے کے
لئے مڑنے ہی لگا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ہاتھ
بڑھا کر اُسے گدی سے پکڑا اور گھما کر اپنے سامنے
کرتے ہوئے انتہائی جلال بھرے لہجے میں کہا۔
تمہاری یہ جرأت " ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ
غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔
" ارے ارے چھوڑ دو۔ وہ رپورٹ "
عمران نے کہا۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض پر رپورٹ کے

لفظ نے اس طرح اثر کیا جیسے بجلی کا کرنٹ لگتا ہے۔
" اوہ اوہ۔ سوری۔ دراصل اس احمق کے جواب
پر مجھے غصہ آگیا تھا " ——— فیاض نے معذرت
بھرے لہجے میں کہا۔
ملازم اب اپنی گردن بھی مسل رہا تھا۔ اور بڑے
ناخوشگوار انداز میں فیاض کو بھی دیکھ رہا تھا۔
" دیکھو ہم ڈاکٹر صاحب کے مہمان ہیں۔ اس لئے
کم از کم اندر تو بٹھاؤ۔ ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں تو ان
کی جگہ اور تو کوئی ہوگا گھر میں " ——— عمران نے
بڑے میٹھے لہجے میں ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔
" جی۔ بے بی ہیں " ——— ملازم نے عمران کے
میٹھے لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔
" بے بی ——— لیکن اوہ وہ میں ٹافی لانی تو بھول گیا "
عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جیبوں پر ہاتھ
مارتے ہوئے کہا۔ اور اس بار ملازم بے اختیار
ہنس پڑا۔
" جی۔ بے بی۔ ڈاکٹر صاحب کی چھوٹی صاحبزادی
ہیں۔ یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں " ——— ملازم نے
ہنستے ہوئے عمران کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔
" اوہ اچھا اچھا ——— پھر تو ٹافی کی بجائے معافی
سے ہی کام چلے گا " ——— عمران نے کہا۔ اور

فیاض یونیورسٹی میں پڑھتی ہوئی لڑکی کا نام سن کر
اس طرح سر ہلانے لگا جیسے اُسے پتہ چل گیا ہو
کہ یہی لڑکی ہے۔ جس سے سر رحمان عمران کی
شادی کرنا چاہتے ہیں۔

" اگر بے بی خود چل کر یہاں نہ آسکتی ہو۔ تو کم از کم
ہمیں ہی ان کی خدمت میں پیش کر دو"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ آیئے۔ تشریف لایئے"
ملازم نے چونک کر کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے چھوٹی
کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

" چلیئے جناب۔ اب یہ قسمت کی بات ہے کہ مسئلہ
تمہاری رپورٹ پر آ کھڑا ہوا ہے" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے فیاض سے کہا۔

اور فیاض ہنس پڑا۔ اور عمران سوچ رہا تھا۔ کہ
اس نے تو بس ویسے ہی بات کر دی تھی۔ اب اُسے
کیا معلوم تھا کہ یہاں ایک عدد یونیورسٹی میں پڑھتی
ہوئی بے بی سے بھی واسطہ پڑ جائے گا۔

فیاض مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور پھر کھڑکی سے اندر
داخل ہو گیا۔ عمران اس کے پیچھے اندر آیا۔ کوٹھی واقعی
انتہائی شاندار اور وسیع تھی ——— تھوڑی دیر بعد ملازم
انہیں ایک بڑے لیکن انتہائی اعلیٰ معیار کے فرنیچر

سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

" تشریف رکھیں۔ میں بے بی کو اطلاع دیتا ہوں"
ملازم نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" یا اللہ اب میری تقدیر تیرے ہاتھ میں ہے۔
اور تیرے بعد سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس فیاض کی
رپورٹ پر ہے" ——— عمران نے باقاعدہ دعا کے
لیئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے
میں کہا۔

" ارے تم فکر نہ کرو۔ بس تم مجھے اشارہ کر دینا۔
پسند آئے تو ہاں میں اور پسند نہ آئے تو ناں میں
باقی میں دیکھ لوں گا" ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
واقعی بڑے فیاضانہ انداز میں کہا۔

" اوہ۔ اشارہ تو تم سمجھتے نہیں۔ اب میں ہاں میں
اشارہ کروں تم اسے ناں سمجھ لو۔ اور اگر ناں میں۔
ظاہر ہے ناں والا اشارہ تو غلط ہے۔ ورنہ تم اپنا
سکوپ بھی بتا سکتے ہو ——— آخر ڈیڈی تمہیں تو
اپنا بیٹا سمجھنے لگ گئے ہیں" ——— عمران نے کہا۔
اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کی بات سن کر کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔ وہ دونوں ایک صوفے پر بیٹھے ہوئے
تھے ——— تھوڑی دیر بعد ہی ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا
اندر آیا۔ ٹرالی پر شربت کے دو گلاس رکھے ہوئے

تھے۔

"واہ اسے کہتے ہیں شگون۔ منہ میٹھا کرایا جا رہا ہے۔ مبارک ہو" ——— عمران نے شربت کا گلاس اٹھاتے ہوئے اردو میں فیاض سے کہا۔ اور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی دیکھ تو لو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ میٹھا شربت کونین میں تبدیل ہو جائے" ——— سوپر فیاض نے گلاس اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے پھر وہی بدشگونی۔ یار تمہیں تو صرف قل خوانی میں ساتھ لے جانا چاہیئے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور فیاض ——— شرمندہ سے انداز میں جلدی جلدی شربت کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔ ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ ڈاکٹر صاحب کرتے کیا ہیں" ——— فیاض نے ملازم کے جانے کے بعد پوچھا۔

"یہ مُردوں کے ڈاکٹر ہیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بکواس ہے۔ مُردوں کو ڈاکٹر کی کیا ضرورت ہے" ——— فیاض نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر مرنے کے بعد تمہیں کسی مقبرے میں حنوط کر کے رکھ دیا جاتے اور پھر صدیوں بعد وہ مقبرہ ریت میں کہیں دفن ہو جاتے ——— اور اس کے بعد اسے تلاش کیا جاتے۔ اور جب تمہاری لاش باہر آتے ہی حنوط ہونے کے باوجود گلنا سڑنا شروع ہو جائے تو ظاہر ہے ڈاکٹر کی ضرورت پڑ جاتی ہے ——— کیونکہ تم جیسے سپرنٹنڈنٹ تو صدیوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے صدیوں کے لئے عبرت کا سامان اللہ میاں پیدا کر دیتا ہے" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے آثار قدیمہ سے ان کا تعلق ہے۔ اوہ۔ ہاں یہ مصر ہے۔ یہاں تو سارا مسئلہ ہی آثار قدیمہ کا ہے" ——— فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور خالی گلاس سائیڈ میں موجود تپائی پر رکھ دیا۔

اُسی لمحے پردہ ہٹا اور انتہائی چست لباس پہنے ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ فیاض تو اُسے دیکھتے ہی اس طرح جھٹکے سے کھڑا ہو گیا جیسے صوفے کا گدا سپرنگوں سے بنا ہو ——— لڑکی بے حد خوب صورت تھی۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ ارغوانی گلاب جیسا تھا۔ شانوں تک لٹکتے ہوئے خوب صورت سنہرے

بال - نیلی آنکھیں - اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس طرح یک ٹک
اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جیسے کسی نے اس پر جادو کر دیا
ہو - عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ۔

" میرا نام کلثوم ہے اور میں ڈاکٹر صاحب کی بیٹی ہوں
لڑکی نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا ۔

" مم ـــــ مم ـــــ میں فیاض ہوں ۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض
اور یہ علی عمران ہے ۔ سر رحمان کا لڑکا ۔ سر رحمان
ڈائریکٹر جنرل ہیں " ـــــ فیاض نے بڑی طرح بوکھلائے
ہوئے انداز میں کہا ۔ وہ واقعی کلثوم کے سحر انگیز حسن کا
شکار ہو چکا تھا ۔

" تو آپ سرکاری لوگ ہیں ۔ مگر ڈاکٹر صاحب تو موجود
نہیں ہیں وہ کہیں گئے ہوئے ہیں ۔ آپ ان سے بعد میں
مل لیں " ـــــ لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔
اور واپس دروازے کی طرف مڑنے لگی ۔ ظاہر ہے ۔
اس کا سرکاری لوگوں سے ملنے اور ان کو انٹرٹین کرنے
سے کوئی مطلب نہ تھا ۔

" محترمہ معصوم ۔ اوہ سوری ۔ کالا سوم ۔ اوہ اوہ ۔ میری
یہ زبان ۔ کلثوم صاحبہ ۔ یہ سرکاری تو پاکیشیا میں ہیں ۔
یہاں یہ قطعی غیر سرکاری کام سے آئے ہیں ۔ بے شک
پوچھ لیجئے ـــــ باقاعدہ چھٹی کی درخواست دے کر
آئے ہیں " ـــــ عمران نے بڑے احمقانہ سے

لہجے میں کہا ۔ اور شاید پاکیشیا کا نام سن کر کلثوم ان کی
طرف مڑ گئی ۔

" اوہ ۔ آپ پاکیشیا سے آئے ہیں ۔ لیکن اتنی دور
آنے کی بجائے آپ فون پر ہی بات کر لیتے "
کلثوم نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" جی ۔ ابھی وہ تصویر والا فون ایجاد نہیں ہوا ۔ اور پھر
تصویر اور اصل میں تو بڑا فرق ہوتا ہے ۔ یہ تو سکرین بیوٹی
کا مسئلہ ہے ـــــ کسی چڑیل کی بھی اگر سکرین بیوٹی ہو تو
وہ ہیروئن نظر آتی ہے ۔ اور اگر نہ ہو تو ظاہر ہے ہیروئن
کے بھی منہ سے خون ٹپکنے لگتا ہے " ـــــ عمران کی
زبان چل پڑی اور کلثوم اس طرح حیرت سے عمران کو
دیکھنے لگی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس جیسا احمق
اتنی دور بھی صحیح سلامت پہنچ سکتا ہے ـــــ عمران کے
چہرے پر اس وقت واقعی حماقت کا آبشار تو کیا نیاگرا
آبشار پوری رفتار سے بہہ رہا تھا ۔

" تصویر والے فون کی کیا ضرورت ہے ۔ کیا آپ تصویر
کے بغیر ڈیڈی سے بات نہیں کر سکتے " ـــــ کلثوم نے
نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا ۔

" ڈیڈی سے ـــــ لاحول ولا قوۃ ۔ ڈیڈی سے بات
کرنے کے لئے تو سوپر فیاض کو میں نے رکھا ہوا ہے ۔
ادھر بھی ڈیڈی سے یہی بات کرے گا اور ادھر بھی ڈیڈی

سے یہی بات کہہ رہا ہے" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے باہر کسی کار رکنے کی آواز سنائی دی۔ تو کلثوم چونک کر مڑی اور پھر بغیر کوئی بات کئے تیزی سے باہر چلی گئی۔

"یار بڑے خوش قسمت ہو۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں مقدر۔ بڑی خوب صورت لڑکی ہے" ـــــ سوپر فیاض کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے، کہ اُس نے آخر اتنی جلدی شادی کیوں کر لی۔

"خوب سیرت نظر کم آ رہی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ فیاض کوئی جواب دیتا۔ دروازے میں ایک الجھے بالوں اور موٹے شیشوں کی عینک پہنے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر خاصا رعب ودبدبہ تھا ـــــ جسم خاصا مضبوط اور بھرا بھرا تھا۔ اس کے جسم پر بہترین تراش کا سوٹ تھا۔ اور ہاتھ میں پائپ اور تمباکو کا ڈبہ۔ اس کے پیچھے کلثوم تھی۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی عمران اور سوپر فیاض دونوں ہی کھڑے ہو گئے ـــــ عمران تو بالکل اس انداز میں ہاتھ باندھے اور نظریں جھکائے کھڑا تھا جیسے نماز پڑھ رہا ہو۔

"میں ڈاکٹر عمرابدال ہوں" ـــــ آنے والے نے خاصے رعب دار لہجے میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی بڑی خوشی ہوئی آپ سے ملاقات کر کے۔ میرا نام فیاض ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ میں پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس میں سپرنٹنڈنٹ ہوں ـــــ لیکن میں سرکاری طور پر نہیں آیا۔ چھٹی لے کر آیا ہوں۔ یہ علی عمران ہے۔ بڑا اچھا نوجوان ہے۔ بہت شریف ہے۔ اس کا کردار تو جناب اتنا اعلیٰ اور بے داغ ہے کہ شاید آپ کا بھی نہ ہو ـــــ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے بے حد اعلیٰ۔ یہ جناب بہت خاندانی آدمی ہے۔ میرا مطلب ہے انتہائی اعلیٰ خاندان۔ آپ تو جانتے ہیں۔ سر رحمان آپ کے دوست ہیں۔ یہ ان کا اکلوتا بیٹا ہے" ـــــ فیاض شاید ڈاکٹر کے رعب ودبدبے اور اس کے ساتھ کھڑی کلثوم کے بے پناہ حسن کی وجہ سے اس قدر بوکھلا گیا تھا کہ مسلسل اوٹ پٹانگ بولے چلا جا رہا تھا۔

"ہوں ـــــ تو رحمان نے تم جیسے احمق کو اپنے محکمے کا سپرنٹنڈنٹ بنا رکھا ہے۔ مجھے اس سے یہ امید نہ تھی۔ اور یہ اس کا بیٹا۔ یہ تو اس کا بیٹا ہی نہیں لگ رہا۔ مجھے تو اس کا ملازم لگ رہا ہے" ـــــ ڈاکٹر

عمرابدال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر ان دونوں سے مصافحہ کرنے کی بجائے صوفے پر بیٹھ گیا ——— اس نے ان دونوں کو بھی بیٹھنے کے لئے نہ کہا تھا۔ البتہ اس نے کلثوم کو ساتھ بیٹھنے کا اشارہ ضرور کر دیا۔ اور کلثوم بڑی دلچسپ نظروں سے سامنے ملزموں کی طرح کھڑے ان دونوں کو دیکھتی ہوئی اپنے باپ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"بیٹھ جاؤ تم دونوں۔ اور مجھے بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ مجھے رحمان نے فون کیا تھا کہ وہ دو خاص آدمیوں کو بھیج رہا ہے ——— اس وقت تو میں خاص کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔ لیکن اب تم دونوں کی شکلیں دیکھ کر مجھے لفظ خاص کے معنی سمجھ آ گئے ہیں۔ میں رحمان سے بات کروں گا۔ کیا پوری دنیا میں مذاق کرنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں" ——— ڈاکٹر عمرابدال کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور اس کا لہجہ سخت سے سخت ہوتا جا رہا تھا۔

"جناب کس کی جرأت ہے کہ کسی رنڈوے سے مذاق کر سکے۔ جو مذاق کی جرأت کرنے والی کو زمین میں دفن کر آیا ہو ——— اس کے ساتھ مذاق توبہ توبہ" عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس طرح دونوں گال پیٹنے شروع کر دیئے

جیسے چھوٹے بچے توبہ کرتے وقت ایکشن کرتے ہیں۔

"شٹ اپ۔ احمق۔ نانسنس۔ تمہیں تمیز ہے بات کرنے کی ——— کون رنڈوا ہے۔ کس کی بات کر رہے ہو" ——— عمرابدال نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب۔ واقعی ایسا ہوتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ اللہ میاں صبر دے دیتا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں۔ صبر آسمان سے بارش کی طرح برستا ہے ——— بس شرط یہ ہے کہ آپ اس بارش میں چھتری لے کر نہ کھڑے ہو جائیں۔ ویسے ماشاء اللہ کیا خوب صورت گاتی تھیں مرحومہ ——— لیکن جناب یہ لوگوں کی رائے تھی۔ مجھے تو کبھی سمجھ ہی نہیں آیا ان کا گانا۔ انہیں بلبل عرب کہا جاتا تھا۔ ویسے اصولاً تو مرحومہ کو بلبل افریقہ کہنا چاہیئے ——— کیوں جناب مصر تو براعظم افریقہ میں ہے" ——— عمران کی زبان چل پڑی اور اب ڈاکٹر عمرابدال کے ساتھ ساتھ کلثوم اور فیاض دونوں حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے کیونکہ عمران کی بات شاید ان میں کسی کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"مرحومہ ——— گاتی تھیں۔ بلبل افریقہ۔ آخر تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو" ——— ڈاکٹر عمرابدال اس بری طرح چیخا کہ ڈرائنگ روم گونج اٹھا۔

" اوہ اوہ۔ اتنا شاک۔ اوہ۔ واقعی یہ مرحومہ سے آپ کی بے پناہ محبت کی
نشانی ہے۔ لیکن جناب اللہ میاں بے نیاز ہے کس کی مجال ہے کہ اس
کے سامنے دم مار سکے اور مارنا بھی چاہے تو اللہ میاں فوراً بے دم کر دیتا
ہے ویسے جناب میں نے بے دم کہا ہے بے دُم نہیں کہا لیکن ایک
بات ہے مرحومہ کے بعد آپ واقعی بے دُم ہی ہو گئے ہوں گے"
عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ اب شاید غصہ ڈاکٹر عمر
ابدال کی برداشت سے باہر ہو گیا۔

" یو شٹ اپ نانسنس۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے
نکل جاؤ فوراً۔ گٹ آؤٹ یو بلڈی فول" ___ عمر ابدال
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے
بُری طرح پھڑکنے لگا تھا۔ کلثوم بھی اس کے ساتھ
ہی کھڑی ہو گئی۔

" ڈیڈی ___ ڈیڈی پلیز آپ کا بلڈ پریشر۔ پلیز آپ
اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھیں" ___ کلثوم نے
ڈاکٹر عمر ابدال کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

" ان کو باہر نکالو۔ ابھی۔ اسی وقت" ___ ڈاکٹر
عمر ابدال نے چیخ کر کہا۔

" آپ۔ پلیز جائیں" ___ کلثوم نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے عمران اور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جی بہت بہتر۔ اگر ہمارے جانے سے ان کا بلڈ پریشر
کنٹرول میں آ جاتا ہے تو ٹھیک ہے ہم چلے جاتے

ہیں۔ چلو بذریعہ خط ہی یہ ہمیں بتا دیں گے کہ کون
کون سی تنظیمیں کتنے چوری کر کے ان کا بلڈ پریشر
ہائی کرتی رہتی ہیں" ___ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" اوہ اوہ ___ ادھر آؤ۔ واپس۔ کیا کہہ رہے ہو
تم" ___ ڈاکٹر عمر ابدال نے یک لخت انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب ابھی آپ کے ذہن پر مرحومہ کا صدمہ باقی
ہے۔ جب آپ کو صبر آ جائے گا تب ہی آپ سے بات
ہو گی" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آخر تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ کس مرحومہ کی بات
کر رہے ہو" ___ ڈاکٹر عمر ابدال نے بُری طرح پیر
پٹختے ہوئے کہا۔

" ج ___ ج ___ جی۔ ان کا نام کلثوم ہے ناں۔ تو
وہ امّ کلثوم کہلاتی تھیں۔ ج۔ ج۔ بڑی عظیم گلوکارہ تھیں۔
لیکن اب آدمی تو بے بس ہے" ___ عمران نے کلثوم
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر عمر ابدال چند لمحے تو خاموش کھڑے رہے۔
پھر یک لخت اس طرح قہقہہ مار کر ہنسے کہ وسیع و عریض
ڈرائنگ روم گونج اٹھا ___ اور کلثوم ان کے اس
طرح کے قہقہے پر اس بُری طرح اچھلی کہ جیسے اس کے

پیروں تلے بم پھٹ گیا ہو۔

"ڈیڈی ڈیڈی۔ پلیز۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو"

کلثوم کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ یقیناً وہ یہ سمجھی تھی کہ ڈاکٹر کا شدید غصے کی وجہ سے ذہن پلٹ گیا ہے۔

"عجیب بات ہے۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں اور یہ قہقہے مار کر غم غلط کر رہے ہیں۔ انسانی نفسیات بھی واقعی عجیب چیز ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"بیٹھو بیٹھو۔ اوہ اب میں سمجھا۔ تو تم مجھ سے ام کلثوم کی وفات پر تعزیت کر رہے تھے۔ اوہ اس لئے تم ایسی باتیں کر رہے تھے"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ زندہ ہیں۔ اوہ پھر تو واقعی آپ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ جن کی بیگم زندہ ہو۔ ان سے تو ہمدردی کرنا فرض بتایا جاتا ہے۔۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے میں نے کسی سے سنا تھا کہ وہ وفات پا گئی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر۔۔۔۔ میری بیٹی کا نام کلثوم ضرور ہے لیکن میری بیوی وہ ام کلثوم نہیں ہے۔ وہ مشہور عرب مغنیہ جس کی بات تم کر رہے ہو۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ

زندہ ہے یا نہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ اور کلثوم دوبارہ صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

"یعنی یہ کلثوم ہیں لیکن وہ ام کلثوم نہیں۔ کمال ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ماں کے بغیر بیٹی۔ پھر تو یہ معجزہ ہے۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ تو بغیر باپ کے تھے اور یہ بغیر ماں کے کمال ہے۔ واقعی کمال ہے"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرح سامنے بیٹھی کلثوم کو دیکھنا شروع کر دیا جیسے اُسے واقعی اس کی موجودگی کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان کی ماں کا نام راجہ ہے اور وہ امِ کلثوم نہیں کہلاتیں۔ ضروری نہیں کہ ہر کلثوم کی ماں ام کلثوم ہی کہلائے"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے اب عمران کو اس طرح سمجھانا شروع کر دیا جیسے بڑے بچوں کو سمجھاتے ہیں۔

"اوہ۔۔۔۔ تو یہ اس لئے آپ سے تعزیت کر رہے تھے"۔۔۔۔ اس بار کلثوم بھی ہنس پڑی۔ شاید بات اب اس کی سمجھ میں آئی تھی۔

"تمہارا نام سن کر اسے غلط فہمی ہو گئی۔ بہرحال چھوڑو۔ ہاں تم کس کتبے اور کس تنظیم کی بات کر رہے تھے"۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"نج ـــ جی ـــ میں تو۔ قبر کے کتبے اور رنڈوو
کی تنظیم کی بات کر رہا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ی
بغیر ماں کے ہیں۔ بہرحال بڑا دلچسپ اور حیرت انگیز
انکشاف ہے ـــ میرے خیال میں دنیا کا یہ پہلا واق
ہوگا۔ کہ بغیر ماں کے بیٹی۔ واہ۔ ڈاکٹر صاحب۔ پھر تو ان
کے شوہر ــــــ خوش قسمت ہوں گے"
عمران نے کہا۔
"کیا بکواس کر رہے ہو۔ ـــــــ کیا
مطلب۔ کیا تمہارا کوئی پیچ واقعی ڈھیلا ہے"
ڈاکٹر عمر ابدال کو دوبارہ غصہ آنے لگ گیا۔
"جی اس میں غصہ کرنے والی کون سی بات ہے۔
یہ تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے۔ ایک تو حضرت آدم
تھے جن کی کوئی ساس نہ تھی ـــ اور دوسرا ان کا
ہونے والا شوہر ہوگا۔ واہ ساس کے بغیر داماد۔
کمال ہے خوش قسمتی کی" ـــ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔
اور ڈاکٹر عمر ابدال ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
"ڈیڈی مجھے اجازت دیجئے" ـــ کلثوم نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔
"اچھا ـــ یعنی ابھی ایسی لڑکیاں اس دنیا میں ہیں ج
باقاعدہ باپ سے اجازت لیتی ہیں۔ کمال ہے۔ میں نے ت

یہی دیکھا ہے کہ شادی کر کے ڈیڈی سے کہتی ہیں۔ ہیلو
ڈیڈی۔ ان سے ملیئے۔ یہ میرے شوہر ہیں علی عمران"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"یوشٹ اپ ـــ تمہاری زبان ہے یا قینچی۔ تمہیں
تمیز ہی نہیں بات کرنے کی" ـــ کلثوم نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔
"مم ـــ مم ـــ میں تو بطور مثال کہہ رہا تھا۔ آپ
بے تنک اجازت لے لیجئے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے
منع تھوڑی کرنا ہے۔ کیوں ڈاکٹر صاحب" ـــ عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں ڈاکٹر کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر عمر ابدال ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"کسی وقت تو تم مجھے انتہائی ذہین اور گہرے آدمی
لگتے ہو۔ اور کسی وقت تم واقعی احمقوں جیسی باتیں کرنے
لگ جاتے ہو ـــ بے بی۔ یہ میرے انتہائی گہرے
دوست سر رحمان کا لڑکا ہے۔ اس لئے اگر اس نے
کہہ بھی دیا ہے تو اس میں بُری بات کیا ہے"
ڈاکٹر عمر ابدال نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ڈیڈی۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ میں اس
احمق سے شادی کر دوں گی" ـــ کلثوم نے بڑی
بے باکی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں نہیں ـــ بالکل نہیں۔ آپ کیوں احمق سے

شادی کریں گی۔ احمق ہی آپ سے شادی کرے گا"
عمران نے فوراً کہا۔
اور ڈاکٹر عمر ابدال عمران کے اس ذومعنی فقرے
پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"یو شٹ اپ"۔۔۔ کلثوم نے انتہائی غصیلے لہجے
میں کہا۔ اور پھر اٹھ کر پیر پٹختی ہوئی ڈرائنگ روم سے
باہر چلی گئی۔
"تم نے بے بی کو ناراض کر دیا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر
عمر ابدال نے ہنستے ہوئے کہا۔
"جو ناراض ہو جاتا ہے۔ وہی خوش بھی ہوتا ہے جسے
ناراض ہونا نہیں آتا اُسے خوش ہونا بھی نہیں آتا"
عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈاکٹر
عمر ابدال چونک کر غور سے عمران کو دیکھنے لگے۔
"اوہ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تم واقعی بے حد
گہرے ہو۔ اس لئے واقعی تم خاص آدمی ہو۔ اب
مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ تم واقعی رحمان کے بیٹے ہو"
ڈاکٹر عمر ابدال نے چونک کر کہا۔ وہ شاید عمران کے
فلسفے سے بے حد متاثر نظر آ رہے تھے۔
فیاض اس دوران بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس
کی شاید اب جرأت ہی نہ ہو رہی تھی کہ وہ کوئی بات کرے۔
"شکریہ۔۔۔ یہ ڈیڈی کے لئے واقعی ایک اچھا

سرٹیفکیٹ ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔ اور ڈاکٹر عمر ابدال ہنس پڑا۔
"او۔ کے۔۔۔ تم اب میرے مہمان ہو۔ میں
تمہارے لئے کمرے کھلواتا ہوں۔ تمہارا سامان کہاں
ہے"۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے چونک کر کہا۔
"سامان۔۔۔ تو یہاں یہ رواج ہے۔ اوہ۔ ویری
سوری۔ مجھے تو پتہ نہیں تھا۔ میں تو اپنے ملک کے
رواج کی طرح خالی ہاتھ آگیا"۔۔۔ عمران نے چونک
کر بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔
"رواج۔۔۔ کیسا رواج۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم"
ڈاکٹر عمر ابدال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے۔ ہمارے ہاں تو
دلہن سامان لے جاتی ہے۔ اُسے جہیز کہتے ہیں۔
دولہا تو صرف حق المہر دیتا ہے۔ اور جناب دیتا کہاں
ہے۔ بس وعدہ کر لیتا ہے دینے کا"۔۔۔ عمران
نے کہا۔ اور ڈاکٹر عمر ابدال ایک بار پھر قہقہہ مار کر
ہنس پڑے۔
"اوہ۔ تو تم اس ارادے سے یہاں آئے ہو۔
ٹھیک ہے۔ سر رحمان میرے بہت عزیز دوست ہیں۔
مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر تم بے بی کو منا لو۔
ویسے ایک بات بتا دوں کہ اس کے لئے بڑے

اچھے اچھے رشتے آئے ہیں ۔ لیکن بے بی نے سب کو صاف انکار کر دیا ہے " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" اوہ ـــــ اس کے باوجود بھی وہ ابھی تک مس ہیں ۔ حیرت ہے " ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" کیا مطلب ـــــ میں کہہ رہا ہوں اس نے انکار کر دیا ہے " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے چونک کر کہا ۔

" اسی لئے تو مجھے حیرت ہو رہی ہے ۔ میں نے تو سنا تھا کہ عورت کی فطرت ہی انکار کرنا ہے ۔ وہ عورت ہی نہیں جو ہاں کر دے ـــــ جس طرح وہ سیاستدان ہی نہیں جو انکار کر دے ۔ البتہ سیاست دان کے ہاں کا مطلب ہمیشہ ناں ہوتا ہے اور عورت کی ناں کا مطلب ہمیشہ ہاں ہوتا ہے ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔ اور ڈاکٹر عمر ابدال ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔

" تم واقعی بے حد گہرے ہو ۔ میری توقع سے بہت زیادہ ۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم اگر چند دن یہاں رہے تو بے بی کو اپنی فطرت کے خلاف بھی ہاں کرنی پڑے گی " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" لیکن جناب میں سیاست دان نہیں ہوں ۔ اس بات کا خیال ضرور رکھیں ۔ ہاں البتہ میں کوشش ضرور کر سکتا ہوں کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے " ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" میرا مسئلہ ـــــ میرا مسئلہ یہ کیسے بن گیا ۔ اوہ میں بہت فراخ ذہن کا آدمی ہوں ۔ میں بچوں کی پسند کو اپنی پسند سمجھتا ہوں " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے کہا ۔ اور عمران مسکرا دیا ۔

" بچے تو جناب لولی پوپ ہی پسند کرتے ہیں ۔ آپ اس بات کو چھوڑیں ۔ اب آپ جیسا ڈاکٹر لولی پوپ منہ میں لئے ہوئے اپنے دفتر میں جا بیٹھے ـــــ کم از کم آپ اپنی حیثیت کا تو خیال رکھیں ۔ ویسے آپ اتنی تو بتا ہی سکیں گے کہ آپ کو شک کس پر ہے ۔ کسی ایک کا نام تو آپ لیں گے ـــــ ہمارے ملک کا تو یہی رواج ہے پولیس کو چوروں کے باقاعدہ نام بتانے پڑتے ہیں ۔ ورنہ وہ پرچہ ہی درج نہیں کرتے ۔ اس لئے تو وہاں نجومیوں کا دھندہ زوروں پر ہے ـــــ جس کی چوری ہو وہ پہلے نجومی کے پاس جاتا ہے ۔ اُسے بہت لمبی چوڑی فیس ادا کرتا ہے ۔ ایک کالی بکری بھی بطور نذر پیش کرتا ہے ـــــ پھر وہ نجومی اُسے چوروں کے نام بتاتا ہے ۔ اور وہ آدمی تب پولیس والوں کو یہ نام بتاتا

ہے۔ پولیس تفتیش کرتی ہے۔ چوروں کو پکڑ لیتی ہے۔
لیکن چور بجائے نجومی کے پاس جانے کے پولیس کو
فیس ادا کر دیتے ہیں اور ان کا نام کٹ جاتا ہے اور
جس کی چوری ہوتی ہے وہ بے چارہ نئے ناموں کے
لئے پھر نجومی کے پاس جاتا ہے اور ......؟"
عمران کی زبان واقعی ہیرکٹ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل
رہی تھی۔

"یہ تمہیں آخر بیٹھے بیٹھے کیا ہو جاتا ہے۔ کبھی تو تم
فلاسفروں کی طرح باتیں شروع کر دیتے ہو اور کبھی
خواہ مخواہ کی بکواس ——— تم کہنا کیا چاہتے ہو"
ڈاکٹر عمرابدال نے حقیقتاً زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"فلاسفروں کو بھی ہمیشہ یہی گلہ رہا ہے کہ لوگ ان
کی باتوں کو بکواس ہی سمجھتے ہیں۔ ڈیڈی نے بتایا
تھا کہ آپ چوری سے پریشان ہیں ——— لیکن ڈر کے
مارے تھانے نہیں جاتے کہ وہ نام پوچھیں گے۔ اس
لئے ڈیڈی نے مجھے کہا کہ جا کر تم ہی نام پوچھ آؤ"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ——— تو تم اس چوری کی بات کر رہے
ہو۔ اوہ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تم بس یہاں رہو۔
بے بی تمہیں یہاں کی سیر کرا دے گی۔ اور اس کے
بعد جب تم واپس جانا چاہو گے وہ تمہیں ایئرپورٹ پر

الوداع کہہ آئے گی۔ اور سنو آئندہ اس قسم کی کوئی
بات منہ سے نہ نکالنا" ——— ڈاکٹر عمرابدال نے
ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور
پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئے۔ اور
عمران منہ بنائے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ چلیں سوپر فیاض۔ اب ہمیں خود ہی نجومی ڈھونڈھنا
پڑے گا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے سوپر
فیاض سے کہا۔ جو واقعی احمقوں کی طرح بیٹھا عمران
کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تو تم کسی چوری کے چکر میں یہاں آئے ہو۔ لیکن
تم نے تو مجھے ...." ——— سوپر فیاض نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے دل چرانے کو چوری نہیں کہتے۔
ابھی قانون میں اس چوری پر کوئی دفعہ تجویز نہیں کی گئی۔
آؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب۔ گیسٹ روم ادھر ہے۔ تشریف لایئے"
ان کے باہر نکلتے ہی ملازم نے آگے بڑھ کر بڑے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید ڈاکٹر عمرابدال جاتے
ہوئے ملازم کو ہدایات دے گئے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب سے کہہ دینا کہ ابھی فی الحال ان کے

پاس اتنا کرایہ نہیں ہے کہ وہ اس قدر شاندار گیسٹ روم میں رہ سکیں۔ ابھی تو ہم کسی سستے سے ہوٹل میں رہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ اور ملازم حیرت سے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ شاید اُسے سمجھ ہی نہ آ رہی تھی کہ وہ عمران کو کیا جواب دے۔

"ارے آپ کہاں جا رہے ہیں۔ ملازم نے بتایا نہیں آپ کو۔ گیسٹ رومز ادھر ہیں"۔۔۔۔ اچانک ایک کمرے سے نکلتی ہوئی کلثوم نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے اور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بتایا تو ہے۔ لیکن وہ کرایہ۔ کوئی سستا سا ہوٹل بتا دیجیئے آپ کی مہربانی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"یوشٹ اپ۔۔۔۔ تم یہ بات کہہ کر ہماری توہین کر رہے ہو۔ اب ہم مہمانوں سے کرایہ لیں گے۔ ادھر آؤ"۔۔۔۔ کلثوم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یعنی یعنی کہ مفت رہائش۔ واہ۔ سوپر فیاض اسے کہتے ہیں خوش قسمتی۔ پردیس میں مفت رہائش" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم شاید جان بوجھ کر اپنے آپ کو احمق پوز کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہو۔ ویسے اتنے احمق بھی نہیں

ہو"۔۔۔۔ اس بار کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو سوپر فیاض مبارک ہو۔ میں نہ کہتا تھا کہ ۔۔ھر کو جو بنک لگ سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے ۔۔سرت بھرے لہجے میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

۔۔ور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

کلثوم انہیں اپنے ساتھ لے کر عمارت کے شمالی ۔۔صہ کی طرف آئی۔ یہاں واقعی انتہائی جدید اور خوبصورت گیسٹ ہاؤسز کا پورا بلاک موجود تھا۔۔۔۔ کلثوم نے ۔۔ود ان کی رہنمائی ایک گیسٹ سوٹ کی طرف کی۔ یہ ۔۔وٹ دو علیحدہ کمروں اور ایک مشترکہ ڈرائنگ ۔۔ائنگ پر مبنی تھا۔۔۔۔ فیاض کو اس کے کمرے ۔۔یں چھوڑنے کے بعد کلثوم واپس عمران کے کمرے ۔۔یں پہنچی تو عمران سوٹ سمیت آرام کرسی پر بیٹھا ہوا زور ۔۔ور سے خراٹے لے رہا تھا۔۔۔۔ اس نے اپنا ۔۔سر کرسی کی پشت سے ٹکا رکھا تھا۔ آنکھیں بند تھیں۔ ۔۔ور خراٹوں کے زوردار سائرن سے پورا کمرہ گونج ۔۔ہا تھا۔

"تمہیں اتنی جلدی نیند کیسے آ گئی۔ اور یہ سائرن بند ۔۔کرو۔ میں نے تم سے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ۔۔ہے"۔۔۔۔ کلثوم نے سامنے رکھی کرسی گھسیٹ کر ۔۔اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ضروری بات —— اوہ تو کیا تم مان گئی ہو۔ اتنی جل
عمران نے نہ صرف آنکھیں کھولتے ہوئے کہا بلکہ وہ تیز
سے آگے کی طرف بھی جھک آیا۔ اس کے چہرے
ایسے آثار ابھر آئے تھے جیسے اندرونی مسرت سے
اس کا رواں رواں لرز رہا ہو۔

"کیا بکواس ہے۔ سنو۔ میرے ساتھ سیدھی با
کرو۔ میں نے انکل رحمان سے بات کر لی ہے"
کلثوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی سے بات کر لی ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔
لیکن ڈیڈی کو اس بڑھاپے میں۔ اوہ یہ تو واقعی بہت
برا ہوا۔ اوہ ......" —— عمران نے اس طر
منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کے حلق میں بیک
وقت سینکڑوں کونین کی گولیاں پھنس گئی ہوں۔

"نانسنس۔ تم انتہائی احمق۔ اور کمینے ہو۔ بدتمیز۔
وہ میرے انکل ہیں" —— اس بار واقعی کلثوم شر
گئی۔

"لاحول ولا۔ اگر تم ابھی سے انہیں بدتمیز انکل کہہ
رہی ہو تو بعد میں تو تم جانے ان کا کیا حشر کرو گی۔ سو
مجھے اپنے سے زیادہ اپنے والدین کی عزت عزیز
ہے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ سنجا

سس ہٹی کے بنے ہو۔ احمق آدمی میں یہ بات کر رہی ہوں
کہ میں نے انکل سے بات کی ہے۔ انکل نے بتایا ہے
کہ ڈیڈی یہاں کسی سرکاری کتبے کی چوری کے چکر میں
پھنس گئے ہیں اور تم پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لئے
کام کرتے ہو —— اس لئے انہوں نے تمہیں ڈیڈی
کی امداد کے لئے بھیجا ہے۔ اب مجھے تفصیل بتاؤ۔ کیا
چکر ہے۔ لیکن تمہاری باتیں سن کر مجھے یقین آتا جا رہا
ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس یقیناً احمقوں کا ٹولہ ہو
گی" —— کلثوم نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل —— تمہارا تجربہ بالکل درست ہے۔ میں
بھی یہی کہتا ہوں۔ لیکن کوئی مانتا ہی نہیں۔ سب مجھے ہی
احمق کہہ کر اپنا دل خوش کرتے رہتے ہیں۔ چلو کسی بات پر
تو ہم آہنگی ہوئی —— باقی باتوں میں بھی آہستہ آہستہ ہو
جائے گی" —— عمران نے اثبات میں زور زور سے
سر ہلاتے ہوئے کہا اور کلثوم بے اختیار ہنس پڑی۔

"پہلے تو تم یہ بات کان کھول کر سن لو کہ میں ہرگز ہرگز
تمہارے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔ بالکل نہیں کروں گی۔
کبھی نہیں کروں گی۔ سمجھے" —— کلثوم نے گلا پھاڑ
کر اور چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"آہستہ بولو۔ میں تمہاری طرح بہرہ نہیں ہوں۔ باقی رہی
شادی والی بات تو مجھے بھی ڈیڈی نے کہا تھا کہ بس ڈاکٹر

کی بیٹی کو دیکھتے آنا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی بیٹی کی بڑی تعریفیں
کرتے ہیں۔ کہتے ہیں بہت حسین ہے۔ بہت خوب صورت
ہے ــــــ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اس کا حسن اخلاق بھی
انتہا پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہاں آکر میں نے ان
میں سے ایک بات بھی نہیں دیکھی۔ ویسے تو ہر باپ
اپنی بیٹی کو چاند کا ٹکڑا کہتا ہی رہتا ہے۔ تاکہ بے چاری
کی کسی نہ کسی جگہ شادی ہو جائے اور اس کے گلے
سے عذاب اتر کر دوسرے کے گلے پڑ جائے۔ لیکن
چلو چاند کا ٹکڑہ نہ سہی ریزہ تو ہو ــــــ یہاں تو اتنی بھی
بات نہیں ہے" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔ اور کلثوم کا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگ گیا

"تم ــــــ تمہاری یہ جرأت کہ تم میری توہین کر دو۔ جانتے
ہو پورے مصر کے نوجوان مجھ سے شادی کی حسرت میں
مر رہے ہیں اور تم۔ تم میری توہین کر رہے ہو"
کلثوم نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسے نوجوانوں کو مرنا ہی چاہیئے۔ میرے خیال میں
یہاں کے نوجوانوں کی نظریں بہت کمزور ہیں۔ انہیں بادام
کھانا چاہیئے۔ کیا خیال ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ سمجھے۔ اب اگر کوئی بکواس
کی۔ میں تمہیں صرف اس لئے برداشت کر رہی ہوں کہ

ڈیڈی کس چکر میں پھنس گئے ہیں۔ میں نے تو ان سے لاکھ
پوچھا ہے۔ وہ تو کچھ بتاتے نہیں۔ اگر ڈیڈی کا مسئلہ درمیان
میں نہ ہوتا تو میں خود تمہیں دھکے مار کر یہاں سے باہر نکال
دیتی" ــــــ کلثوم واقعی بے پناہ غصے کے عالم میں بول
رہی تھی۔

"تمہارے ڈیڈی تو بڑے فراخ دل ہیں۔ میری ان
سے بات ہوئی ہے۔ وہ تو ظالم سماج کا کردار ادا کرنے
پر تیار نہیں ہیں ــــــ اس کے باوجود تمہیں ان کے
درمیان میں ہونے پر اعتراض ہے۔ سچ کہتے ہیں آج کل
کی لڑکیاں بہت خودسر ہو گئی ہیں" ــــــ عمران نے
بڑے دھیمے اور ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔ اور
کلثوم اس طرح ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھنے لگی جیسے
ابھی اٹھ کر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑے
گی ــــــ لیکن عمران کے چہرے پر وہی احمقانہ معصومیت
کا دریا بہہ رہا تھا۔

"تم شاید دنیا کے سب سے بڑے ڈھیٹ ہو۔ ورنہ
تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو غیرت سے اب تک زمین میں
دس بار دفن ہو چکا ہوتا" ــــــ آخر کلثوم نے بے چارگی
کے سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ہاں کر دو تو میں دس بار کیا پچاس بار دفن ہونے
کے لئے تیار ہوں" ــــــ عمران نے بڑے سادہ سے

لہجے میں کہا۔

"پھر وہی بات ——— میں کہہ رہی ہوں اس موضوع پر مت بات کرو۔ پہلے تو شاید میں سوچتی بھی سہی۔ لیکن تم نے میرے متعلق جو کچھ کہا ہے۔ اس کے بعد تو میں اس موضوع پر سوچنا بھی گوارا نہیں کر سکتی" ——— کلثوم نے ایک بار پھر جھنجلاتے ہوئے کہا۔

"سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس سے اچھا موقع تمہارے لئے اور کب آسکتا ہے۔ اور یہ موقع تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر باقی عمر اپنے سر پر سفید بال گنتی رہ جاؤ گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کلثوم سے شادی کی آفر کر کے خود کوئی بہت بڑی قربانی دے رہا ہو۔

"تم جاؤ جہنم میں ——— میں ڈیڈی سے خود ہی ساری بات پوچھ لوں گی" ——— کلثوم جھنجلاہٹ کے آخری پوائنٹ پر پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ وہ پیر پٹختی ہوئی اٹھی اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔

عمران نے دوبارہ کرسی کی پشت سے سر ٹکایا اور اس سے پہلے کہ کلثوم بیرونی دروازے تک پہنچتی اس کے خراٹوں کا سائرن پہلے سے بھی زیادہ گونجدار آواز میں بجنے لگا۔

کلثوم دروازے کے قریب پہنچ کر رکی اور پھر

واپس مڑ کر اس قدر تیزی سے عمران کی طرف جھپٹی جیسے واقعی کوئی بھوکا عقاب کسی ننھی سی چڑیا پر جھپٹتا ہے۔

"ارے ارے اتنی تیزی سے مت چلا کرو۔ ہمارے ہاں کی بڑی بوڑھیاں لڑکیوں کو اتنی تیزی سے نہیں چلنے دیتیں ——— ان کا خیال ہے کہ لڑکیاں تیز چلیں تو حیا و شرم اس تیز رفتاری کا ساتھ نہیں دے سکتی" ——— عمران نے فوراً ہی آنکھیں کھول کر کہا۔

اور کلثوم جو غصے کی شدت سے آگے بڑھ رہی تھی پھر ٹھٹھک کر رک گئی۔

"تم ——— تم نجانے کیا مصیبت ہو۔ یا اللہ ڈیڈی نے مجھے کس عذاب میں پھنسا دیا ہے" ——— کلثوم نے بُری طرح جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل یہی فقرے۔ بالکل یہی فقرے۔ بعد میں مجھے کہنے پڑیں گے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس بار کلثوم بے اختیار ہنس پڑی۔

"خدا کے لئے مسٹر خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ میں ڈیڈی کی وجہ سے بے حد پریشان ہوں۔ پلیز میرے حال پر رحم کرو" ——— کلثوم نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کہنا شروع کر دیا۔

اور عمران اس کے اس انداز پر سمجھ گیا کہ اب اگر کلثوم کو مزید تنگ کیا تو یقیناً وہ دیوار میں ٹکر مار دے گی۔

"تم آثار قدیمہ کے کس شعبے میں سپیشلائز کر رہی ہو"
عمران نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور ک
بُری طرح چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔ عمران کا چہ
واقعی اس قدر تیزی سے بھی بدل سکتا ہے۔ ا
اُسے کیا معلوم اس کا واسطہ کس سے پڑ گیا ہے۔
"قدیم مصری تاریخ میں" ـــــ کلثوم نے جلدی
جواب دیا۔
"اچھا پھر بتاؤ۔ قلوپطرہ کی ناک کی جڑ اور نوک کے
کون سا زاویہ بنتا تھا" ـــــ عمران نے معصوم
لہجے میں کہا۔ اور کلثوم اس کی بات سن کر کھلکھلا
ہنس پڑی۔
"نہیں آتا۔ اچھا یہ بتا دو کہ اگر قلوپطرہ کی ناک کی نو
اینچ کے ہزارویں حصے کی حد تک بھی اگر دائیں یا با
طرف کو جھکی ہوئی ہوتی تو قلوپطرہ ملکہ بننے کی بجائے
ہوتی" ـــــ عمران نے دوسرا سوال پوچھا۔
"لعنت بھیجو قلوپطرہ پر۔ میں پوچھ رہی ہوں ڈیڈی ک
چکر میں پھنس گئے ہیں۔ مجھے تفصیل بتاؤ" ـــــ کلثو
نے ایک بار پھر جھنجھلائے ہوتے لہجے میں کہا۔
"وہی تو بتا رہا ہوں۔ تمہارے ڈیڈی قلوپطرہ کی ناک
کے زاویے کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہیں ا
کتبہ ملا تھا۔ جس میں اس کی ناک کا زاویہ درج تھا۔

وہ کتبہ چرا لیا گیا۔ اب تمہارے ڈیڈی بضد ہیں کہ وہ کتبہ
واپس لایا جائے۔ تاکہ قلوپطرہ کی ناک کے صحیح زاویے
کا وہ اعلان کر کے دنیا کو بتا سکیں کہ قلوپطرہ تو خواہ مخواہ
حسینۂ عالم مشہور تھی ـــــ اس سے زیادہ اچھا زاویہ
تو میری بیٹی کلثوم کی ناک کا ہے" ـــــ عمران نے
جواب دیا اور کلثوم نہ چاہنے کے باوجود بے اختیار
ہنس پڑی۔
"بکواس کرنے میں شاید تم ورلڈ چیمپین ہو"
کلثوم نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ایسا صرف پہلے محسوس ہوتا ہے بعد میں تو تم ہی
وکٹری سٹینڈ پر کھڑی نظر آؤ گی" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
"تو مطلب یہ ہے کہ کوئی کتبہ چوری ہوا ہے۔ ٹھیک
ہے۔ اب میں اسے تلاش کر لوں گی۔ یہ یقیناً عبدالمقصود
گروپ کا کام ہو گا" ـــــ کلثوم نے اٹھتے ہوئے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عبدالمقصود گروپ ـــــ تمہیں اس پر شک کیسے گزرا۔
عبدالمقصود گروپ تو صرف نوادرات کی سمگلنگ تک ہی
محدود ہے" ـــــ عمران نے بھی چونک کر کہا۔
اور کلثوم مڑتے مڑتے ایک بار پھر رک گئی۔ اس کے
چہرے پر انتہائی حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"تم ــــــ تم اس گروپ کو کیسے جانتے ہو۔ کیا تم پہلے مصر آ چکے ہو" ـــــ کلثوم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے چھوڑو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں اس گروپ پر شک کیسے ہوا" ـــــ عمران اس بار واقعی بے حد سنجیدہ تھا۔ اس نے یہاں آنے سے پہلے اپنے طور پر یہاں موجود معروف گروپوں کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں ـــــ اور جس گروپ کا نام کلثوم نے لیا تھا اس کے متعلق واقعی اُسے یہی معلوم ہوا تھا کہ یہ گروپ نوادرات کی سمگلنگ کے سلسلے میں بے حد بدنام ہے۔

"عبدالمقصود کو میں جانتی ہوں۔ اس نے میرے رشتے کے لئے ڈیڈی سے کہا تھا۔ وہ بظاہر یہاں کا ایک بہت بڑا رئیس زادہ ہے ـــــ قاہرہ میں اس کے دو عظیم الشان ہوٹل ہیں۔ اور شاید میں راضی بھی ہو جاتی۔ لیکن مجھے میری یونیورسٹی کی ایک سہیلی نے اس کے متعلق تفصیل سے بتا دیا ـــــ میری یہ سہیلی اس کی پرائیویٹ سیکرٹری رہ چکی ہے۔ اس نے اس کو بے حد خراب کیا۔ اُسے شادی کے لالچ دے دے کر خراب کرتا رہا ـــــ اور جب اس کا دل بھر گیا۔ تو اُسے لات مار کر نوکری سے باہر نکال دیا۔ اس نے

مجھے بتایا کہ عبدالمقصود بہت بڑا مجرم ہے۔ اس نے پورا گروپ بنایا ہوا ہے۔ اور وہ بڑے بھیانک جرائم کرتا ہے ـــــ لیکن بظاہر وہ بہت شریف لگتا ہے۔ اس کی حقیقت معلوم ہونے پر میں نے ڈیڈی کو اس رشتے کے بارے میں صاف انکار کر دیا ہے۔ اس کے بعد عبدالمقصود یونیورسٹی آیا ـــــ اس نے مجھے دھمکی دی کہ وہ مجھ سے اور میرے ڈیڈی سے اس انکار کا عبرت ناک انتقام لے گا۔ مجھے یقین ہے یہ ساری حرکت اس کمینے نے کی ہو گی ـــــ میں اس کے دفتر میں جا کر اس کے سر پر جوتیاں ماروں گی۔ میں دیکھوں گی کہ وہ کتبہ کیسے واپس نہیں کرتا" ـــــ کلثوم نے انتہائی جذباتی لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ کلثوم بھی عام لڑکیوں کی طرح انتہائی جذباتی تھی ـــــ لیکن اب عمران کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ باوجود بے باک اور جدید ہونے کے اندر سے قطعاً سادہ لوح قسم کی لڑکی ہے۔ ورنہ وہ اس قسم کی جذباتی بات نہ کرتی۔

"جوتیاں بے شک مارو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے ایسی لڑکیاں بے حد پسند ہیں جو سوائے اپنے ہونے والے شوہر کے باقی سب مردوں کے سروں پر جوتیاں مارتی رہتی ہیں ـــــ اس طرح وہ دوسروں کو ہی جوتیاں

مار مار کر اتنا تھک جاتی ہیں کہ شوہر کی باری ہی نہیں آتی۔
لیکن یہ کام عبدالمقصود یا اس کے گروپ کا نہیں ہے۔
کیونکہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ صرف
سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے ---- یہ کسی ایسے گروپ
کا کام ہے جو مدفون مقبرے کھود کر نوادرات اڑاتا ہو"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر ہو سکتا ہے یہ ڈان گروپ کا کام ہو۔ ایک
بار ڈیڈی کے اسسٹنٹ اور ڈیڈی کے درمیان ہونے
والی گفتگو میں نے اچانک سن لی تھی ---- وہ ایسے
ہی مجرم گروپ کی باتیں کر رہے تھے" ---- کلثوم نے
جواب دیا۔

"کون سے اسسٹنٹ کی بات کر رہی ہو" ---- عمران
نے چونک کر پوچھا۔

"ابوالفتح کی ---- وہ ڈیڈی کا دست راست تھا"
کلثوم نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"تھا کا کیا مطلب" ---- عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تھا کا مطلب ہوتا ہے کہ اب نہیں ہے۔ تمہیں اتنی
بھی عقل نہیں ہے۔ وہ مر گیا ہے۔ ایک ایکسیڈنٹ میں
مر گیا ہے" ---- کلثوم نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔

"کتنا عرصہ ہوا" ---- عمران نے پوچھا۔

"دو ماہ تو ہو گئے ہوں گے۔ ڈیڈی اس کی موت پر
بے حد مغموم ہو رہے تھے" ---- کلثوم نے جواب دیا۔

"وہ کہاں رہتا تھا" ---- عمران نے پوچھا۔

"کیوں ---- تم کیوں پوچھ رہے ہو" ---- کلثوم نے
چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ شاید اس کی بیوہ ابھی نوجوان ہو۔ آخر
دیکھ لینے میں کیا حرج ہے" ---- عمران نے جواب دیا۔

"تم ---- تم اس کی بیوہ سے شادی کرو گے۔ تم
یہی کہہ رہے ہو۔ یہی تمہارا مطلب ہے" ---- کلثوم نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی
آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"بتاؤ اور کیا کروں۔ آخر میں نے شادی تو کرنی ہی ہے۔
کب تک کنوارہ پھرتا رہوں گا۔ اور تو کوئی مانتا ہی نہیں
شاید وہ بیوہ ......" ---- عمران نے بڑی بے چارگی
سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ---- تو تم اس سے شادی کرو گے۔ ٹھیک۔
اب تمہیں کرنی پڑے گی اس سے شادی۔ چلو اٹھو۔
ابھی اسی وقت۔ اگر تم نے اس سے شادی نہ کی تو
میں تمہیں اس کے سامنے گولی مار دوں گی۔ ایک لمحہ بھی
دیر نہ کروں گی" ---- کلثوم نے بھڑکتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

" اور اگر تمہاری طرح اس نے بھی انکار کر دیا تب"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر اس نے انکار کر دیا تو میں کر دوں گی تم سے شادی۔ یہ میرا وعدہ رہا۔ وہ کیسے انکار کرے گی۔ اس کی جرأت ہے کہ وہ انکار کرے۔ چلو۔ اٹھو۔ ابھی چلو" ——— کلثوم نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

" وہ گواہ اور مولوی صاحب۔ ان کا کیا ہو گا"
عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

" تم چلتے ہو یا نہیں۔ چلو" ——— کلثوم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر عمران کا بازو پکڑ کر اس طرح دروازے کی طرف گھسیٹنے لگی جیسے قصائی بکری کو زبردستی ذبح خانے کی طرف گھسیٹ کر لے جاتا ہے۔

لق و دق صحرا میں ریت کے ایک اونچے سے ٹیلے کے ساتھ ایک بڑا ایئر کنڈیشنڈ خیمہ نصب تھا۔ ساتھ ہی ایک بڑی اور انتہائی طاقتور انجن والی گہرے نیلے رنگ کی جیپ کھڑی تھی ——— جیپ پر مصر کے محکمہ آثار قدیمہ کا مخصوص سلوگن لکھا ہوا تھا۔ جیپ کے اوپر زرد رنگ کی دھاریوں والا کپڑا اس طرح پڑا ہوا تھا۔ کہ اس سے صرف جیپ کی چھت ڈھکی ہوئی تھی۔ خیمہ بھی زرد رنگ کی پٹیوں کے کپڑے کا بنا ہوا تھا ——— اور ان زرد رنگ کی پٹیوں کی وجہ سے دور سے یہ جیپ اور خیمہ ریت کا ہی ایک حصہ نظر آتے تھے۔

خیمے کے اندر تین مرد اور ایک نوجوان عورت سرخ رنگ کے قالین کے اوپر ایک دائرے کی صورت

یں بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان کے درمیان ایک بڑا سا
کاغذ پھیلا ہوا تھا۔ جس پر کوئی انتہائی پُرپیچ قسم کا نقشہ
بنا ہوا تھا ۔۔۔ ان میں سے ایک لمبے قد اور براؤن
بالوں اور انتہائی ٹھوس جسم کا نوجوان ہاتھ میں ٹرانسمیٹر
اٹھائے ہوئے تھا ۔ لیکن اس کی نظریں بھی اس کاغذ پر
ہی جمی ہوئی تھیں ۔ یہ چاروں غیر ملکی تھے ۔
"کیا تمہیں یقین ہے آرگن کہ کتبہ صحیح طور پر پڑھا گیا
ہے" ۔۔۔ لڑکی نے نظریں اٹھاتے ہوئے اس
ٹرانسمیٹر والے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔
" بالکل ۔۔۔ جان آرنلٹ سے بڑا قدیم مصری زبانوں
کا ماہر اور کون ہو سکتا ہے" ۔۔۔ آرگن نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا ۔
" میرا خیال ہے کہ نتاشا درست کہہ رہی ہے ۔ کتبہ
پڑھنے میں یقیناً غلطی ہوئی ہے" ۔۔۔ ایک درمیانے
قد لیکن گٹھے ہوئے جسم کے نوجوان نے کہا ، اور آرگن
اسکی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا ۔
" کیا مطلب ڈان ۔۔۔ یہ تم کیسے کہہ رہے ہو "
آرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔
" سنو نتاشا ایسے کاموں میں ماہر ہے ۔ اگر اس نے
اس نقشے میں کوئی غلطی محسوس کی ہے تو پھر یقیناً یہ غلط ہو
گا ۔۔۔ ڈان نے قدرے تحکمانہ لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا ۔
"نتاشا ماہر ہے تو جان آرنلٹ بھی کسی سے کم نہیں
ہے ۔ یہ نقشہ اسی کا بنایا ہوا ہے" ۔۔۔ آرگن نے
بڑا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کا انداز
ایسا تھا جیسے اُسے ڈان کے الفاظ نے شدید تکلیف
پہنچائی ہو ۔
" جان آرنلٹ تمہارا باپ ہے آرگن ۔ اس لئے تم
جذباتی انداز میں سوچ رہے ہو ۔ بہرحال نتاشا اپنی بات
کی وضاحت کرے گی"
" لڑنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم ایک عظیم مقصد
کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ۔ اس لئے چھوٹی چھوٹی
باتوں پر آپس میں تسکر رنجی نہیں ہونی چاہیئے ۔۔۔ اس
نقشے میں ایک بنیادی غلطی موجود ہے ۔ اور میرا خیال
ہے ایسا صرف غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے ۔ ورنہ جان آرنلٹ
قدیم مصری زبانوں پر واقعی اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے"
لڑکی جس کا نام نتاشا تھا نے کہا ۔
" کیا غلطی ہے" ۔۔۔ آرگن نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا ۔
" دیکھو ۔ یہ ہے وہ جگہ جہاں اس وقت ہم موجود ہیں ۔
نقشے کے مطابق اس کے شمال میں تیس کلو میٹر پر آفخ کا
مدفون مقبرہ موجود ہونا چاہیئے ۔۔۔ یہ ہے وہ جگہ

لیکن بنیادی طور پر یہ غلط ہے ۔ کیونکہ قدیم مصری کبھی
بھی دریا سے اتنے فاصلے پر مقبرے نہیں بنایا کرتے
تھے ـــــ آج تک جتنے بھی مقبرے ملے ہیں وہ دریا
کی پرانی گزرگاہ کے کناروں سے زیادہ سے زیادہ
چار کلومیٹر کی پٹی کے اندر ملے ہیں اور یہ جگہ دریا کی
پرانی گزرگاہ سے تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر اوربنتی ہے"
نتاشا نے بڑے ماہرانہ انداز میں کہا ۔

" لیکن کتبے میں ایسا لکھا ہوگا ۔ تبھی ڈیڈی نے اُسے
یہاں دکھایا ہے" ـــــ آرگن نے اس بار قدرے
ڈھیلے لہجے میں جواب دیا ۔ کیونکہ نتاشا کی بات میں
واقعی وزن تھا ۔

" میرا خیال ہے ۔ ہمیں اس جگہ کا بھرپور انداز میں
جائزہ ضرور لے لینا چاہیئے ۔ ہوسکتا ہے یہ مقبرہ عام
مقبروں سے ہٹ کر بنایا گیا ہو ـــــ کوئی بھی وجہ ہو
سکتی ہے" ـــــ آرگن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک
اور نوجوان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ـــــ میں وقت اور روپیہ ضائع کرنے کا عادی
نہیں ہوں ۔ تمہیں معلوم ہے کہ خواہ مخواہ کی کھدائی پر
کتنا خرچ آجائے گا ۔ جب تک صحیح مقام کا علم نہ ہو
جائے اس وقت تک کوئی کھدائی نہیں ہوگی"
ڈان نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تمہاری بات درست ہے ڈان ۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ یہ
مقبرہ اس جگہ نہیں ہوسکتا ۔ اس لئے لاکھوں روپے
برباد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں" ـــــ نتاشا نے کہا ۔
اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" اس کا مطلب ہوا کہ یہ مشن ختم سمجھا جائے"
آرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ختم کیوں سمجھا جائے ۔ ہم نے بہرحال یہ مقبرہ تلاش کرنا
ہے ۔ میرا خیال ہے اگر نتاشا تمہارے ڈیڈی سے بات
کرلیں تو شاید مسئلہ حل ہو جائے" ـــــ ڈان نے سر
ہلاتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ـــــ ایسا ہونا ناممکن ہے ۔ ڈیڈی کبھی اس پر
رضامند نہ ہوں گے ۔ وہ اس معاملے میں انتہائی سنکی
آدمی ہیں ۔ یہ نقشہ بھی میں نے چکر دے کر ان سے بنوایا ہے ۔
انہوں نے حکومت مصر کی طرف سے ایک جعلی کاغذ تیار کیا
اور پھر وہ کتبہ اور کاغذ ڈیڈی کو دیا ـــــ ڈیڈی اس
کاغذ سے یہی سمجھے کہ یہ کتبہ حکومت نے انہیں پڑھنے
کے لئے بھیجا ہے اس طرح وہ اس کے پڑھنے اور
نقشہ بنانے پر آمادہ ہو گئے ـــــ اور پھر انہوں نے
یہ نقشہ اور کتبہ اپنے خاص آدمی کے ذریعے واپس
حکومت کو بھیجا ۔ لیکن میں نے اس خاص آدمی کو چکر دے کر
نقشہ اور کتبہ قابو میں کر لیا ـــــ اور اس آدمی کو جعلی رسید

دے دی گئی۔ اور یہ رسید ڈیڈی تک پہنچا دی گئی۔ وہ مطمئن ہو گئے" ـــــ آرگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ نتاشا مصری حکومت کی طرف سے ہی ان سے بات چیت کر سکتی ہے۔ کیونکہ نتاشا ..." ڈان نے کہا۔

"نہیں ـــــ ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں ان کی شاگرد رہ چکی ہوں۔ انہوں نے مجھ پر بڑا زور دیا تھا کہ میں مصری آثار قدیمہ کے محکمے میں ملازمت کر لوں ـــــ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں ملازمت کی بجائے فری لانسر کے طور پر کام کرنا چاہتی تھی" ـــــ نتاشا نے جواب دیا۔

" اگر کتبہ ہمارے پاس موجود ہے تو اسے نتاشا کو پڑھایا جا سکتا ہے" ـــــ تیسرے نوجوان نے کہا۔

"نہیں وہ جس زبان میں ہے میں اسے نہیں پڑھ سکتی۔ وہ انتہائی قدیم ترین کتبہ ہے۔ اور تصویری زبان میں ہے۔ البتہ جان آرنلڈ کے علاوہ صرف ایک آدمی ایسا ہے جو اسے پڑھ سکے گا ـــــ اور وہ ہیں سر کمال عبداللہ۔ لیکن تم جانتے ہو وہ حکومت مصر کے خاص آدمی ہیں۔ اگر یہ کتبہ ان کی نظروں میں آ گیا تو یقیناً حکومت کو اس کا علم ہو جائے گا ـــــ اور پھر پوری مصری حکومت ہمارے

خلاف اٹھ کھڑی ہو گی" ـــــ نتاشا نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم سر کمال عبداللہ کو اغوا کر لیں اور انہیں اس کتبے کو پڑھنے پر مجبور کریں۔ جب وہ اسے پڑھ لیں تو پھر ان کا خاتمہ کر دیا جائے" ڈان نے کہا۔

"اور اگر سر کمال عبداللہ نے بھی اس نقشے کی تصدیق کر دی تو" ـــــ آرگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم کھدائی کا آغاز کر دیں گے" ـــــ ڈان نے فوراً ہی جواب دیا۔

"لیکن سر کمال عبداللہ مصر کی بہت بڑی شخصیت ہیں۔ ان کا اغوا بھی ایک بہت بڑا دھماکہ ہو گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ مصر کی حکومت کے سارے کتے ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے" ـــــ تیسرے نوجوان نے کہا۔

"اگر ہم ہاتھ پیر بچا کر کام کریں تو ایسا نہیں ہو گا۔ اس کے لئے ایسی منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے کہ سر کمال عبداللہ کے اغوا کا علم ہی نہ ہو اور پھر ان کی موت بھی قدرتی ظاہر ہو" ـــــ ڈان نے کہا۔

"لیکن یہ اس شعبے کے لئے بہت بڑا دھچکہ ہو گا ڈان۔ سر کمال عبداللہ واقعی بہت بڑی علمی شخصیت ہیں" نتاشا نے کہا۔

"ہوتے رہیں اور کئی عبداللہ پیدا ہو جائیں گے۔
اگر ہمیں یہ مقبرہ مل گیا تو یقین کرو ہماری سات نسلیں
اتنی دولت مند ہو جائیں گی کہ ان میں سے ہر ایک پو
مصر کو دس بار خرید کر سکے گا" ۔۔۔۔ ڈان نے بڑ
سپاٹ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی" ۔۔۔۔ نتاشا
سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"وہ کتبہ کہاں ہے آرگن" ۔۔۔۔ ڈان نے آرگن
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"وہ میں نے ایک لاکر میں محفوظ رکھا ہوا ہے"
آرگن نے جواب دیا۔
"اوکے ۔۔۔۔ چلو اب پہلے سر کمال عبداللہ
مسئلہ نمٹا لیں پھر سپاٹ کا جائزہ لینے آئیں گے"
ڈان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور باقی افراد بھی اٹھ کھڑ
ہو گئے۔
"میں تو اب بھی کہتا ہوں کہ زیادہ چکر میں مت الجھو
اور اس نقشے کے مطابق کھدائی شروع کر دو"
آرگن نے اٹھتے ہوتے کہا۔
"نہیں آرگن ۔۔۔۔ تمہیں ان کاموں کا ابھی پوری
تجربہ نہیں ہے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ ڈان جس کام
ہاتھ ڈالتا ہے اسے ہر صورت میں انجام پر ضرور پہنچ

ہے۔ یہ مقبرہ ملے گا اور ضرور ملے گا" ۔۔۔۔ ڈان نے
آرگن کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر
وہ سارے خیمے سے باہر نکل آتے۔ تیسرے نوجوان
نے تیزی سے خیمہ سمیٹنا شروع کر دیا ۔۔۔۔ اور تھوڑی
دیر بعد خیمہ اور جیپ کے اوپر موجود کپڑا جیپ کے
اندر پہنچ گیا۔ اور وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔
جیپ کا سٹیرنگ اُسی تیسرے نوجوان کے پاس تھا۔ اس
کے ساتھ نتاشا بیٹھی ہوئی تھی ۔۔۔۔ جب کہ پچھلی سیٹوں
پر ڈان اور آرگن موجود تھے۔ اور جیپ گھوم کر تیزی
سے واپس دوڑنے لگی۔ یہ ریت پر چلنے والی مخصوص جیپ
تھی ۔۔۔۔ اس لئے نرم ریت پر چلنے کے باوجود اس
کی رفتار خاصی تیز تھی۔
"کہیں چیک پوسٹ والے ہمارے اتنی جلدی واپس
آنے پر مشکوک نہ ہو جائیں" ۔۔۔۔ نتاشا نے کہا۔
"نہیں مس نتاشا۔ میری موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔
آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ پہلے بھی صرف
میری شکل دیکھتے ہی انہوں نے راڈ ہٹا دیا تھا۔ ورنہ وہ
اتنی آسانی سے جیپ کو نہ جانے دیتے ۔۔۔۔ مکمل تلاشی
لی جاتی۔ نجانے حکومت آج کل اس قدر سخت انتظامات
کیوں کر رہی ہے" ۔۔۔۔ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے
نوجوان نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو نتاشا ——— آرجر مصری محکمہ آثار قدیمہ
بہت بڑا عہدیدار ہے" ——— پیچھے بیٹھے ڈان نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
اور نتاشا نے بھی اطمینان بھرے انداز میں
سر ہلا دیا۔

قاھرہ شہر سے شمال مغرب میں کافی فاصلے پر
ایک پرانا سا قصبہ تھا۔ جسے عرف عام میں ڈپو کہا جاتا
تھا ——— یہ انتہائی ادنیٰ متوسط طبقے کی آبادی تھی۔
کچے پکے اور پرانے طرز کے مکانات بغیر کسی منصوبہ
بندی کے بنائے گئے تھے۔ ٹیڑھی میڑھی تنگ اور
دھول اڑاتی ہوئی گلیاں ——— اور ان گلیوں میں کھیلنے
والے بچوں کی حالت بتا رہی تھی کہ یہاں جدید دنیا کی
آسائشیں تقریباً ناپید ہیں۔ شاید یہ آبادی خود رو جھاڑیوں کی
طرح خود بخود نمودار ہو گئی تھی ——— اس وقت کلثوم کی لمبی
سی خوب صورت کار اس قصبے کی درمیانی گلی سے گزر
رہی تھی۔ اور اس قصبے کا نام بھی عمران کو کلثوم نے ہی
بتایا تھا ——— شاید یہاں پرانے زمانے میں فوج کا کوئی

ڈپو ہو گا۔ جس کی وجہ سے اس قصبے کا نام پڑ گیا تھا۔

"کیا تمہارے ڈیڈی کا دست راست اس قدر غریب آدمی تھا کہ اس کی بیوہ اس قصبے میں رہنے پر مجبور ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ اس نے محبت کی شادی کی تھی۔ اور اب یہ اس کی قسمت کہ جس لڑکی سے اسے محبت ہوئی وہ اس قصبے کی رہنے والی تھی۔ اس کا نام مریم ہے اور اپنے شوہر کی وفات کے بعد ظاہر ہے اسے یہیں واپس آنا تھا" ۔۔۔ کلثوم نے جواب دیا۔ اور عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

کار مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک نیم پختہ سے مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔

"آؤ۔ یہاں رہتی ہے۔ وہ بیوہ۔ آؤ۔ اب نیچے اترو" کلثوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور عمران مسکراتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اُسی لمحے مکان کا دروازہ کھلا اور ایک دبلی پتلی سی نوجوان عورت جس نے سیاہ رنگ کا ڈھیلا ڈھالا سا لباس پہنا ہوا تھا باہر نکل آئی ۔۔۔ کار سے اترتی ہوئی کلثوم کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے آثار ابھر آئے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ لڑکی خاصی قبول صورت تھی۔ اور باوجود اسی کے چہرے پر گہری اداسی کے تاثرات

نمایاں تھے۔ لیکن پھر بھی اس کی خوب صورتی نمایاں تھی۔ بہرحال وہ مریم کی طرح تو خوب صورت نہ تھی۔ البتہ قبول صورت ضرور تھی۔

"کلثوم ۔۔۔ اوہ تم یہاں۔ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں" اس عورت نے جو یقیناً ڈاکٹر عمر ابدال کے اسسٹنٹ کی بیوہ تھی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں ایک خاص کام سے آئی ہوں مریم۔ ان سے ملو۔ یہ پاکیشیا سے آئے ہیں۔ ان کا نام علی عمران ہے۔ اور علی عمران یہ مریم ہے" ۔۔۔ کلثوم نے بڑے سپاٹ لہجے میں ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو یہ ہیں مریم صاحبہ۔ جن کی تعریف میں تم زمین آسمان کے قلابے ملا رہی تھیں۔ بھئی تمہاری تمام تعریفیں درست تھیں۔ یہ تو واقعی بہت اچھی خاتون ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم اس طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو کہ میں نے کب اس کی تعریفیں کی ہیں۔

"جی بہت بہت شکریہ۔ کلثوم واقعی بہت اچھی ہیں۔ انتہائی ہمدرد اور انتہائی رحم دل۔ آئیے۔ اندر تشریف لے آئیے" مریم نے مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹ کر کہا۔

اور کلثوم ہونٹ بھینچے خاموشی سے اندر چل پڑی۔ عمران بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ دروازے

کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جن میں معمولی سا
فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ اور اس فرنیچر کی مدد سے اُسے ڈرائنگ
روم ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔

"آپ نے خواہ مخواہ یہاں تکلیف کی مجھے بلا لینا تھا۔ گو
میری عدت ابھی ختم نہیں ہوئی لیکن آپ کے بلانے پر میں
ضرور آجاتی"۔۔۔ مریم نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور عدت کا لفظ سن کر کلثوم بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا عدت میں تم گھر سے باہر نہیں نکل
سکتیں"۔۔۔ کلثوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ عدت تک بیوہ کو گھر میں رہنا
پڑتا ہے۔ اور ابھی عدت ختم ہونے میں تقریباً دو ماہ باقی ہیں"
مریم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم ابھی شادی بھی نہیں کر سکتیں۔ میں
تو تمہارے لئے ایک شاندار دولہا تلاش کر کے لے آئی
ہوں ۔۔۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے
ہیں۔ ان کے والد سر رحمان پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کے
ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ بہت بڑے جاگیردار
بھی ہیں ۔۔۔ اور یہ ان کے اکلوتے لڑکے ہیں"۔۔۔ کلثوم
عمران کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے بولتی چلی گئی۔

"مس کلثوم ۔۔۔ میں تو سمجھی تھی کہ آپ مجھ سے ہمدردی

کرنے آئی ہیں۔ لیکن شاید آپ میرے زخموں پہ نمک چھڑکنے
آئی ہیں۔ ایک تو میں بیوہ ہوں۔ اور ابھی میری عدت ختم نہیں
ہوئی ۔۔۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ جانتی ہیں کہ
میں ابوالفتح سے کس قدر محبت کرتی تھی۔ اس نے میری
خاطر اپنے والدین چھوڑ دیئے سب مال دولت چھوڑ دیا۔
لیکن اس کی زندگی نے وفا نہیں کی اور اب آپ کہہ رہی
ہیں کہ میں دوسری شادی کر لوں ۔۔۔ آپ نے مجھے کیا
سمجھ رکھا ہے۔ کیا میں اس قدر گھٹیا ہوں"۔۔۔ مریم
کا لہجہ آہستہ آہستہ تیز ہوتا گیا۔

"مس مریم ۔۔۔ یہ ویسے ہی مذاق کر رہی ہیں۔ کہہ
رہی تھیں کہ مریم چونکہ بہت اداس رہتی ہیں اس لئے
میں ان سے مذاق کروں گی۔ مجھے جب انہوں نے بتایا کہ
آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے ۔۔۔ تو میں نے
انہیں مجبور کیا کہ وہ مجھے آپ کے پاس لے چلیں"
عمران نے فوراً ہی بات سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے
کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ اور مس کلثوم میں شرمندہ
ہوں کہ آپ کے مذاق کو نہ سمجھ سکی۔ آپ تشریف رکھیں
میں آپ کے لئے کچھ لے آتی ہوں"۔۔۔ مریم نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ کلثوم ہونٹ
بھینچے خاموش بیٹھی رہی۔ اُسے شاید اب اندازہ ہو رہا

تھا کہ اس نے واقعی کس قدر گھٹیا بات کی ہے۔

"آپ رہنے دیں۔ میں ایک اور سلسلے میں بھی آیا تھا۔ ڈاکٹر عمر ابدال صاحب کے پاس میں ایک ضروری کام آیا تھا ــــ انہوں نے بتایا ہے کہ ابوالفتح مرحوم نے ان سے ایک بار ذکر کیا تھا کہ ان کے پاس ایک ایسی ڈائری ہے جس میں انہوں نے مصر کے قدیم مقبروں کے سلسلے میں نوٹس لکھ رکھے ہیں ــــ اگر وہ ڈائری مجھے صرف دیکھنے کے لئے مل جاتی تو میرا کام ہو جاتا" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ان کا سامان تو موجود ہے یہاں۔ لیکن میں نے آج تک ان کے سامان کو ہاتھ لگا کر بھی نہیں دیکھا۔ میں کچھ زیادہ پڑھی ہوئی نہیں ہوں" ــــ مریم نے جواب دیا۔

"اگر آپ مہربانی کریں تو مجھے وہ سامان دکھا دیں۔ ہو سکتا ہے میرا کام ہو جائے" ــــ عمران نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ اگر آپ کا کام ہو جاتے تو مجھے خوشی ہوگی۔ میرے لئے وہ صرف ابوالفتح کی یادگار ہی ہے۔ اور تو میرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ میں لے آتی ہوں سامان" مریم نے کہا۔ اور جلدی سے اٹھ کر اندرونی دروازے میں غائب ہو گئی۔

"تو تم یہاں ڈائری دیکھنے آئے تھے۔ مجھے کہہ رہے تھے کہ میں نے بیوہ سے شادی کرنی ہے۔ کیوں" مریم کے جاتے ہی کلثوم نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اب یہ پھنکارنا ونکارنا بند کرو اور سیدھی طرح ایک مولوی اور دو گواہ بلا لو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر مریم شادی نہ کرے گی تو میں کروں گی" ــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میری جوتی کرتی ہے تم سے شادی ــــ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ عدت وغیرہ کا جھگڑا ہوتا ہے۔ مجھے تو یہی پتہ تھا کہ اس نے ابوالفتح کو زبردستی اپنے دام میں پھنسا لیا تھا ــــ اس لئے وہ اب خوش ہوگی۔ کہ ایک اور پھنسنے کے لئے آ گیا ہے" ــــ کلثوم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا مریم واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا اٹیچی کیس پکڑا ہوا تھا۔

"اس میں ان کا سارا سامان ہے" ــــ مریم نے اٹیچی کیس عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے اٹیچی کیس کھولا۔ اندر واقعی مختلف موضوعات پر کتابیں۔ ڈائریاں۔ سرکاری کاغذات اور اسی قسم کی مختلف چیزیں بھری ہوئی تھیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران کو سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی ڈائری ہاتھ لگ گئی۔ اس نے وہیں اٹیچی کیس کے اندر ہی اسے کھول کر دیکھا اور پھر اُسے ایک طرف کھسکا کر دوسری چیزیں دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ مسز ابوالفتح۔ پیاس لگی ہے۔ کیا پانی مل سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"جی ہاں جی ہاں ——— میں ابھی لاتی ہوں" ——— مریم نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے واپس اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے یہ کھٹکا کیسا ہے۔ اوہ۔ کار کا شیشہ ٹوٹا ہے شاید" ——— عمران نے اچانک چونک کر دروازے کی طرف گردن موڑتے ہوئے کہا۔

"شیشہ ٹوٹا ہے کار کا۔ اوہ یہ شرارتی بچے۔

کلثوم بے چین ہو کر اٹھی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ عمران نے اس کے مڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے وہ سرخ رنگ کی ڈائری نکال کر کوٹ کی جیب میں منتقل کر لی ——— اور پھر بڑے اطمینان سے ایک کاغذ نکال کر اس طرح پڑھنے لگا جیسے وہ یہاں یہی کاغذ پڑھنے آیا ہو۔

"کیا تمہارے کان بجنے لگے ہیں۔ ——— باہر تو کچھ بھی نہیں ہوا" ——— کلثوم نے واپس آتے ہوئے پھاڑ

کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ پھر شہنائی بجنے کی آواز ہو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور کلثوم نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے۔ کہ مریم اندر داخل ہوئی اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ——— مریم کے ہاتھوں میں کسی مشروب کے دو گلاس تھے۔

"شکریہ" ——— عمران نے کہا۔ اور مریم کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔ کلثوم نے بھی گلاس تو لے لیا۔ لیکن اب اس کے ایکشن بتا رہے تھے کہ وہ خاصی بور ہو چکی ہے۔ بس جذباتی جھونک میں وہ عمران کو لے کر یہاں آ تو گئی تھی ——— لیکن اب واقعی وہ سخت بور ہو رہی تھی۔ عمران نے کاغذ پڑھنے کے ساتھ ساتھ گلاس بھی خالی کیا۔ اور پھر خالی گلاس بھی میز پر رکھا اور کاغذ بھی تہہ کر کے واپس اٹیچی کیس میں رکھ دیا اور اٹیچی کیس بند کر دیا۔

"شکریہ ——— اس میں میرے کام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ کو تکلیف دی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ——— ایسی تو کوئی بات نہیں ہے" ——— مریم نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"مریم ——— جیسا کہ مس کلثوم نے بتایا ہے کہ میرا

تعلق پاکیشیا سے ہے ۔ اور ہمارے پاکیشیا کی چند روایات ہیں ۔ میری ایک چھوٹی بہن ہے ثریا ۔ اور آپ بھی تقریباً اس کی ہم عمر ہیں اس لئے آپ بھی میری چھوٹی بہن ہیں ، اور ہماری روایت ہے کہ جب بھی بھائی بہن سے ملنے جاتا ہے تو اُسے کچھ دے کر آتا ہے ——— اس لئے پلیز آپ انکار نہ کریں اور ایک بھائی کی طرف سے حقیر سا تحفہ سمجھ کر قبول کر لیں ۔ میں یہاں پردیس میں ہوں ۔ ورنہ شاید میں اور بھی آپ کے لئے بہت کچھ کرتا فی الحال آپ یہ قبول کریں " ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ، اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک سو مصری پاؤنڈز مالیت کے نوٹوں کی بڑی سی گڈی نکال کر اس نے بڑے احترام بھرے انداز میں مریم کی طرف بڑھا دی ، ایک سو مصری پاؤنڈز کے نوٹوں کی اتنی بڑی گڈی دیکھ کر مریم کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں ۔ اس نے شاید پوری زندگی میں اتنی مالیت کے نوٹ ہی نہ دیکھے ہوں گے ——— کلثوم کا بھی حال بالکل مریم جیسا تھا ۔

" یہ ——— یہ تو بہت زیادہ ہیں یہ تو .... "

مریم نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا ۔

" یہ زیادہ نہیں ہیں ۔ بھائی کا فرض اس سے بھی زیادہ ہے ۔ اگر آپ انہیں قبول نہ کریں گی تو مجھے بے حد شرمندگی ہوگی کہ میں اپنی بہن کے لئے اتنا بھی نہ کر سکا ۔

[آ]پ کے ہیں " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
[...]ر گڈی وہیں میز پر رکھ کر وہ واپس دروازے کی طرف
[...]گیا ۔ کلثوم بھی ہونٹ چباتی واپس مڑی ۔ اور چند لمحوں
[...]دان کی کار دوبارہ ان گلیوں میں سے گزر رہی تھی ۔ مریم
[...]ی حالت شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عجیب ہو گئی تھی ۔
[...] وہ انہیں چھوڑنے دروازے تک بھی نہ آ سکی تھی ۔
" کیا ضرورت تھی اتنے نوٹ دینے کی " ——— سڑک
[...]پہنچتے ہی کلثوم پھٹ پڑی ۔
[...]کیوں نہ دیتا ۔ اب میری بیوی تھوڑی بیٹھی ہے کہ وہ
[...]ری جیبیں خالی کرتی رہے " ——— عمران نے منہ بناتے
[...]ئے جواب دیا ۔
" تم احمق ہو ۔ قطعی احمق ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم
[...]کل احمق ہو " ——— کلثوم نے منہ ہی میں بڑبڑاتے ہوئے
[...]کہا ۔

" شکریہ شکریہ ——— اب تو تم راضی ہو ہی جاؤ گی "
[...]ران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
" بکواس مت کرو ۔ اوہ وہ ڈائری کہاں ہے ۔ سرخ
[...]ئری " ——— اچانک کلثوم نے چونکتے ہوئے کہا ۔
" سرخ ڈائری ۔ کون سی ڈائری " ——— عمران نے
[...]نک کر پوچھا ۔
" مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو ۔ تم نے مریم کو

پانی لانے کے لئے بھیجا اور مجھے شیشہ ٹوٹنے کی بات کہہ
باہر بھیج دیا۔ اور جب تم نے وہ اپٹچی کیس بند کیا تھا تو
نے دانستہ طور پر دیکھا تھا اس میں وہ سرخ رنگ کی
ڈائری موجود نہ تھی ــــــ اس کا مطلب ہے تم نے
سارا چکر اس ڈائری کو اڑانے کے لئے کھیلا تھا۔ اور
شاید اسی ڈائری کے معاوضے میں تم نے اتنی بھاری
رقم اس مریم کو دے دی ہے ــــــ کہاں ہے
ڈائری۔ نکالو" ــــــ کلثوم نے کہا۔ اور عمران نے ایک
طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کلثوم ذہنی طور پر اتنی
نہیں ہے جتنی نظر آتی ہے وہ خاصی تیز اور منطقی ذہن
ہے۔

"وہ ڈائری دراصل اس کی جلد مجھے بہت اچھی لگی
میں نے سوچا چلو ابوالفتح کی نشانی کے طور پر رکھ لوں۔
اس میں کچھ ہے نہیں۔ بس ایسے ہی حساب کتاب لکھا
ہوا ہے" ــــــ عمران نے مسکرا کر اسے ٹالتے ہوئے
کہا۔ اور کلثوم سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔
تھوڑی دیر بعد کار واپس ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ
پر پہنچ گئی۔ اور عمران کار سے اتر کر گیسٹ روم کی
طرف بڑھ گیا جب کہ کلثوم اصل عمارت کی طرف چلی گئی۔
عمران بھی شاید یہی چاہتا تھا کہ اب کلثوم سے پیچھا چھڑائے
چنانچہ وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے

دروازہ اندر سے بند کیا۔ اور پھر میز پر بیٹھ کر اس نے
ٹیبل لیمپ جلایا اور جیب سے ڈائری نکال کر اس نے
اطمینان سے اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ ڈائری
میں واقعی ذاتی حساب کتاب بھی درج تھا اور سروس کے
بارے میں بھی حالات درج تھے ــــــ مریم سے شادی
کا بھی ذکر تھا۔ لیکن عمران نے وہیں مریم کے گھر میں ہی
ڈائری کو کھولتے وقت ایک صفحہ دیکھا تھا۔ جس کی وجہ
سے اس نے یہ ڈائری اڑائی تھی ــــــ اور پھر مختلف
ورق کھول کھول کر اس نے آخرکار وہ صفحات تلاش کر
لئے۔ اس میں ابوالفتح نے ڈان گروپ کا ذکر کیا تھا۔ اس
نے لکھا تھا کہ ڈان ایک غیر ملکی آدمی ہے ــــــ اس
نے مجھ سے اس کتبے کے حصول کے لئے رابطہ قائم
کیا تھا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اور میں ہوشیار ہو گیا۔
کیونکہ ڈان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ بہت بڑا آدمی ہے۔
اور اس کا پورا گروپ ہے ــــــ اگر میں اس سے تعاون
کروں تو وہ مجھے مالامال کر دے گا۔ ورنہ میں اس
کے انتقام کا نشانہ بنوں گا۔ لیکن یہ کتبہ انتہائی قیمتی ہے۔
اور پھر یہ میری تحویل میں ہے۔ میں اسے کیسے ڈان کے
حوالے کر سکتا ہوں ــــــ لیکن میں ڈاکٹر عمر ابدال سے
ضرور کہوں گا کہ وہ اس کتبے کو فوراً حکومت کی تحویل میں
دے دیں کیونکہ ڈان گروپ کو اس کی اطلاع مل چکی

ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی غلط حرکت کر دیں۔ اور پھر دو
صفحات کے بعد ابوالفتح نے لکھا تھا کہ میں نے ڈاکٹر عم
ابدال سے ان کی رہائش گاہ پر جا کر بات کی ہے۔
اشارے کنائے سے انہیں ڈان گروپ کے متعلق
ہے —— لیکن انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ مجھے معلو
ہے کہ ڈان گروپ کا اڈہ ہوٹل آفندی میں ہے
ہوٹل آفندی جا کر اس سے بات کروں گا کہ وہ ا
کتبے کو بھول جائے"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ڈائری ختم ہو گئی۔ اد
کے بعد ڈائری کے باقی ورق بالکل کورے تھے
کا مطلب تھا کہ ابوالفتح نے واقعی حماقت کی اور
آفندی جا کر اس نے ڈان سے بات کی ہو گی
کے نتیجے میں اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑ
عمران نے ایک طویل سانس لے کر ڈائری
اور اسے میز پر رکھ کر اس نے ٹیبل لیمپ بند کیا
پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈان گروپ ک
اس کی معلومات میں شامل نہ تھا —— لیکن اس
سے اسے ہوٹل آفندی کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لئے
پوری طرح مطمئن تھا کہ کل وہ ہوٹل آفندی کا چکر
گا —— اسے یقین تھا کہ یہ کتبہ لازماً ڈان گروپ
چرایا ہے۔ وہ سوپر فیاض کے ساتھ یہاں اکیلا آ

اس کا پروگرام تھا کہ یہاں صورت حال دیکھنے کے بعد ہی وہ آگے بڑھے گا اور اگر ضرورت پڑی تو سیکرٹ سروس کو بلائے گا ورنہ نہیں —— سر رحمان کا دیا ہوا چیک نہ صرف اس نے کیش کرا لیا تھا بلکہ یہاں آنے سے پہلے اس نے اسے یہاں کی کرنسی مصری پونڈز سے بھی تبدیل کرا لیا تھا اور نوٹوں کی گڈی مریم کو اس نے صرف اس لئے دی تھی کہ اسے واقعی مریم کی حالت زار دیکھ کر بے حد دکھ ہوا تھا —— اس بے چاری کی حالت واقعی بے حد خستہ تھی۔ یہی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو گیا۔

ڈان بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتا۔ اور پھر اضطرابی حالت میں ٹہلنا شروع کر دیتا ـــــ تھوڑی دیر بعد اُسے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ تو وہ چونک کر مڑا اور پھر تیزی سے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یس ـــ کم ان" ـــــ اس نے بڑے بارعب سے لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور سب سے پہلے نتاشا اندر داخل ہوئی اس کے پیچھے آرگن تھا۔ آرگن نے ہاتھ میں ایک کینوس کا تھیلا اٹھایا ہوا تھا۔ اس

کے پیچھے آرجم تھا۔

"لے آئے کتبہ" ـــــ ڈان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــ لے تو آئے ہیں لیکن آرگن صاحب کا اصرار ہے کہ یہ ان کی تحویل میں ہی رہے گا" ـــــ نتاشا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ان کا اصرار درست ہے۔ انہوں نے واقعی اس کے حصول کے لئے بہت کام کیا ہے۔ بیٹھو" ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور نتاشا تو منہ بناتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جب کہ آرگن کا چہرہ ڈان کی بات سن کر مسرت سے کھل اٹھا۔ وہ تھیلا میز کی سائیڈ میں فرش پر رکھ کر ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ آرجم بیٹھنے کی بجائے ایک قدم پیچھے خاموش کھڑا ہو گیا۔

"شکریہ۔ ڈان واقعی تم اصول پسند آدمی ہو۔ میرے دل میں کوئی بدنیتی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کتبہ اپنی تحویل میں رکھتے ہوئے مجھے مسرت ہوتی ہے ـــــ اگر سر کمال عبداللہ والی بات درمیان میں نہ آجاتی تو شاید میں اسے کبھی لاکر سے باہر ہی نہ نکالتا"۔ آرگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات بالکل درست ہے آرگن۔ تم فکر نہ کرو۔

تمہاری زندگی تک یہ تمہاری تحویل میں رہے گا۔ مرنے کے بعد کا وعدہ نہیں کر سکتا" ــــ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ موت زندگی کا کیا تعلق نکل آیا" ــــ آرگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ذرا پیچھے مڑ کر دیکھو" ــــ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور آرگن نے بے اختیار تیزی سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے آرجر خاموش کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ادھر جیسے ہی آرگن نے پیچھے مڑ کر دیکھا ــــ نتاشا نے تھیلا جھپٹا اور اچھل کر تیزی سے میز کی دوسری طرف گھوم کر ڈان کے قریب آ گئی۔

"اب ادھر دیکھو" ــــ ڈان نے کہا۔ اور آرگن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اب ڈان کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ایک خوفناک ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"کیا ــــ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے" ــــ آرگن نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"آرجر ــــ اس کی جیب میں کچھ نہیں" ــــ ڈان نے پیچھے کھڑے آرجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے چیک کر لیا تھا" ــــ آرجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ آرگن" ــــ ڈان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور آرگن ہونٹ چباتا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم سے بڑا احمق شاید ہی میری نظروں سے کوئی گزرا ہو۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ ہم اتنے بڑے خزانے میں تمہیں شریک بھی بنائیں گے اور تمہیں ساتھ ساتھ بھی لٹکائے پھریں گے ــــ ہمارا مقصد نہ صرف کتبہ اڑانا تھا۔ بلکہ اس کی جگہ جعلی کتبہ بھی رکھنا تھا۔ آرجر گو محکمہ آثار قدیمہ کا ایک بڑا افسر ہے۔ لیکن وہ ان دونوں میں سے کوئی کام نہ کر سکتا تھا ــــ اس لئے مجبوراً ہمیں تمہاری خدمات حاصل کرنی پڑیں۔ جان آرنلٹ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر عمر ابدال تمہاری بے پناہ عزت کرتے تھے ــــ اور دوسرا جان آرنلٹ کی وجہ سے تم ایسے لوگوں سے بھی واقف تھے جو جعلی کتبے تیار کرتے ہیں۔ اس لئے تمہیں ہم نے استعمال کیا۔ اور تم نے نہ صرف یہ کتبہ اڑا لیا بلکہ اس کی جگہ جعلی بھی رکھ دیا ــــ اس کے بعد اس کتبے کو پڑھنے کا مسئلہ تھا وہ بھی تم نے حل کر دیا۔ اور جان آرنلٹ سے اسے پڑھوا کر اس کے بارے میں نقشہ بھی بنوایا۔ اس لئے تمہاری ضرورت ختم ہو گئی تھی ــــ لیکن تم نے واقعی ہوشیاری سے کام لیا کہ اصل کتبہ چھپا لیا۔ چنانچہ

میں نے تمہیں اعتماد میں لینے کے لئے یہ سارا ڈرامہ سٹیج کیا۔ ہم صحرا میں گئے۔ وہاں نتاشا نے اعتراض کیا —— اور پھر سر کمال عبداللہ والی بات کو سامنے لایا گیا۔ اس طرح تم چکر میں آ گئے اور تم نے کتبہ لاکر سے نکال لیا۔ حالانکہ نتاشا تو الف ب بھی نہیں جانتی۔ یہ تو صرف میری عورت ہے۔ اور بس —— لیکن دیکھ لو۔ یہ کتبہ اب ہماری تحویل میں ہے۔ نقشہ پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ اور میرا وعدہ ہے کہ جب تک تم زندہ رہو گے کتبہ تمہاری تحویل میں رہے گا —— لیکن مرنے کے بعد کا وعدہ نہ تھا۔ اس لئے اب تمہاری موت ضروری ہو گئی ہے" —— ڈان نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم —— تم اس نقشے اور کتبے سے کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ یہ نقشہ جعلی ہے۔ اصل نقشہ میرے پاس ہے۔ مجھے پہلے ہی تمہاری نیت پر شک تھا"۔ آرگن نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"مجھے معلوم ہے تم بہت ہوشیار ہونے کی کوشش کرتے رہے ہو۔ لیکن تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں۔ کہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے سامان سے اصل نقشہ بھی ہم پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں —— بس اس کتبے کی دیر تھی وہ بھی آ گیا" —— ڈان نے کہا اور

ساتھ ہی اس نے بڑے مطمئن انداز میں ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی سامنے بیٹھے آرگن کے سینے پر پڑی —— اور وہ چیخ مار کر کرسی سمیت نیچے فرش پر گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ ڈان نے آرگن کے ٹھنڈے پڑتے ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا —— چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"یہ لاش اٹھاؤ اور کسی گٹر میں ڈال دو" —— ڈان نے سخت لہجے میں کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر فرش پر پڑی آرگن کی لاش اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم نے چیک کر لیا ہے۔ یہ ہے اصلی" —— ڈان نے دروازہ بند ہوتے ہی نتاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے ہاتھ ہی نہ لگانے دیا تھا۔ اب دیکھ لیتے ہیں" —— نتاشا نے کہا۔ اور پھر اس نے تھیلا اٹھا کر اس کا منہ کھولا۔ اندر ردی کاغذوں کی کترنیں بھری ہوئی تھیں اور پھر ان کے درمیان سے اس نے پختہ مٹی کا بنا ہوا ایک مستطیل سا کتبہ نکالا

"ٹھیک ہے۔ اصلی ہی لگتا ہے۔ اسے سیف میں جا کر محفوظ کر دو۔ میں نے اب آرجم سے ضروری بات کرنی

ہے" ـــــ ڈان نے کہا۔

اور نتاشا سر ہلاتی ہوئی کتبہ اور تھیلا اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ آرجر اس دوران اطمینان سے کرسی پر بیٹھ چکا تھا ۔

"ہاں آرجر۔ اب تم رپورٹ دو۔ حکومت کو یا ڈاکٹر عمر ابدال کو تو اس کتبے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا" ـــــ ڈان نے کہا ۔

"نہیں باس ـــــ وہاں سب خاموشی ہے ۔ میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر عمر ابدال شاید اس سلسلہ میں کچھ شور مچائے ۔ کیونکہ اُسے اس تبدیلی کا علم ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ بھی خاموش ہے ـــــ اس کا مطلب یہی ہے کہ اُسے بھی علم نہیں ہے" ـــــ آرجر نے جواب دیا ۔

"گڈ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ اب ہم مکمل طور پر محفوظ ہیں ۔ وہ ابوالفتح بہت ہوشیار تھا ۔ اس لئے اُسے ہٹانا پڑا ۔ اب اس مقبرے کی کھدائی کا مسئلہ باقی رہ گیا ہے ـــــ اس سلسلہ میں تمہارے پاس کوئی پلاننگ نہیں ہے ۔ کیونکہ مصری خفیہ سروس کے ہیلی کاپٹرز اور جہاز وغیرہ صحرا پر چیکنگ کے لئے اڑتے رہتے ہیں ۔ اور ہو سکتا ہے کہ کھدائی کے دوران ان میں سے کوئی ادھر بھی آ نکلے" ـــــ ڈان نے کہا ۔

"باس آپ اس بات کی قطعی فکر نہ کریں ۔ وہ ادھر سے

گزرنا تو ایک طرف قریب بھی آجائیں تب بھی انہیں معلوم نہ ہو سکے گا ۔ دراصل جس جگہ یہ مقبرہ مدفون ہے ۔ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پہلے سے دریافت شدہ مقبرہ موجود ہے ـــــ میں نے حکومت کو یہ پلاننگ دی ہے ۔ کہ اس مقبرے کے نیچے یقیناً ایک اور تہہ خانہ موجود ہے ۔ جس میں انتہائی قیمتی تاریخی آثار موجود ہیں ۔ میں نے بڑی مہارت سے اس رپورٹ کو حکومت سے منظور بھی کرا لیا ہے ـــــ اور پھر اس کی تمام تر کھدائی کا انچارج بھی مجھے بنایا گیا ہے ۔ چنانچہ میں نے یہ پلاننگ کی ہے کہ ہم اپنی مرضی کی لیبر بلکہ اپنے خاص آدمی اس کھدائی پر تعینات کریں گے ـــــ اور اس مقبرے کے نیچے تہہ خانے کی تلاش کے چکر میں ہم اصل مقبرے تک ایک سرنگ لگائیں گے ۔ بظاہر ہمارا پراجیکٹ یہی مقبرہ ہو گا ۔ لیکن اس سرنگ کے ذریعے ہم اصل مقبرے میں پہنچ کر وہاں سے اندر ہی اندر تمام نوادرات دولت ۔ اور تمام چیزیں اس سرنگ کے ذریعے پہلے اس چھوٹے مقبرے میں لائی جائیں گی ـــــ اور پھر وہاں سے ہم انہیں اپنے سٹور میں سمگل کر لیں گے ۔ اس طرح کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ یہ قدیم مقبرہ دریافت بھی کر لیا گیا ہے اور اسے خالی بھی کر دیا گیا ہے" ـــــ آرجر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

"ویری گڈ پلاننگ آرجر ویری گڈ ـــــ تم نے واقعی انتہائی دانشمندانہ پلاننگ کی ہے۔ تم ان کے ٹھکانے لگانے کی فکر نہ کرنا۔ جیسے ہی سپلائی شروع ہو گی میں انہیں ساتھ ساتھ ٹھکانے لگاتا جاؤں گا ـــــ بس تم انہیں حاصل کرنے کی کرو" ـــــ ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ ہماری پلاننگ کس قدر شاندار رہی ہے۔ آج تک کسی کو شک ہی نہیں ہو سکا" ـــــ آرجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔ اور شاید ہماری زندگی کا سب سے بڑا پراجیکٹ۔ ورنہ اب تک تو ہم نے اس کے مقابلے میں بہت چھوٹے چھوٹے ہاتھ مارے ہیں" ـــــ ڈان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا" آرجر نے کہا۔

"او۔ کے ـــــ تم جا کر تمام انتظامات کرو۔ رقم کی فکر نہ کرنا۔ اس پراجیکٹ پر میں اپنی تمام دولت خرچ کر دوں گا۔ بس کام ہو جانا چاہیئے" ـــــ ڈان نے کہا۔ اور آرجر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر سلام کر کے

واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

آرجر کے جاتے ہی ڈان اٹھا اور مخالف سمت میں موجود ایک چھوٹے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی کرخت آواز میں بج اٹھی۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ڈان سپیکنگ" ـــــ ڈان کے لہجے میں تحکم نمایاں تھا۔

"باس۔ ڈپو سے ایک حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ عبدالفتاح نے اطلاع دی ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ڈپو سے عبدالفتاح نے اطلاع دی ہے۔ کیا اطلاع ہے" ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈپو سے عبدالفتاح نے اطلاع دی ہے کہ ڈاکٹر عمر ابدال کے اسسٹنٹ ابوالفتح کی بیوہ مریم کے گھر اچانک ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی کلثوم کار میں آئی اس کے ساتھ ایک ایشیائی نوجوان تھا اس نوجوان کا نام علی عمران بتایا گیا ہے۔ اور کلثوم نے اس کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ اس کا تعلق پاکیشیا کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس علی عمران نے ابوالفتح کا سامان چیک کیا ـــــ اور پھر جاتے ہوئے وہ بیوہ مریم کو سو پاؤنڈز کی مالیت کے نوٹوں کی ایک بہت بڑی گڈی دے گیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے بتایا گیا ہے۔

"اوہ ـــــ عبدالفتاح کو اس کا کیسے علم ہوا" ـــــ ڈان

نے چونک کر پوچھا۔

"باس ——— نوٹوں کی وجہ سے پوری آبادی میں یہ بات تیزی سے پھیل گئی۔ اس طرح عبدالفتاح کو بھی علم ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے مریم کو اپنے اڈے پر بلوایا اور اس سے پوچھ گچھ کی تو یہ ساری بات سامنے آئی ——— چنانچہ اس نے مریم کو تو واپس بھیج دیا۔ تاکہ آبادی میں لوگوں کو کسی قسم کا شک نہ پڑے۔ اور مجھے اطلاع دی۔ تاکہ میں آپ سے مزید ہدایات حاصل کر سکوں" دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اس قدر دور کے ملک کی سیکرٹ سروس کا یہاں کیا کام ہو سکتا ہے۔ بہرحال مجھے دیکھنا پڑے گا ——— تم عبدالفتاح کو کہہ دو کہ وہ مریم کو بالکل نہ چھیڑے۔ ہو سکتا ہے کہ مریم کے ذریعے کوئی جال پھیلایا گیا ہو۔ اور اس طرح وہ لوگ ہم تک پہنچ جائیں ——— پہلے میں اس بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لوں۔ یہ آدمی یقیناً ڈاکٹر عمر ابدال کے پاس ٹھہرا ہوا ہو گا" ——— ڈان نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ——— اگر آپ حکم دیں تو معلوم کیا جا سکتا ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر عمر ابدال کے کسی ملازم کو گانٹھ لو۔ اور اس بارے میں فوری تفصیلات معلوم کر کے

مجھے رپورٹ دو" ——— ڈان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی پیشانی پہ پریشانی کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔

عمران گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک ایک ہلکے سے کھٹکے سے اس کا ذہن فوراً ہی بیدار ہو گیا۔ اس نے اپنے ذہن کی مخصوص ورزشوں سے ایسی تربیت کی ہوئی تھی کہ چاہے وہ کس قدر ہی گہری نیند کیوں نہ سویا ہوا ہوتا۔ خلاف معمول بات ہوتے ہی ذہن بالکل اسی طرح خود بخود بیدار ہو جاتا تھا جیسے کسی نے اس کی بیداری کا کوئی خفیہ بٹن دبا دیا ہو ——— عمران نے ذہن بیدار ہوتے ہی کمرے میں کسی کے آہستہ آہستہ چلنے کی آواز سنی۔ اور اس نے اپنی آنکھیں آہستہ سے تھوڑی سی کھول دیں۔ اس کے

اعصاب تن گئے۔ لیکن آنکھیں نیم باز ہوتے ہی جو منظر اس نے
دیکھا۔ اس سے اس کا جسم خود بخود ڈھیلا پڑ گیا۔ اس نے
کلثوم کو انتہائی محتاط انداز میں دروازہ کھول کر میز کی طرف
بڑھتے ہوتے دیکھا ــــ کلثوم کسی بلی کی طرح دبے پاؤں
چل رہی تھی۔ لیکن اُسے شاید یہ معلوم نہ تھا کہ عمران گہری
نیند سوئے ہونے کے باوجود جاگ رہا ہے۔ کلثوم
بار بار عمران کی طرف دیکھ رہی تھی ــــ لیکن عمران
نے دوبارہ آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اب کانوں کی مدد سے
وہ آسانی سے کلثوم کے چلنے کی آواز سن رہا تھا۔ کلثوم
میز کے قریب آئی ــــ اس نے انتہائی احتیاط سے
میز پر رکھی ہوئی ابوالفتح کی ڈائری اٹھائی اور پھر اُسی طرح
دبے قدموں چلتی ہوئی واپس دروازے کی طرف بڑھ
گئی ــــ عمران چاہتا تو آسانی سے ڈائری اس سے
حاصل کر لیتا لیکن اُسے معلوم تھا کہ کلثوم صرف نسوانی
تجسس کی وجہ سے ڈائری اٹھا کر جا رہی ہے۔ اُسے
اس سے کیا پتہ چلنا ہے ــــ اس لئے اس نے پرواہ
نہ کی۔ اور کلثوم نے دروازے کے پاس پہنچ کر انتہائی
آہستگی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے دوبارہ آنکھیں بند کیں ــــ اور چند لمحوں
بعد وہ دوبارہ گہری نیند سو گیا۔ صبح اٹھ کر وہ جب باتھ
روم سے باہر آیا تو کلثوم اس کے کمرے میں موجود تھی۔

"ارے کمال ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ صبح ہی صبح چاند
نظر آجاتے تو اچھا شگون ہوتا ہے۔ لیکن آج تک سمجھ ہی
نہ آئی تھی کہ صبح اٹھتے ہی چاند کمرے میں کیسے آسکتا
ہے کہ نظر آجاتے ــــ اور اتنی تیز نظریں شاید جنوں کی
تو ہوں انسانوں کی نہیں ہو سکتیں۔ کہ وہ چھت کے پار
آسمان پر چاند دیکھ لیں۔ لیکن آج پتہ چلا کہ کمرے میں
چاند کیسے دیکھا جا سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور کرسی پر بیٹھی ہوئی کلثوم بے اختیار کھلکھلا
کر ہنس پڑی۔

"اچھا طریقہ ہے تعریف کرنے کا۔ مجھے پسند آیا ہے۔
لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں دروازہ بند ہونے کے باوجود میری
یہاں موجودگی پر تعجب نہیں ہوا" ــــ کلثوم نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"تعجب ہوتا تو رات کو ہوتا۔ دن کو کیا تعجب ہونا تھا"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"رات کو ــــ کیا مطلب" ــــ کلثوم نے چونک کر
کہا۔

"رات کو ایک بلی آئی تھی۔ بڑی ہی خوب صورت بلی
تھی۔ اور میں سوچتا رہا کہ اس بلی کو مجھ جیسے کمزور جسم
والے انسان کے پاس سے چھچھڑے کیسے ملیں گے۔
لیکن یہ تو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بلی ہر سرخ رنگ

کی چیز کو چھچھوڑے سمجھتی ہے ۔ چنانچہ وہ میز پر رکھی ہوئی ڈائری کو منہ میں دبا کر واپس چلی گئی "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ——— تو تم جاگ رہے تھے "——— کلثوم نے چونک کر کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر پسینہ سا آ گیا ۔ اور اس نے جلدی سے چہرہ دوسری طرف کر لیا ——— بے باک ہونے کے باوجود وہ بہرحال ایک لڑکی تھی ۔ اس لئے یہ سوچ کر ہی اُسے پسینہ آ گیا تھا ۔ کہ وہ رات کو ایک نوجوان کے بیڈ روم میں داخل ہوئی تھی ——— اب تک شاید اس کا خیال تھا کہ عمران چونکہ گہری نیند سویا ہوا تھا ۔ اس لئے اُسے اس کی آمد کا علم ہی نہ ہوا ہو گا ۔ لیکن اب یہ سوچ کر کہ عمران اس وقت جاگ رہا تھا ——— اس کا چہرہ شرم سے عرق آلود ہو گیا تھا ۔

" میں یہ ڈائری واپس کرنے آئی ہوں اور یہ بھی کہ ڈیڈی ناشتے کی میز پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں "——— کلثوم نے جلدی سے کہا اور پھر اٹھ کر اس قدر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی جیسے اب اس سے ایک لمحہ بھی کمرے میں موجود نہ رہا جا سکتا ہو ——— اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا ۔ واپس جاتے ہوئے کلثوم نے جن نظروں سے عمران کو دیکھا تھا ۔ اُسی بنا پر عمران کو بے اختیار

سر پر ہاتھ پھیرنا پڑ گیا تھا ۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور سوپر فیاض اندر داخل ہوا ۔

" میں یہ حرکت برداشت نہیں کر سکتا ۔ تم اس قدر نیچے بھی جا سکتے ہو ۔ مجھے اس کا تصور بھی نہ تھا "

فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ارے ارے ۔ کیا ہوا ۔ کیا ساری رات کھٹمل کاٹتے رہے ہیں "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تمہیں شرم آنی چاہیئے ۔ سر رحمان کو اگر معلوم ہو جائے کہ ایک کنواری لڑکی ساری رات تمہارے کمرے میں رہی ہے تو یقیناً وہ تمہیں گولی مار دیں گے "

فیاض کا غصہ واقعی عروج پر تھا ۔ اور عمران بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ۔ اب اُسے فیاض کے غصے کی سمجھ آئی تھی ——— صبح ہی صبح جس طرح کلثوم اس کے کمرے سے نکل کر گئی تھی اور اس کے چہرے پر جو تاثرات تھے اس سے سوپر فیاض کا غصہ واقعی بجا تھا ۔

" ارے ارے صبح ہی صبح اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا وہ تو اطلاع دینے آئی تھی کہ ڈاکٹر عمر ابدالی ناشتے کی میز پر ہمارا انتظار کر رہے ہیں ——— وہ پہلے تمہارے کمرے میں گئی لیکن تم باتھ روم میں تھے ۔ اس لئے وہ ادھر آ گئی "——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"بکواس مت کرو۔ اطلاع دینے کے لئے ملازم نہیں آ سکتے تھے۔ اس نے خود آنا تھا۔ مجھے معلوم ہے پہلے تم دونوں کار میں بیٹھ کر کہیں چلے گئے تھے۔ پھر بنجانے کس وقت آتے ہو ——— تمہارا مقصد یہی تھا کہ میں سو جاؤں اور تم پھر گلچھرے اڑاؤ۔ اور اب اس لڑکی کے چہرے کے تاثرات نے مجھے ساری کہانی بتا دی ——— اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں واپس جا رہا ہوں" ——— فیاض نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو" ——— اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض اس کا لہجہ سن کر ایک جھٹکے سے مڑنے پر مجبور ہو گیا۔

"تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم اس قسم کی گھٹیا بات میرے اور کلثوم کے متعلق منسوب کرو۔ کیا تم نے ہر ایک کو اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے ——— میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم مذاق کر رہے ہو۔ لیکن تمہارا اصرار بتا رہا ہے کہ تم سنجیدگی سے ایسی بات کہہ رہے ہو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ——— کیا واقعی ایسا نہیں ہے" ——— سوپر فیاض نے بری طرح گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایسی بات سوچتے ہوئے بھی شرم آنی چاہئے"

عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ اس کا چہرہ واقعی انتہائی سخت ہو رہا تھا۔

"اوہ اوہ سوری ——— ویری سوری عمران۔ ویری سوری۔ دراصل بنجانے مجھے کس طرح یہ خیال آ گیا۔ مجھے معلوم ہے تمہارا کردار انتہائی اعلیٰ ہے۔ لیکن بنجانے کیوں" سوپر فیاض نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"آئندہ ایسی گھٹیا باتیں مت سوچا کرو۔ سمجھے" عمران نے کہا اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل آیا۔ سوپر فیاض خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ واقعی شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دو۔ پلیز" ——— سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ——— کہیں حماقت میں جا کر کلثوم سے معافی نہ مانگنا شروع کر دینا۔ ڈاکٹر عمرابدال انتہائی معزز آدمی ہیں۔ اور ان کی بیٹی بے باک ضرور ہے۔ لیکن کردار کے لحاظ سے وہ بہت اعلیٰ مقام رکھتی ہے" ——— عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ کہیں فیاض اپنی حماقت میں ناشتے کی میز پر ہی کلثوم سے معافی نہ مانگنا شروع کر دے ——— وہ چاہتا تو سوپر فیاض کی اس بات پر اس کا مذاق بھی دل بھر کر اڑا سکتا تھا۔ لیکن وہ سوپر فیاض کی نفسیات اچھی طرح جانتا

تھا کہ اس کے ذہن میں یہ بات خواہ مخواہ پکی ہوتی جاتی۔ اس لئے اس نے مجبوراً یہ سخت رویہ اپنایا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا" ـــــ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا سمجھ گئے ہو۔ کچھ مجھے بھی سمجھا دو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ کلثوم اعلیٰ کردار کی مالک ہے" ـــــ سوپر فیاض نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور میں۔ میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم تو ہے۔ لیکن نجانے کیوں یہ بات میرے ذہن میں آ گئی۔ تم نے اچھا کیا میری غلط فہمی دور کر دی۔ ورنہ میں تو واقعی سر رحمان کو فون کر دیتا" سوپر فیاض نے جواب دیا۔

اور عمران دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔ کیونکہ فیاض سے ایسی حماقت کی توقع قطعاً بعید نہ تھی۔ اور اگر سر رحمان کو وہ فون کر دیتا تو واقعی عمران کے لئے ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جاتی۔

چند لمحوں بعد وہ ناشتے کی میز پر پہنچ گئے۔ وہاں کلثوم اور ڈاکٹر عمر ابدال پہلے سے موجود تھے۔ کلثوم اب نارمل نظر آ رہی تھی۔

"آؤ بیٹھے۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ کلثوم نے مجھے بتایا ہے کہ تم اس کے ساتھ ابوالفتح کی بیوہ کے گھر گئے تھے اور تم نے اسے ایک بھاری رقم بھی دی ہے ـــــ مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ تم نے واقعی ایک اعلیٰ خاندان کے فرد ہونے کا ثبوت دیا ہے" ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دراصل سوپر فیاض کو صبح صبح اٹھ کر زائچے بنانے کی عادت ہے۔ اس لئے دیر ہو گئی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زائچے ـــــ کیا مطلب" ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے چونک کر کہا۔ اور کلثوم بھی چونک کر فیاض کو دیکھنے لگی۔

"یہ دراصل اپنے وقت کے مشہور نجومی بھی ہیں۔ اس لئے تو ڈیڈی نے انہیں سپرنٹنڈنٹ بنایا ہوا ہے۔ بس یہ دفتر میں بیٹھے زائچے بناتے رہتے ہیں اور ڈیڈی اس کے زائچوں کی مدد سے مجرموں کو پکڑتے رہتے ہیں" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ واقعی حیرت ہے" ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے اس طرح کہا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

"نہیں جناب۔ اس کی مذاق کرنے کی عادت ہے" فیاض نے شرمندہ سے انداز میں ہنستے ہوئے جواب

دیا۔

" اچھا پھر بتا دو انکل کو۔ جناب اس نے زائچہ بنایا ہے، کہ رات کو ایک پری میرے کمرے میں ......"

عمران نے کلثوم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا اور کلثوم کا چہرہ تیزی سے ایک بار پھر عرق آلود ہونا شروع ہو گیا۔

" میرا مطلب ہے جناب کہ اب جو رات آتے گی۔ ایک پری میرے کمرے میں آئے گی اور وہ مجھے بتائے گی کہ چوری کا مال کہاں موجود ہے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر عمر ابدال بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" اچھا جوک ہے ناشتے کے وقت۔ ایسے جوک واقعی خوشگوار محسوس ہوتے ہیں " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے انکل آپ اسے جوک سمجھ رہے ہیں جب کہ میں نے اس پری کے استقبال کے لئے اپنے کمرے کو سجانا شروع کر دیا ہے ـــــ فی الحال تو میں نے ملازم کو کہا ہے کہ ذرا صحت مند قسم کے چھچھڑے لا کر رکھ دے " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چھچھڑے ـــــ کیا مطلب۔ کیا وہ پری بلی کی نسل سے

ہو گی " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" جناب دراصل سوپر فیاض کے زائچے کا کوئی پتہ ہے ذرا سا ستارہ ادھر ادھر ہوا اور پری بلی میں تبدیل ہو گئی " عمران نے جواب دیا۔

اور اس بار ڈاکٹر عمر ابدال نے اس قدر زور دار قہقہہ لگایا کہ ڈائننگ ہال گونجنے لگا۔ کلثوم خاموش بیٹھی سر جھکائے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی ـــــ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی ساری باتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔

" انکل۔ سنا ہے کہ اچھی بھلی لڑکیاں اچانک گونگی ہو جاتی ہیں۔ چ چ ـــــ چ چ ـــــ کتنی ٹریجڈی ہے " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں گونگی نہیں ہوں۔ صرف تمہارا مذاق اس قدر بھونڈا ہے کہ میں جواب دینا ہی پسند نہیں کرتی " کلثوم نے فوراً چہرے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

" ارے ارے سوپر فیاض۔ تمہارا ایک زائچہ تو غلط ثابت ہو گیا۔ تم نے تو کہا تھا کہ آج چونکہ بے چاری زہرا برج عقرب میں داخل ہو رہی ہے ـــــ اس لئے زہرا کو عقرب یعنی بچھو کاٹ لے گا اور زہرا اس کے زہر کی وجہ سے گونگی ہو جائے گی۔ لیکن میں نے تمہیں

کہا نہیں تھا کہ یہ وہ وینس والی زہرا نہیں ہے۔ یہ زہر
سے بنی ہوئی زہرا ہے۔ اللہ بیچارہ عقرب ہی مارا
جائے گا" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔ اور ڈاکٹر
عمر ابدال ایک بار پھر ہنس پڑے۔
" تمہیں تو سوائے بکواس کرنے کے اور کچھ آتا نہیں
ہے۔ میں نے کب کہا ہے " ——— فیاض نے برا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔
" نہیں کیا۔ چلو پھر نکالو۔ میری دی ہوئی فیس واپس۔
صبح صبح اچھی خاصی رقم جھاڑ لی تم نے" ——— عمران نے
کہا اور فیاض ہنس کر خاموش ہو گیا۔
" او۔ کے۔ بیٹے تم لوگ باتیں کرو۔ میرے دفتر کا
وقت ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت۔ اور ہاں عمران بیٹے
تم جب واپس جاؤ تو سر رحمان سے میرا شکریہ ادا کر
دینا کہ ان کی وجہ سے تم جیسے نوجوان سے ملاقات ہو
گئی ہے" ——— ڈاکٹر عمر ابدال نے کہا اور پھر اس
سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ اٹھ کر تیز تیز قدم
اٹھاتے ڈائننگ روم سے باہر نکل گئے۔
"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کے
ساتھ جا کر ہوٹل آفندی میں اس ڈان سے ملوں گی۔
سپرنٹنڈنٹ فیاض تم سے کہیں زیادہ عقلمند اور سوبر
آدمی ہیں" ——— ڈاکٹر عمر ابدال کے جاتے ہی

کلثوم نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور سپرنٹنڈنٹ
فیاض کلثوم کے منہ سے یہ بات سن کر چونک پڑا۔
" جی بالکل ——— مس کلثوم آپ بے فکر ہو کر میرے
ساتھ چلیں۔ کیونکہ....... " ——— فیاض نے فخر سے
سینہ پھلاتے اور طنزیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔
" کیونکہ میں شادی شدہ ہوں اس لئے بے ضرر ہوں۔
لیکن یہ بھی بتا دوں کہ شادی شدہ آدمی بڑا بزدل ہوتا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا فقرہ مکمل کیا۔ اور
کلثوم اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ فیاض نے برا سا منہ
بنا لیا۔
" کچھ بھی ہو میں ضرور اس ڈان سے ملوں گی"
کلثوم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فیصلہ کن
لہجے میں کہا۔
" ڈان سے ملنے کے لئے ہوٹل جانے کی کیا ضرورت
ہے۔ کسی بھی پہاڑی پر چڑھ جاؤ۔ ڈان سے ملاقات ہو جائے
گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" پہاڑی پر ڈان سے ملاقات ——— کیا مطلب"
کلثوم نے چونک کر پوچھا۔
" اگر تمہیں انگریزی آتی ہے تو پھر ڈان کا مطلب بھی آتا
ہو گا۔ ڈان کہتے ہیں طلوع صبح کو۔ اور طلوع صبح کا صحیح نظارہ

کسی پہاڑی پر سے ہی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور کلثوم ہنس پڑی۔

"میں اس ڈان کی بات نہیں کر رہی۔ میں تو......"
کلثوم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم اس ڈان جان کی بات کر رہی ہو۔ جو ایک ویران جزیرے میں اپنے بندر سمیت جا پہنچا تھا۔ واہ کیا خوب صورت کردار لکھا ہے ناول نویس نے۔"
عمران نے فوراً ہی بات بدلتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اس خواہ مخواہ کی بکواس کا کوئی وقت بھی ہوتا ہے۔ میں ڈان گروپ کی بات کر رہی ہوں۔ جس کا ذکر ابوالفتح نے ڈائری میں کیا ہے ۔۔۔۔ اور یہ ڈائری پڑھ کر مجھے یقین آگیا ہے کہ ابوالفتح قدرتی موت نہیں مرا۔ اُسے قتل کیا گیا ہے"۔۔۔۔ کلثوم نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ جان بوجھ کر بات بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تاکہ فیاض کے سامنے ساری بات نہ آئے ۔۔۔۔ لیکن کلثوم کی جذباتیت بھلا کہاں رکنے والی تھی۔ اور اب عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اُسے یہاں سے شفٹ ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ وہ کام نہ کر سکے گا۔

"اچھا اچھا۔ تم اس کی بات کر رہی تھی۔ واہ ضرور جاؤ۔ سوپر فیاض تو ایسے گروپس کو نچوڑنے کا ماہر ہے۔ کیوں

فیاض"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی۔ کس گروپ کی بات کر رہے ہو تم لوگ۔ اور کس ڈائری کا ذکر ہو رہا ہے"
فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بتاتی ہوں تمہیں۔ اس نے کیا بتانا ہے۔ آخر تم سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو۔ اس کی طرح احمق تو نہیں ہو"۔۔۔۔ کلثوم نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ کلثوم اُسے چڑانے کے لئے ساری باتیں کر رہی ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ فیاض کو وہ خود ساتھ لے آیا تھا ۔۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ چلو فیاض کے ساتھ تفریح بھی رہے گی اور وہ تھوڑی سی جاسوسی کر کے اصل کتبہ بھی تلاش کر لے گا۔ لیکن اب اُسے کیا معلوم تھا کہ یہاں کلثوم جیسی جذباتی لڑکی سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے تفصیل بھی بتاؤ اور اسے ساتھ لے کر اس ڈان سے بھی مل آؤ۔ میں اس دوران ذرا قاہرہ کی سیر کر لوں ۔۔۔۔ سنا ہے یہاں ایسے کلب ہیں جہاں اکیلے نوجوانوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے تم جہنم میں بھی جا سکتے ہو"۔۔۔۔ کلثوم

نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ تفصیل بتا رہی تھیں مس کلثوم" ——— فیاض نے جلدی سے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب اُسے سمجھ آ رہی تھی کہ عمران کسی خاص مقصد کے لئے یہاں آیا ہے۔ اس لئے فوراً ہی اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ سر رحمان نے یقیناً اُسے اس لئے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ عمران کے مقابلے میں کامیاب ہو کہ عمران کے سامنے ان کے محکمے کی عزت بڑھائے ——— اور یہاں کلثوم کی وجہ سے اُسے آگے بڑھنے کا موقع مل رہا تھا۔ اس لئے وہ واقعی تفصیل سننے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ہوٹل آفندی میں اپنے مخصوص دفتر میں بیٹھے ہوئے ڈان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ——— اس کے ساتھ والی کرسی پر نتاشا بیٹھی شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی مختصر سا لباس تھا۔

"یس ——— ڈان سپیکنگ" ——— ڈان نے رسیور اٹھاتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس ——— مارٹن بول رہا ہوں۔ آپ کے حکم کے مطابق ہم نے ڈاکٹر عمر ابدال کے ایک خاص ملازم کو بھاری رقم دے کر گانٹھ لیا تھا۔ اس نے ابھی ابھی انتہائی حیرت انگیز رپورٹ دی ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا رپورٹ دی ہے" ـــــ ڈان نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔

" باس ـــــ پاکیشیا سے ڈاکٹر عمر ابدال کے ہاں
دو آدمی آئے ہیں۔ ایک تو نوجوان علی عمران ہے۔ جس
کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بتایا جا رہا ہے۔ اور
دوسرا قدرے بڑی عمر کا فیاض نامی ہے۔ یہ پاکیشیا کی
سنٹرل انٹیلی جنس میں سپرنٹنڈنٹ ہے ـــــ سنٹرل انٹیلی جنس
کا ڈائیکٹر جنرل کوئی آدمی سر رحمان نامی ہے۔ جو کہ اس
علی عمران کا باپ ہے۔ ڈاکٹر عمر ابدال سر رحمان کے
دوست ہیں ـــــ اور یہ دونوں آدمی سر رحمان کی طرف
سے ڈاکٹر عمر ابدال کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ لیکن یہ علی عمران
بالکل ہی احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے۔ جب کہ وہ سپرنٹنڈنٹ
ویسے ہی گاؤدی اور احمق نظر آتا ہے ـــــ اس فیاض نے
آتے ہی ڈاکٹر عمر ابدال پر زور ڈالنا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر عمر
ابدال اپنی بیٹی کلثوم کی شادی اس احمق اور مسخرے نوجوان
علی عمران سے کر دے ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے تو
رضامندی ظاہر کر دی۔ لیکن کلثوم جو کہ یونیورسٹی کی طالبہ ہے
اس نے صاف انکار کر دیا۔ یہ دونوں ڈاکٹر عمر ابدال کی
رہائش گاہ میں گیسٹ رومز میں رہ رہے ہیں ـــــ شام
کے قریب کلثوم اور یہ علی عمران ڈیو گئے۔ جہاں وہ ڈاکٹر
عمر ابدال کے اسسٹنٹ ابوالفتح کی ایک پرسنل ڈائری

خفیہ طور پر اڑا لایا۔ اس نے اس کی خبر کلثوم کو بھی نہ ہونے
دی۔ لیکن رات کو جب عمران سو گیا تو کلثوم اس کے
کمرے سے وہ ڈائری اٹھا لائی ـــــ کلثوم کے مطابق
کسی کتبے کی چوری کا چکر ہے۔ جو کہ ڈاکٹر عمر ابدال کی تحویل
میں تھا۔ اور ڈائری کے مطابق اس کتبے کی چوری میں
ہوٹل آنندی کا ڈان اور اس کا گروپ ملوث ہے"
مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آخری
بات سن کر ڈان اس طرح اچھلا جیسے اسے کرنٹ لگ
گیا ہو۔

"کیا ہوا ڈیڈ" ـــــ نتاشا نے بھی چونک کر حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"شٹ اپ ـــــ خاموش رہو۔ نانسنس" ـــــ ڈان
نے بُری طرح نتاشا کو جھڑکتے ہوئے کہا۔ اور نتاشا منہ
بنا کر خاموش ہو گئی۔

"کیا تم ہوش میں رہ کر یہ باتیں کر رہے ہو مارٹن"
ڈان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں تو رپورٹ کی تفصیل بتا رہا ہوں باس۔ آپ نے
خواہ مخواہ مجھے ڈانٹ دیا" ـــــ دوسری طرف سے
مارٹن کی ناخوشگوار سی آواز سنائی دی۔

"احمق آدمی۔ میں نے نتاشا سے یہ فقرہ کہا تھا۔ تم سے
نہیں" ـــــ ڈان نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوری باس۔ میں سمجھا کہ شاید آپ مجھ سے
رہے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے مارٹن کی شر
سی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ اس اُلّو کے پٹھے ابوالفتح کو یہ خیال
آگیا کہ کتبہ کی چوری میں میرا یا میرے گروپ کا ہاتھ
کتبہ تو جان آرنلٹ کے بیٹے آرگن نے چرایا۔ اُسی
اُسے تبدیل کیا تھا" ـــــ ڈان نے چیختے ہوئے کہا۔

"کلثوم نے عمران کی بجائے اب سپرنٹنڈنٹ فیاض
قریبی رابطہ کر لیا ہے۔ اس نے فیاض کو تفصیل بتائی
جسے ملازم نے سن لیا تھا ـــــ کلثوم کے مطابق ڈائری
یہ لکھا ہوا تھا کہ ڈان نے ابوالفتح سے اس کتبے کے سل
میں رابطہ قائم کیا تھا۔ اور اُسے بھاری رشوت آفر کی
لیکن ابوالفتح نے انکار کر دیا تھا ـــــ بلکہ اس نے ڈ
عمر ابدال سے اشارے کنائے میں اس کا ذکر کیا
ڈاکٹر نے پرواہ نہ کی۔ جس پر اس کی ڈائری کے مطا
اس نے ہوٹل آفندی جا کر ڈان نے بات چیت کرنے ک
منصوبہ بنایا ـــــ اور اس کے بعد ڈائری خالی ہے
اور ابوالفتح ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے
اس سے کلثوم نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ابوالفتح ڈان
سے ملنے ہوٹل گیا اور ڈان نے اُسے قتل کر دیا۔ اور

اس کی موت کو کار ایکسیڈنٹ ظاہر کر دیا۔ اور کتبہ چوری کر
لیا۔ اس کے اس نتیجے کی اس سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
بھی پوری پوری تائید کی ہے ـــــ اور اب وہ کلثوم اور
سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوٹل آفندی پہنچ کر آپ کو ٹٹولنا چاہتے
ہیں" ـــــ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ میں نے واقعی پہلے اس انداز میں
کوشش کی تھی۔ لیکن پھر آرگن درمیان میں کود پڑا۔ اور
اس نے آسانی سے اس کتبے کو چوری کر لیا۔ اس لئے
میں ابوالفتح کو بھول گیا ـــــ ابوالفتح واقعی مجھ سے
ملنے آیا تھا۔ اس احمق نے مجھے دھمکیاں دے کر
بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے
اُسے قتل کر دیا ـــــ ٹھیک ہے تمہاری رپورٹ
بے حد اہم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں آدمی
اس کتبے کے حصول کے چکر میں یہاں آئے ہیں۔ اب
میں ان سے پوری طرح نمٹ لوں گا" ـــــ ڈان نے
میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ اگر آپ حکم کریں تو کلثوم اور ان دونوں
پاکیشیائیوں کو اغوا کر کے قتل کر دیا جائے۔ تاکہ یہ کانٹا
ہمیشہ کے لئے راستے سے دور ہو جائے" ـــــ مارٹن
نے کہا۔

"تم انتہائی احمق ہو مارٹن۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ان کی

اچانک گمشدگی سے ڈاکٹر عمر ابدال چونک پڑے۔ ا
پھر مصری حکومت کے خفیہ ایجنٹ حرکت میں آجائیں
اور ساری بات سامنے آجاتے۔ نانسنس۔ اگر انہیں
کوئی شک بھی ہے تو اُسے آسانی سے دور کیا جا سکتا
ہے ـــــ ان کے پاس سوائے اس ڈائری کے
اور کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ ڈائری بھی ایک آدمی کی
ذاتی رائے ہے۔ میرے تعلقات انتہائی اعلیٰ حکام سے
ہیں ـــــ اور میں مصر کا معزز ترین شہری ہوں۔ اس لئے
مجھ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ ہاں اگر کسی وقت میں نے
یہ محسوس کیا کہ یہ میرے لئے خطرہ بن رہے ہیں تو پھر میں
انہیں ایک لمحے میں چٹکی میں مسل دوں گا" ـــــ ڈان
نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
" ٹھیک ہے باس۔ آپ کا خیال درست ہے"
مارٹن نے جواب دیا۔
" تم ان تینوں کی مکمل نگرانی کراؤ۔ مجھے ان کی مکمل اور
تفصیلی رپورٹ روزانہ دو" ـــــ ڈان نے کہا۔
" یس باس" ـــــ دوسری طرف سے مارٹن نے کہا
اور ڈان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
" سنو ڈیئر ـــــ میرے کاروباری معاملات میں تم
مداخلت مت کیا کرو۔ سمجھیں" ـــــ ڈان نے رسیور رکھ
کر قدرے مسکراتے ہوئے نتاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔

جواب منہ بنائے بیٹھی تھی۔
" مجھے کیا ضرورت ہے۔ میں تو تمہارے اچانک الجھنے
سے حیران ہوئی تھی" ـــــ نتاشا نے اُسی طرح ناراض
لہجے میں کہا۔
" زیادہ نخرے مت دکھاؤ۔ میری عادت جانتی ہو۔
ایک لمحے میں گولی مار دوں گا۔ سنو۔ تم نے اس لڑکی
کلثوم سے دوستی بڑھانی ہے ـــــ کیونکہ مجھے ان دونوں
پاکیشیائی احمقوں سے زیادہ خطرہ اس لڑکی سے محسوس
ہو رہا ہے" ـــــ ڈان نے کہا۔
" دوستی بڑھا کر کیا کروں" ـــــ نتاشا نے چونک کر پوچھا۔
" اسے یہاں ہوٹل میں لے آؤ۔ اور پھر یہاں کے چند غنڈے
اس پر چھوڑ دوں گا جو اسے بُری طرح پامال کر دیں گے اور
اس کی پامالی کی باقاعدہ فلم بنائی جائے گی ـــــ اور اس
کے بعد اس فلم کے ذریعے اسے قابو میں رکھا جائے
گا" ـــــ ڈان نے جواب دیا۔
"کیا ضرورت ہے اتنا لمبا کھڑاگ پھیلانے کی۔ گولی مار
کر زمین میں دفن کر دو" ـــــ نتاشا نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔
" تم بھی اس الو کے پٹھے مارٹن کی طرح جذباتی بات کر
رہی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر ڈان تمہاری طرح جذباتی
ہوتا تو اب تک اس حیثیت میں زندہ رہ جاتا۔ آج ڈان

گروپ کو کوئی نہیں جانتا۔ حالانکہ اس وقت پورا مصر ڈان
گروپ کے شکنجے میں پھنسا ہوا پھڑک رہا ہے۔ یہ سب
اس لئے ہے کہ میں جذبات کی بجائے عقل استعمال کرتا
ہوں" ـــــ ڈان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ جیسا تم کہو" ـــــ نتاشا نے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم یہاں سے جاؤ۔ ہوسکتا ہے وہ کلثوم اور
وہ پاکیشیائی احمق یہاں آجائیں تو انہیں یہ معلوم نہیں ہونا
چاہیئے کہ تمہارا تعلق مجھ سے ہے" ـــــ ڈان نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نتاشا خاموشی سے چلتی ہوئی دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔

عمران کلثوم اور فیاض کو ڈائننگ روم میں چھوڑ کر
باہر نکلا اور پھر سیدھا گیسٹ روم میں پہنچ گیا۔ اس نے
وہاں موجود اپنے بریف کیس سے کچھ ضروری سامان نکال
کر کوٹ کی جیبوں میں منتقل کیا ـــــ اور بریف کیس کو
واپس رکھ کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا بیرونی پھاٹک سے
باہر آگیا۔ کلثوم اور فیاض ابھی تک ڈائننگ روم میں موجود
تھے ـــــ اُسے معلوم تھا کہ کلثوم جس طرح کی جذباتی
لڑکی ہے اور سوپر فیاض جس پائے کا جاسوس ہے۔ یہ
دونوں مل کر واقعی ایک ایسی جوڑی بن جائیں گے جن
کا انجام اسے۔ اچھا نظر نہ آتا تھا ـــــ اس لئے اس
نے فوری طور پر کچھ فیصلے کئے تھے۔ اور اب وہ ان
فیصلوں پر عمل درآمد کرنے کے لئے باہر آیا تھا۔ باہر

آکر اس نے ٹیکسی پکڑی اور اُسے مین مارکیٹ چلنے کا
کہہ دیا۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد
تھوڑی ہی دیر بعد مین مارکیٹ پہنچ گئی ——— عمران نے
ٹیکسی چھوڑ دی اور مین مارکیٹ میں گھومتا رہا۔ اس کی
تیز نظریں اپنے تعاقب کا اندازہ کرنے میں مصروف تھیں۔
حالانکہ بظاہر کوئی ایسی بات ابھی تک نہ ہوئی تھی کہ اس کا
کوئی تعاقب کرتا ——— لیکن احتیاط عمران کی طبیعت کا
ایک جزو بن کر رہ گئی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر مارکیٹ میں
گھومنے پھرنے کے بعد جب اُسے اطمینان ہو گیا۔ کہ
واقعی کوئی اس کی نگرانی نہیں کر رہا تو وہ ایک سپر سٹور
میں داخل ہو گیا ——— اس نے وہاں کے مختلف کاؤنٹرز
سے ایسا سامان خریدا جسے وہ میک اپ کے لئے
استعمال کر سکتا تھا۔ ریڈی میڈ لباس والے کاؤنٹر سے
اس نے ایک سوٹ بھی خریدا ——— اور پھر وہاں سے
وہ اس سپر سٹور میں بنے ہوئے ٹوائلٹ میں گھستا گیا۔
اس نے اس سامان کی مدد سے اپنے چہرے اور ہاتھوں
پر مقامی میک اپ کیا ——— اور نیا لباس پہن کر اس
نے اپنی تمام چیزیں نئے لباس میں منتقل کیں۔ اور پھر پرانے
لباس اور بقایا سامان کو اس نے اُسی شاپنگ بیگ میں
ڈال دیا ——— جس میں نیا لباس اُسے دیا گیا تھا۔ اور پھر
بڑے اطمینان سے ٹوائلٹ سے باہر آ کر وہ چند لمحے

تو سٹور کے مختلف کاؤنٹرز پر گھومتا رہا پھر آہستگی سے باہر
آ گیا۔ سٹور سے کافی فاصلے پر ایک ڈسٹ ڈرم کا ڈھکن
اٹھا کر اس نے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگ اس میں اچھال
دیا ——— اور ڈھکن بند کر کے وہ اطمینان سے آگے
بڑھتا گیا۔ اب وہ مقامی آدمی کے روپ میں تھا۔ ایک
بار پھر اس نے اپنی نگرانی کا بطور احتیاط اندازہ لگایا۔ اور
پھر اس طرف سے تسلی ہونے کے بعد وہ ایک پبلک
بوتھ میں داخل ہو گیا ——— اس نے جیب سے سکے نکال
کر فون باکس میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس ——— فواد برادرز" ——— دوسری طرف سے
ایک نسوانی کاروباری سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر فواد سے بات کرائیں۔ میں نے ان سے ایک اہم
کاروباری بات کرنی ہے۔ میرا نام پرنس ہے"
عمران نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری جناب۔ فواد ابھی تک دفتر تشریف نہیں
لے آئے۔ آپ ایک گھنٹے بعد فون کریں"
دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوں گے۔ مجھے انتہائی
فوری نوعیت کا کام ہے" ——— عمران نے تیز لہجے
میں کہا۔

"ہوسکتا ہے۔ آپ کال کر لیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

عمران نے او۔ کے کہہ کر کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ سکے ڈالے اور اس لڑکی کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس ـــــ فواد سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ایک نارمل سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر فواد۔ میں پرنس بول رہا ہوں۔ میری ریاست کا نام ٹمبکٹو ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ آپ۔ اوہ۔ میں تو آپ کا منتظر تھا۔ باس کا فون آیا تھا" ـــــ دوسری طرف سے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں اس وقت مین مارکیٹ کے نیشنل سپر سٹور کے سامنے واقع پبلک بوتھ سے بول رہا ہوں ـــــ تم فوراً یہاں پہنچو۔ کون سی کار ہے تمہاری۔ ذرا دھیان رکھنا۔ کہیں کوئی پھٹیچر سی کار لے آؤ۔ آخر میں پرنس آف ٹمبکٹو ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب بالکل بے فکر رہیں۔ نئے ماڈل کی لیموزین کار ہے۔ نیوی بلیو کلر کی۔ آپ کی شان میں ہرگز فرق نہ آئے گا" ـــــ دوسری طرف سے فواد نے ہنستے ہوئے

جواب دیا۔

اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ مصر چونکہ اسرائیل کا ہمسایہ ملک تھا اور اسرائیل اور مصر کے درمیان تعلقات بھی موجود تھے ـــــ اس لئے عمران نے بطور ایکسٹو یہاں فواد کو بطور فارن ایجنٹ تقریباً دو تین سالوں سے تعینات کیا ہوا تھا۔ فواد کسی زمانے میں مصر کی ملٹری سیکرٹ ایجنسی سے متعلق رہا تھا ـــــ اور وہاں اس کا ریکارڈ بے حد اچھا تھا۔ وہ کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کا بہت گہرا دوست رہا تھا۔ وہ دونوں کسی بیرونی یونیورسٹی میں کلاس فیلو رہے تھے۔ اور فواد کی تعیناتی ناٹران کی سفارش پر ہی کی گئی تھی۔

عمران اس سے آج تک بالمشافہ نہ ملا تھا ـــــ البتہ اُسے معلوم تھا کہ ناٹران نے اس کا اچھی طرح تعارف کرایا ہوا ہے اور ناٹران کی زبانی ہی اُسے معلوم ہوا تھا کہ فواد عمران سے ملنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ لیکن چونکہ مصر میں گزشتہ دو تین سالوں میں کوئی ایسا کیس بھی سامنے نہ آیا تھا جس کے لئے عمران یہاں آتا۔ اس لئے اب تک عمران کی ملاقات فواد سے نہ ہو سکی تھی ـــــ لیکن عمران کے پاس فواد کی مکمل فائل موجود تھی۔ اس لئے وہ ذاتی طور پر نہ سہی ویسے فواد کے متعلق پوری تفصیل سے جانتا تھا۔ فواد غیر شادی شدہ تھا۔ اور

اپنی ایک ذاتی امپورٹ ایکسپورٹ کی فرم چلاتا تھا اس
کے تعلقات مصر کے انتہائی اعلیٰ حکام سے انتہائی قریبی
تھے ۔۔۔۔ اس لئے وہ اپنا کام یعنی اسرائیل اور مصر
کے درمیان ہونے والی تمام کارروائیوں کی رپورٹ ایکسٹو
کو بھیجتا رہتا تھا ۔ عمران نے وہ رپورٹیں بھی دیکھی تھیں اور
ان سے اُسے فواد کی ذہانت اور کارکردگی کا بخوبی اندازہ
ہوتا رہتا تھا ۔۔۔۔ مصر آنے سے پہلے عمران نے
بطور ایکسٹو فواد کو کال کیا تھا ۔ اور اُسے بتایا تھا کہ
عمران ایک خاص کام کی غرض سے مصر آرہا ہے ۔ ہو
سکتا ہے کہ اُسے رابطے اور مدد کی ضرورت پڑے
تو وہ ہوشیار رہے ۔۔۔۔ اور کوڈ کے لئے پرنس
اور ٹمبکٹو کے الفاظ عمران نے خود اُسے بتا دیئے
تھے ۔ اس لئے جیسے ہی عمران نے پرنس اور ٹمبکٹو کے
الفاظ ادا کئے فواد فوراً سمجھ گیا کہ بولنے والا عمران ہے ۔
عمران فون بوتھ سے نکل کر ساتھ ہی ایک بک سٹال پر
آکر رک گیا ۔۔۔۔ اور اس نے ایک اخبار خریدا ۔ اور
اُسے اطمینان سے پڑھنے لگا ۔ مصر کی زبان عربی تھی ۔
اور عمران چونکہ عربی زبان سے نہ صرف اچھی طرح واقف
تھا بلکہ وہ اُسے عربی لہجے میں ہی روانی سے بول بھی
سکتا تھا ۔۔۔۔ لیکن مصر میں عربی زبان کا لہجہ خاص عرب سے
قدرے مختلف تھا ۔ اس لئے عمران نے مصر آنے سے

پہلے خاص طور پر مصری لہجے کی پریکٹس کی تھی ۔ اس نے
اخبار کھولا اور اُسے سرسری انداز میں دیکھنے لگا ۔ ابھی
اس نے ایک دو صفحے ہی دیکھے تھے کہ اُسے دور سے
نیوی بلیو کلر اور جدید ماڈل کی لیموزین کار دائیں طرف سے
آتی دکھائی دی ۔۔۔۔ کار واقعی انتہائی شاندار تھی ۔ عمران
نے اخبار کو لپیٹا اور اطمینان سے سڑک کے کنارے
کھڑا ہو گیا ۔ اس نے اپنا انگوٹھا اس طرح کار کی طرف
اٹھا دیا جیسے لفٹ مانگ رہا ہو ۔ اور کار اس کے
قریب آکر رک گئی ۔
" میں نے ٹمبکٹو جانا ہے " ۔۔۔۔ عمران نے جھک کر
سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے ایک بھرے جسم اور خوشرو
چہرے کے مالک نوجوان فواد سے مخاطب ہو کر کہا ۔
جو بڑی اشتیاق بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا ۔
" بیٹھ جائیے " ۔۔۔۔ فواد نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
اور عمران نے بجائے دروازہ کھولنے کے اپنی ایک
ٹانگ اٹھا کر کھڑکی میں ڈالنے کی کوشش کی جیسے وہ
کھڑکی کے راستے اندر داخل ہونا چاہتا ہو ۔
" ارے ارے یہ کیا کر رہے ہیں ۔ دروازہ کھول کر
بیٹھئے " ۔۔۔۔ فواد نے بڑی طرح گھبرا کر کہا ۔
" اوہ اچھا ۔۔۔۔ میں سمجھا کہ شاید اس ٹیڑھی میڑھی کار
کا دروازہ ہی نہیں ہے " ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر بڑے اطمینان سے سیٹ پر بیٹھ گیا اور فواد نے ہنستے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"آپ نے کمال کر دیا۔ سارا بازار منہ اٹھائے آپ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا" ——— فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے بھی زیادہ حیرت سے بازار کو دیکھ رہا ہوں۔ دراصل یہ لفظ بازار ہماری زبان میں بڑا خطرناک لفظ ہے ——— وہاں اُس بازار میں جانا کسی زمانے میں تو عین تہذیب اور آج کل خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے، انقلابات ہیں زمانے کے۔ پھر بازاری زبان اگر استعمال کر دو تو لوگ لڑنے مرنے پر اتر آتے ہیں ——— یہ اتر آنے والی بات بھی بڑی عجیب ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے لڑنے مرنے کے لئے چاند سے اتر کر آیا جائے۔ اور ہاں عورتوں کے لئے بازار جانا سب سے دلچسپ ہابی ہے ——— ہمارے ہاں اسے شاپنگ کہتے ہیں۔ یہ لفظ مجھے پنگ پانگ کا بھائی لگتا ہے۔ ایک بات ہے شاپنگ بھی پنگ پانگ سے کم نہیں ہوتی۔ پنگ پانگ جانتے ہو کسے کہتے ہیں ——— ایک میز پر جالی لگا دی جاتی ہے۔ اور دونوں طرف کھلاڑی چھوٹے چھوٹے بلے اٹھا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک چھوٹی سی گیند

کی کم بختی آجاتی ہے۔ ایک گیند کو مارتا ہے تو دوسرا اس سے بھی زیادہ زور سے مارتا ہے۔ بس اس طرح بے چاری گیند مسلسل مار کھاتی رہتی ہے ——— یہ عورتیں بھی شاپنگ کرتے وقت پنگ پانگ ہی کھیلتی ہیں۔ ایک طرف وہ ہوتی ہیں اور دوسری طرف دکاندار اور درمیان میں بے چاری گیند۔ میرا مطلب ہے غریب شوہر کی کم بختی آجاتی ہے" ——— عمران کی زبان تیزی سے چل پڑی۔

اور فواد غریب کا ہنس ہنس کر بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ اس بُری طرح ہنس رہا تھا جیسے آج تک ہنسی کا کوٹا سنبھال کر رکھ آیا ہو۔ اور سارا کوٹا اس نے ابھی پورا کرنا ہو۔

"خدا کے لئے بس کریں پرنس۔ شاید میں پوری زندگی اس قدر نہیں ہنسا جتنا آپ نے چند منٹوں میں ہنسنے پر مجبور کر دیا ہے" ——— فواد نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی ہنسنے کی بجائے پوری زندگی روتے رہے ہو۔ اوہ اسی لئے تمہارے گال پچکے ہوئے ہیں۔ ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں ——— چہرے کا رنگ زرد ہے۔ آنکھیں مایوسی کی دلدلوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ سر کے بال جھڑ گئے ہیں۔ کندھے سکڑ گئے ہیں۔ کوبڑ نکل آیا ہے۔ ٹانگیں کانپنے لگی ہیں ——— ہاتھوں میں رعشہ آ گیا ہے۔ دماغ خالی ہو گیا ہے۔ اور......" ——— عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ اور فواد کے حلق سے نکلنے والے قہقہوں سے نہ صرف

کار بلکہ ارد گرد کا ماحول بھی گونج اٹھا۔ اس نے بے اختیار سائیڈ پر کر کے کار روک دی۔ اور سٹیرنگ پر سر رکھ کر بُری طرح ہنسنے لگا ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ میں پکڑا اخبار کھولا اور اُسے اس طرح پڑھنے لگا جیسے وہ مصر آیا ہی یہی اخبار پڑھنے ہو۔

" پرنس ـــــ ناٹران نے جو کچھ آپ کے متعلق بتایا تھا وہ بے حد کم تھا۔ واقعی یہ میری بد قسمتی تھی کہ میں پہلے آپ سے نہ مل سکا " ـــــ فواد نے اپنی ہنسی کو بڑی مشکل سے کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن میرے خیال میں اگر میری تم سے پہلے ملاقات ہو جاتی اور تم اسی رفتار سے ہنسنا شروع کر دیتے تو اب تک میں تمہارے مزار پر دسواں سالانہ عرس پڑھوا رہا ہوتا "

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فواد ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" سوری پرنس۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی باتوں پر مجھے کم ہنسی آتے لیکن بہر حال آپ فرمائیں کہ اب کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے " ـــــ فواد نے عمران کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدہ ہو کر کہا۔

" تمہاری رہائش گاہ میں تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی رہتے ہیں " ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" صرف دو ملازم ہیں جناب۔ اور دونوں ہی انتہائی اعتماد

کے آدمی ہیں " ـــــ فواد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" او۔ کے۔ وہاں چلو " ـــــ عمران نے کہا۔

اور فواد نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جدید قسم کی رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے ـــــ وہاں سلجوق کالونی کا بورڈ نصب تھا۔ فواد نے ایک چھوٹی لیکن جدید وضع کی کوٹھی کے گیٹ پر کار روکی اور پھر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک خود بخود کھل گیا۔ اور فواد کار اندر پورچ میں لیتا گیا ـــــ برآمدے میں ایک خوشرو نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر ملازموں کا سا عام لباس تھا۔

" صابر۔ میں سٹنگ روم میں ہوں۔ کوئی فون آئے تو کہہ دینا کہ میں موجود نہیں ہوں۔ اور سنو بلیک کافی بنا کر لے آؤ " ـــــ فواد نے کار سے اترتے ہی برآمدے میں کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صابر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ فواد عمران کو ایک علیحدہ کمرے میں لے آیا ـــــ یہ واقعی سٹنگ روم کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔

" یہاں بات چیت محفوظ ہے " ـــــ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" بالکل جناب۔ ہر طرح سے بے فکر رہیں " ـــــ فواد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہاں کے کسی ڈان گروپ کو جانتے
ہو" ——— عمران نے پوچھا۔
"ڈان گروپ ——— اوہ نہیں جناب۔ یہاں اس نام
کا کوئی گروپ موجود نہیں ہے۔ البتہ ایک کاروباری آدمی
ڈان فرور ہے جو ہوٹل آفندی کا مالک ہے۔ اور اس
کے تعلقات انتہائی اعلیٰ سطح پر ہیں ——— لیکن یہ شخص کسی
قسم کے جرائم میں کبھی ملوث نہیں رہا" ——— فواد نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تمہارے اس ڈان سے کیسے تعلقات ہیں"
عمران نے پوچھا۔
"بہت قریبی تعلقات ہیں۔ میں اکثر اس کے ہوٹل جاتا
رہتا ہوں" ——— فواد نے جواب دیا۔
"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ ڈان کا کسی قسم کے جرائم
سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے کہا۔
"جناب دراصل جرائم پیشہ افراد سے میں نے کبھی کوئی
تعلق نہیں رکھا۔ میرے کام کی نوعیت چونکہ اسرائیل اور
مصر کے درمیان ہونے والی کارروائیوں کی رپورٹنگ ہے
اس لئے مجھے جرائم پیشہ افراد سے تعلق رکھنے کی
کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی ——— ہوسکتا ہے ڈان خفیہ
طور پر جرائم میں ملوث ہو۔ لیکن میں نے کبھی اس سلسلے

کسی سے کوئی بات نہیں سنی۔ البتہ جو یہاں کے مشہور جرائم
پیشہ گروپ ہیں ان کے نام اکثر سننے میں آتے رہتے
ہیں" ——— فواد نے جواب دیا۔
"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جو
جرائم پیشہ دنیا سے پوری طرح باخبر ہو۔ اور اگر ڈان جرائم
سے کسی بھی حیثیت سے وابستہ ہو تو وہ اس بارے میں
معلومات رکھتا ہو" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
پوچھا۔
"جی ہاں۔ یہاں ایک شخص ایسا ہے۔ وہ گلستان نامی
قہوہ خانے میں بیٹھتا ہے۔ وہ کسی زمانے میں یہاں کا بڑا
معروف مجرم پیشہ شخص تھا ——— لیکن پھر اس کی کمر میں
ایسی چوٹ آگئی کہ وہ تیزی سے حرکت کرنے سے معذور
ہوگیا۔ چنانچہ اس نے جرائم چھوڑ دیئے۔ اور اب وہ
معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ اس کا
نام عبدالمنان ہے ——— سب اس کی عزت کرتے ہیں۔
اور اسے منان آفندی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہاں
آفندی جناب کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کسی
کو عزت دینی ہو تو اسے آفندی کہتے ہیں" ——— فواد
نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
"لیکن اس سے معلومات حاصل کرنے کا مطلب یہ
ہے کہ سب کو علم ہو جائے گا" ——— عمران نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ اسی بات میں تو اس کی کامیابی اور زندگی کا راز مضمر ہے۔ وہ کسی قیمت پر بھی معلومات خرید نے والے کے متعلق کسی دوسرے کو کچھ نہیں بتانا چاہے وہ اس کا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو ——— اور ٹپ کے بغیر معلومات فروخت بھی نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس سے پوچھنا ہو تو میرے پاس ایک ٹپ موجود ہے۔ ایک سال قبل مجھے ضرورت پڑی تھی تو میں نے یہاں کے ایک جرائم پیشہ شخص سے رابطہ قائم کیا تھا ——— وہ آدمی اب مر چکا ہے۔ لیکن بہرحال وہ ٹپ اب بھی کام دے سکتی ہے" ——— فواد نے جواب دیا۔

" اوکے ——— تو کیا عبدالمنان آفندی سے ملنے گلستان قہوہ خانے جانا پڑے گا" ——— عمران نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں۔ آپ اگر چاہیں تو وہ یہاں بھی آ سکتا ہے۔ اور اگر چاہیں تو کسی بھی جگہ اس سے بات ہو سکتی ہے ——— وہ ٹپ ہی ایسی ہے کہ منان آفندی انکار ہی نہیں کر سکتا" ——— فواد نے جواب دیا۔

" اوکے ——— پھر فوری طور پر میک اپ کرو اور ٹیکسی پر وہاں چلو۔ اس کے بعد اُسے ساتھ لے کر کسی ایسی جگہ چلو جہاں اس سے اطمینان سے بات چیت ہو سکے"

عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں ابھی تیار ہو کر آتا ہوں" ——— فواد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ملازم صابر کمرے میں بلیک کافی کی دو پیالیاں لے کر اندر داخل ہوا۔ فواد نے ایک پیالی عمران کو دی اور دوسری وہیں میز پر رکھ کر اس نے ملازم کو جانے کا اشارہ کیا اور خود باتھ روم میں چلا گیا ——— عمران خاموشی سے کافی پیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد فواد باہر آیا تو واقعی اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں میک اپ کیا ہوا تھا۔

" گڈ ——— اچھا میک اپ کیا ہے" ——— عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" تھینک یو ——— آیئے" ——— فواد نے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سٹنگ روم سے باہر آ گیا۔

" میرے پاس ایک کار ایسی ہے جسے میں بہت کم استعمال کرتا ہوں" ——— فواد نے پورچ میں آ کر کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اُسے ہی نکال لو" ——— عمران نے کہا۔ اور فواد تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بند گراجوں کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک پرانے ماڈل کی کار باہر لے آیا۔ اور چند لمحوں بعد یہ کار کوٹھی سے نکل کر واپس شہر کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"اُس سے کہاں بات چیت کرو گے" ——— عمران نے پوچھا۔

"کسی ہوٹل یا پارک میں بیٹھ جاتے ہیں" ——— فواد نے کہا۔

"نہیں ——— اُسے فون کر کے کسی جنرل پارکنگ میں بلا لو" ——— عمران نے کہا۔ اور فواد نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک پبلک بوتھ کے سامنے کار روکی اور نیچے اتر کر بوتھ میں چلا گیا۔ عمران خاموشی سے وہی اخبار پڑھتا رہا ——— اخبار وہ ساتھ ہی لے آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فواد واپس آ گیا اور خاموشی سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک وسیع جنرل پارکنگ میں موڑ دی ——— وہاں کاروں کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔ اس لئے کاریں کافی فاصلے پر تھیں۔ فواد نے کار ایک طرف سائیڈ میں روک دی۔

"میں آفندی کو لے کر آتا ہوں" ——— فواد نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد فواد ایک قوی الجثہ بوڑھے کو ساتھ لے کر کار کی طرف آتا دکھائی دیا ——— وہ بوڑھا قدرے جھک کر اور آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی پوری زندگی واقعی جرائم کی دنیا میں گزری ہے۔

یہ یقیناً منان آفندی تھا۔ فواد اُسے لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ عمران نے بھی اپنا جسم موڑ کر پچھلی طرف رخ کر لیا ——— منان آفندی بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"تم یقیناً میک اپ میں ہو نوجوان۔ اور میں سمجھتا ہوں تمہارا میک اپ انتہائی شاندار ہے۔ کیونکہ تمہاری شکل و صورت کا آدمی میں نے پہلے کبھی قاہرہ میں نہیں دیکھا حالانکہ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تمہارا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تم میک اپ میں ہو" ——— منان آفندی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ اللہ میاں کا کیا ہوا میک اپ ہے۔ اس لئے انتہائی شاندار ہے۔ باقی میں قاہرہ میں نہیں رہتا اس لئے پہلے تم سے ملاقات نہ ہو سکی ——— بہرحال کیا بات چیت طے ہو گئی ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بات ہو گئی ہے۔ رقم بھی ادا کر دی گئی ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ ہمیں ہوٹل آفندی کے مالک ڈان کے متعلق معلومات چاہئیں" ——— فواد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اس کے بارے میں کس قسم کی معلومات چاہتے ہو" ——— منان آفندی نے ہونٹ چباتے ہوئے

پوچھا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس نے ایک ایسا گروپ بنایا ہوا ہے جو مدفون مقبرے کھود کر اس میں سے نوادرات نکالتا ہے ــــ کیا یہ اطلاع درست ہے" عمران نے پوچھا۔

اور منان آفندی عمران کی بات سن کر واضح طور پر چونک پڑا۔

"اوہ اوہ ــــ تمہیں اس بارے میں کیسے اطلاع ملی۔ میرا تو خیال تھا کہ اس دنیا میں واحد آدمی میں ہوں جسے یہ معلومات حاصل ہیں" ــــ منان آفندی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"واحد جمع کو چھوڑیں اور تفصیل بتائیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ ایسا دھندہ انتہائی خفیہ طور پر کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ دھندہ بہت محدود پیمانے پر کرتا ہے۔ لیکن گزشتہ دنوں اس نے اس کی رینج بڑھا دی ہے ــــ میری اطلاع کے مطابق اس نے معروف غیر ملکی ماہر مصریات جان آرنلٹ کے بیٹے آرگن کے ذریعے ایک انتہائی قیمتی کتبہ اڑایا ہے ــــ اس کتبے میں کسی انتہائی خفیہ مقبرے کا ذکر موجود ہے۔ اور وہ اب اس کتبے کی مدد سے وہ مقبرہ کھود کر اس میں سے سامان نکالے گا۔ اور اگر تم

اتنی ہی پے منٹ اور کرو جتنی پہلے کی ہے تو میں اس سلسلہ میں تمہیں ایک اہم ترین ٹپ دے سکتا ہوں" منان آفندی نے کہا۔

اور عمران کے اشارے پر آفندی نے کوٹ کی جیب سے بھاری مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکال کر منان آفندی کی طرف بڑھا دی۔

"کافی ہیں۔ سنو۔ ڈان نے ویسے تو عام جرائم۔ میرا مطلب سمگلنگ۔ پیشہ ور قتل۔ منشیات وغیرہ کے دھندہ کے لئے باقاعدہ ایک وسیع گروپ قائم کیا ہوا ہے۔ جس کا باقاعدہ ایک ہیڈ کوارٹر ہے ــــ اور مختلف شہروں اور قصبوں میں اس کے اڈے بھی موجود ہیں۔ لیکن اس دھندے کے لئے اس کا گروپ بالکل علیحدہ ہے۔ ایک غیر ملکی ہے اس کا نام آرجم ہے ــــ وہ محکمہ آثار قدیمہ کا بہت بڑا افسر ہے۔ وہ خفیہ طور پر ڈان سے ملا ہوا ہے۔ اور میرے خیال میں وہ اسی آرجم کے ذریعے یہ دھندہ بھی کرے گا ــــ یہ بھی بتا دوں کہ آرجم اس کا کوڈ نام ہے۔ صرف ڈان گروپ میں اُسے آرجم کہا جاتا ہے۔ سرکاری ملازمت میں اس کا نام کچھ اور ہے جس کا کسی کو علم نہیں ہے ــــ گزشتہ دنوں مجھے اطلاع ملی تھی کہ اس آرجم کے ساتھ ڈان۔ اس کی عورت نتاشا۔ اور جان آرنلٹ کا بیٹا آرگن چاروں صحرا میں کہیں گئے

اور پھر واپس آ گئے۔ اس کے بعد آرگن نیشنل کمرشل بنک
کے لاکر روم میں گیا وہاں سے واپسی پر اس کے ہاتھ
میں ایک کینوس کا تھیلا تھا ــــ آرجر اور نتاشا اس
کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ واپس کسی خفیہ مقام پر گئے۔ اور
اس کے بعد آرگن نظر آنا بند ہو گیا ہے" ــــ منان
آفندی نے کہا۔

اور عمران اس کی بے پناہ اور حیرت انگیز معلومات پر
واقعی حیران رہ گیا۔ اس قدر اپ ٹو ڈیٹ معلومات رکھنا
واقعی اس منان آفندی کا ہی کام تھا۔

"آرجر کے متعلق مزید کوئی بات تاکہ اسے تلاش کیا
جا سکے" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد کہا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ وہ مصری محکمہ آثار قدیمہ میں
بہت بڑا افسر ہے۔ البتہ اس کا حلیہ بتا سکتا ہوں"
منان آفندی نے کہا۔

"حلیہ ہی بتا دو" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور آفندی نے حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتا
دی۔

"یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر عمر ابدال کے اسسٹنٹ ابو الفتح کو
کیوں ڈان نے قتل کیا ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ــــ وہ غریب مفت میں مارا گیا۔ اس نے

احمقانہ انداز میں ہوٹل آفندی جا کر ڈان کو دھمکیاں دیں اور
ڈان نے غصے میں آ کر اسے گولی مار دی۔ اس کے
بعد اس کا ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا" ــــ منان آفندی
نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کے منان آفندی ــــ بہت بہت شکریہ۔
ضرورت پڑنے پر ہو سکتا ہے تمہاری مزید خدمات حاصل
کی جائیں" ــــ عمران نے کہا۔

"میں حاضر ہوں" ــــ منان آفندی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔
اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اس حلیے کے آدمی کو جانتے ہو" ــــ عمران
نے پچھلی سیٹ سے اتر کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے
فواد سے پوچھا۔

"نہیں ــــ یہ حلیہ میرے لئے نیا ہے۔ حالانکہ میں
تقریباً تمام اعلیٰ افسروں سے واقف ہوں" ــــ فواد
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس منان نے بلف تو نہیں کیا" ــــ عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی
شہرت اس معاملے میں ایسی ہے کہ یہ غلط بات
نہیں کرتا ــــ اگر نہ جانتا ہو تو صاف بتا دیتا ہے"

فواد نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔۔ اب ہوٹل آنندی چلو۔ ذرا اس ڈان سے بھی ملاقات ہو جائے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور فواد نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

کمرے کا دروازہ کھول کر آرجر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ اور ایک کونے میں موجود بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ رانسن۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔۔ میں ذرا انتہائی ضروری کاموں میں الجھ گیا تھا اس لئے مجھے دیر ہو گئی" ۔۔۔۔ آرجر نے جسے اس ادھیڑ عمر آدمی نے رانسن کہہ کر پکارا تھا۔ مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ساتھ ہی میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"باس۔ مکمل کامیابی۔ میں نے مدفون مقبرے کی کھدائی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ ایک دو روز میں وہاں کام شروع ہو جائے گا" ——— آرجر نے جواب دیا۔

"گڈ ——— تو اس ڈان کا پتہ کاٹ دیا جائے"۔ باس نے کہا۔

"سر۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے" ——— آرجر نے جواب دیا۔

"سنو۔ میں تمہیں ایک اہم بات بتانے لگا ہوں۔ اسے غور سے سنو۔ اس کتبے کی چوری کے چکر میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کود پڑی ہے ——— اس کا خاص آدمی علی عمران یہاں پہنچ گیا ہے۔ اور یہ ہمارے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک بات ہے" ——— ادھیڑ عمر نے پُر اسرار سے انداز میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ——— لیکن اس کا اس کتبے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ——— آرجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا سوال اپنی جگہ درست ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ بات صرف کتبے کی حد تک محدود نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کے سخت مخالف ہے ——— اور اس نے اب تک اسرائیل کو

مختلف مشنز میں انتہائی نقصان پہنچایا ہے۔ اور یہ مدفون مقبرہ والا مشن ہمارا اہم ترین مشن ہے۔ ہمارا مقصد صرف وہ نوادرات حاصل کرنا نہیں ہے ——— ان سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے اس سے پہلے ہمارا مشن یہ تھا کہ جب ڈان تمہاری مدد سے یہ مقبرہ خالی کر دے گا۔ تو پھر ہم اس مقبرہ پر خفیہ طور پر قبضہ کر لیں گے ——— ہم اس مقبرے میں ایک ایسا پروجیکٹ قائم کرنا چاہتے تھے۔ جس سے ہم اس پورے علاقے کو مکمل طور پر کنٹرول کر سکیں۔ اور اس کی بنیادی شرط یہی تھی کہ حکومت مصر کو بھی اس کا علم نہ ہو ——— لیکن اب یہ صورت حال بدل گئی ہے۔ عمران کی یہاں آمد کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح اس منصوبے کی بھنک پڑ گئی ہے ——— ورنہ عمران صرف خزانے اور کتبہ کے سلسلے میں یہاں نہیں آ سکتا۔ اور پھر سب سے خطرناک بات یہ ہوئی ہے کہ عمران یہاں آتے ہی ڈان کی راہ پر نکل پڑا ہے ——— ڈان نے بہت سی حماقتیں کی ہیں۔ جس کی وجہ سے ڈان کا نام سامنے آ گیا ہے۔ اب اگر ——— ڈان کے ذریعے عمران اس کتبے یا اس مدفون مقبرے تک پہنچ جاتا ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ مصری حکومت کو اس مقبرے کا علم ہو جائے گا۔ اور ہمارا سارا پروجیکٹ ختم ہو جائے گا ——— چنانچہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام نے فوری طور پر اپنا مشن تبدیل کر دیا ہے۔ اگر

ہم ڈان کا خاتمہ کر دیتے ہیں تو یقیناً عمران کے لئے آگے بڑھنے کا راستہ باقی نہیں رہے گا۔ لیکن عمران جب تک وہ اصل کتبہ تلاش نہیں کرلے گا واپس نہیں جائے گا۔ اور اصل کتبہ عمران کی تحویل میں دینے کا مطلب ہوگا کہ یہ مدفون مقبرے بھی اس کے سامنے آجائیں ——— اور اس کے ذریعے مصری حکومت بھی اس سے آگاہ ہو جائے۔ اور عمران ایک بھوت کی طرح اصل کتبے کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اس لئے پلاننگ کی گئی ہے کہ اصل کتبہ ڈان سے برآمد کرا کر عمران کے حوالے کر دیا جائے ——— لیکن اس اصل میں ایسی گڑبڑ کر دی جائے کہ دونوں مقبروں کا صحیح محل وقوع معلوم نہ کیا جاسکے۔ اس اصل کتبے کو دو افراد نے دیکھا ہے۔ ایک ڈاکٹر عمر ابدال اور دوسرا مصری ماہر جان آرنلٹ ——— اگر ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو اور کوئی آدمی اصل کتبے میں گڑبڑ کا پتہ نہ چلا سکے گا" ——— ادھیڑ عمر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس عمران کو ہی گولی مار دی جائے۔ ایک آدمی کو گولی مارنا کونسی مشکل بات ہے" ——— آرجم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چونکہ اس عمران کو نہیں جانتے ہو۔ اس لئے ایسی بات کر رہے ہو۔ اگر اسے اتنی آسانی سے گولی ماری جا سکتی تو شاید اسرائیل اب تک ایک لاکھ گولیاں اس کے

جسم میں اتار چکا ہوتا۔ لیکن اگر اسرائیل باوجود کوشش کے اس کے جسم پہ خراش بھی نہ ڈال سکا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ یہ کام اگر ناممکن نہیں ہے تو ممکن بھی نہیں ہے اور اگر ہم نے ایسا حملہ کیا تو پھر ساری بات ہی سامنے آجائے گی ——— عمران ہمارے راستے پر چل نکلے گا" ادھیڑ عمر نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— آپ بہرحال مجھ سے زیادہ ہر بات کو بہتر جانتے ہیں۔ جو فیصلہ آپ کریں گے وہ یقیناً بہتر ہو گا" ——— آرجم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس میں ایک اور رکاوٹ بھی موجود ہے۔ جس پر فی الحال غور کیا جارہا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اپنی مکمل رپورٹ تیار کر لی ہے" ——— ادھیڑ عمر نے کہا۔

"بالکل باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل تو میرا اولین فرض ہے" ——— آرجم نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکالی۔ اور بڑے ادب سے ادھیڑ عمر کی طرف بڑھا دی۔

ادھیڑ عمر باس نے اس کے ہاتھوں سے فائل لی اور پھر اسے کھول کر غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ بڑی گہری نظروں سے فائل میں درج تفصیلات کو پڑھ رہا تھا جب کہ آرجم خاموش بیٹھا ہوا تھا ——— اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"گڈ ——— واقعی تم نے انتہائی تفصیلی رپورٹ دی ہے"
ادھیڑ عمر نے فائل بند کر کے اُسے میز کی دراز کھول کر
اس میں رکھتے ہوئے کہا پھر اس نے دراز بند کر دی۔
"ہاں ——— میں رکاوٹ کی بات کر رہا تھا۔ تو وہ رکاوٹ
تمہاری ذات ہے" ——— ادھیڑ عمر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"ج ——— جی ——— میری ذات رکاوٹ ——— کیا مطلب"
آر جبرا ادھیڑ عمر باس کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا
"ہاں۔ اس اہم ترین مشن میں تمہاری ذات بھی رکاوٹ
بن گئی ہے۔ جس کا حل ہم نے نکالنا ہے۔ بات یہ ہے کہ
ڈان تمہیں جانتا ہے ——— اور عمران ڈان کی راہ پر چل
نکلا ہے۔ اور ڈان کی عورت نتاشا بھی تمہیں جانتی ہے
اور ڈان کے گروپ کے آدمی بھی تمہیں جانتے ہیں۔ اگر
عمران درمیان میں نہ آٹپکتا تو پھر ہمیں اس سے کوئی فرق
نہ پڑتا ——— ہمیں صرف وہ خالی مقبرہ چاہیئے تھا اور بس
لیکن عمران کے درمیان میں آجانے سے ساری صورتحال
ہی بدل گئی ہے۔ اب ہو گا اس طرح کہ ڈان کے ذریعے
وہ تم تک پہنچ جائے گا ——— اور جب وہ تم تک پہنچے گا
پھر یقیناً وہ ہم تک پہنچ جائے گا۔ اور ابھی ابھی مجھے ایک
اور اطلاع ملی ہے کہ منان آفندی نے دو مصری اجنبیوں
کو تمہارے متعلق معلومات فروخت کی ہیں ——— اس کا

پتہ شاید ہمیں نہ چلتا لیکن منان آفندی کو جب ٹیلی فون کال
ملی تو ہمارا ایک آدمی اس سے معلومات خریدنے کی
کوشش کر رہا تھا ——— منان آفندی نے جب
فون پر ڈان کا لفظ ادا کیا تو ہمارا آدمی ہوشیار ہو گیا۔
اور اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں منان آفندی کے
باس پر ایک انتہائی جدید ترین کال کیچر لگا دیا۔ یہ
کال کیچر بالکل سیاہی کے نقطے کی مانند ہے ——— اور
انتہائی جدید ترین ایجاد ہے۔ اس کے بعد منان آفندی
اس کال پر روانہ ہو گیا۔ ہمارا آدمی اس کے تعاقب میں
گیا ——— مصطفیٰ بازار کی جنرل پارکنگ میں ایک نوجوان
منان آفندی کو ساتھ لے گیا۔ اور پھر وہ کار میں بیٹھ گئے۔
لیکن ہمارے آدمی نے اس کال کیچر کی مدد سے ان کی
تمام گفتگو ٹیپ کر لی ——— اس ٹیپ سے پتہ چلا کہ
انہوں نے ڈان کے متعلق اس کتبے کے متعلق اور تمہارے
متعلق معلومات حاصل کی ہیں اور آفندی نے تمہارا مکمل حلیہ
اور قد و قامت انہیں بتا دیا ہے ——— اور جہاں تک میں
نے یہ ٹیپ سنا ہے یہ معلومات یقیناً عمران نے یا
اس کے کسی ایجنٹ نے خریدی ہیں۔ اس کا مطلب
ہے کہ تم بھی پکچر میں آ گئے ہو ——— اب وہ لازماً تمہیں
بھی ٹریس کرے گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے
کہ تمہیں اس کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا

جائے مجھے افسوس ہے لیکن عظیم اسرائیل کے مفادات
کی خاطر تمہیں یہ قربانی دینی ہی پڑے گی" ــــ ادھیڑ عمر
آدمی نے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے میز کے
کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ایک دھماکہ
ہوا ــــ اور ساتھ ہی آرجم چیخ مار کر کرسی سمیت پیچھے کی
طرف الٹ گیا۔ میز کے دوسرے کنارے سے گولی
نکل کر ٹھیک اس کے سینے میں گھس گئی تھی۔ نیچے گر کر
چند لمحے آرجم تڑپتا رہا۔ پھر ساکت ہو گیا۔

ادھیڑ عمر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور
بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو مسلح
نوجوان اندر داخل ہوئے۔

"اس کی لاش لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دو"
ادھیڑ عمر نے فرش پر پڑی ہوئی آرجم کی لاش کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور دونوں نوجوان تیزی سے
آگے بڑھے اور پھر انہوں نے جھک کر آرجم کی لاش
اٹھائی اور خاموشی سے باہر نکل گئے۔

ادھیڑ عمر نے دروازہ بند کرتے ہی ٹیلی فون اٹھایا۔
اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ زیڈ تھرٹی" ــــ دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی۔

"زیڈ ون سپیکنگ" ــــ ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے

میں کہا۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے
کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"ڈان کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ــــ زیڈ ون
نے پوچھا۔

"باس ــــ اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ ابھی موصول
ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی کلثوم اور اس کا ایک پاکیشیائی
مہمان فیاض اس سے ہوٹل میں آ کر ملے ہیں۔ وہ اس
کے دفتر میں ایک گھنٹے تک رہے ہیں ــــ اس کے
بعد واپس چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد ڈان دفتر سے
اٹھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر چلا گیا ہے اور ابھی تک وہیں
ہے" ــــ زیڈ تھرٹی نے جواب دیا۔

"تمہیں اس پاکیشیائی کا نام کس نے بتایا ہے"
زیڈ ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"کلثوم نے کاؤنٹر پر اس کا یہی تعارف کرایا تھا"
زیڈ تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میری بات غور سے سن لو۔ تم
نے ڈان کی عورت نتاشا کو اغوا کرنا ہے۔ اسے زیرو
ون سنٹر میں رکھا جائے گا ــــ ڈان کے ہیڈ کوارٹر
سے وہ اصل کتبہ بھی تم نے برآمد کرنا ہے۔ اس کے لئے
بے شک اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دو۔ ڈان کو

قتل کر دو۔ لیکن وہ کتبہ صحیح سالم حالت میں زیرو ون سنٹر پہنچ جائے۔ جہاں وہ نتاشا موجود ہو گی۔ بس تمہارا کام اتنا ہو گا ——— باقی کام زیرو ون سنٹر والے کر لیں گے "

زیڈ ون نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس باس ——— حکم کی تعمیل ہو گی " ——— زیڈ تھرٹی نے جواب دیا۔

" فوری تعمیل کر کے مجھے رپورٹ دو " ——— زیڈ ون نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

" یس ——— زیرو ون " ——— چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور سے ابھری۔

" زیڈ ون " ——— زیڈ ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس " ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" زیڈ تھرٹی کو میں نے آرڈرز دیئے ہیں۔ وہ ڈان کی عورت نتاشا کو اغوا کر کے زیرو ون سنٹر پہنچا دے گا۔ اُسے وہاں تم نے بلیو روم میں مسلسل بے ہوش رکھنا ہے۔ اور ساتھ ہی زیڈ تھرٹی ایک کتبہ بھی ڈان کے ہیڈ کوارٹر سے حاصل کر کے تمہیں پہنچا دے گا ——— تم نے اس کتبے کو فوری طور پر آرتھری کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دینا ہے۔ اور مجھے یہ کام ہوتے ہی رپورٹ کرنی ہے "

زیڈ ون نے کہا۔

" یس باس " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور زیڈ ون نے او۔ کے کہہ کر ایک بار پھر ہاتھ بڑھایا۔ اور کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

" آرتھری " ——— چند لمحوں بعد ایک اور آواز ابھری۔

" زیڈ ون " ——— باس نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس باس " ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" زیرو ون سنٹر سے ایک قدیم کتبہ تمہیں بھیجا جائے گا۔ تم نے یہ کتبہ فوری طور پر ڈسمینڈ کے حوالے کر دینا ہے ——— ڈسمینڈ کو مکمل ہدایات دی جا چکی ہیں۔ جب ڈسمینڈ اس کتبے پر کام کرے گا تو تم نے کتبہ واپس زیرو ون کو بھجوا دینا ہے اور مجھے رپورٹ کرنی ہے "

زیڈ ون نے کہا۔

" یس سر " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور زیڈ ون نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا۔ اور تیزی سے ایک بار پھر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" یس ——— ڈسمینڈ سپیکنگ " ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کپکپاتی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والا آواز سے ہی کافی بوڑھا دکھائی دیتا تھا۔

"ڈسمینڈ میں کرنل آرچ بول رہا ہوں" ——— اس بار زیڈدن کے لہجے میں تحکمانہ پن غائب تھا۔

"اوہ کرنل آرچ ——— میں یہاں فارغ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا ہوں۔ آپ نے آخر مجھے کیوں بلایا ہے"۔ بوڑھے ڈسمینڈ نے بڑے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"آپ کی مصروفیت شروع ہونے والی ہے جناب میں نے تمام پلاننگ سیٹ کر لی ہے۔ کتبہ آپ تک آرتھری پہنچا دے گا ——— میں نے فون اس لئے کیا ہے۔ کہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس اصل کتبے کو دو آدمیوں نے اب تک دیکھا ہوا ہے۔ ایک تو ڈاکٹر عمر ابدال ہے اور دوسرے مشہور مصری ماہر جان آرنلٹ۔ آپ کے کام کے بعد کیا انہیں کوئی شک پڑ سکتا ہے۔ کہ کتبے پر کام کیا گیا ہے ——— اگر ایسا ہے تو پھر مجھے ان دونوں کو ختم کرنا پڑے گا" ——— کرنل آرچ نے کہا۔

"اوہ نہیں کرنل۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ تو صرف اتنا ہے کہ اس پر ایسا کام کیا جائے کہ مدفون مقبرے کا صحیح محل وقوع ٹریس نہ ہو سکے"۔ ——— ڈسمینڈ نے کہا۔

"ہاں بالکل ——— ہم اس مقبرے کا صحیح محل وقوع مکمل طور پر سیکرٹ رکھنا چاہتے ہیں" ——— کرنل آرچ نے

جواب دیا۔

"ایسا ہو جائے گا۔ تمہیں ان دونوں کا خاتمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ دونوں مصری آثار قدیمہ پر بہت بڑی اتھارٹیز ہیں ——— ان کی موت علمی طور پر ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گی" ——— ڈسمینڈ نے کہا۔

"آپ علمی ادبی کی بات چھوڑیں۔ میرا علمی ادبی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے تو اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرنا ہے ——— اور جہاں اسرائیل کے مفادات سامنے ہوں وہاں میں پوری دنیا کے علمی ادبی لوگوں کا بیک وقت خاتمہ بھی کر سکتا ہوں" ——— کرنل آرچ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل آرچ صرف آپ ہی یہودی نہیں ہیں۔ میں بھی یہودی ہوں۔ صرف آپ کو ہی اسرائیل کے مفادات کا خیال نہیں ہے مجھے بھی ہے۔ سمجھے ——— جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں ایسا کام کر دوں گا کہ ڈاکٹر عمر ابدال اور جان آرنلٹ تو کیا سر کمال عبداللہ بھی ساری عمر ٹکریں مارتے رہیں تب بھی وہ نہ ہی کتبے میں کسی گڑبڑ کا اندازہ کر سکیں گے اور نہ ہی مقبرے کا صحیح محل وقوع معلوم کر سکیں گے ——— میں نے پوری پلاننگ سیٹ کر لی ہے۔ اصل کتبے کا فوٹو اور وہ نقشہ جو جان آرنلٹ نے بنایا ہے میرے سامنے موجود ہے۔ اور ان کو اچھی طرح دیکھنے کے

بعد ہی میں یہ بات کر رہا ہوں ۔ میں نے ایسی پلاننگ کی ہے
کہ کتبے کی تحریر کی صرف ایک شکل کو معمولی سا فرق ڈال
دینے سے محل وقوع میں زمین آسمان کا فرق پڑ جائے گا۔
اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ فرق جو میں نے سوچا ہے —— اس
سے جو محل وقوع سامنے آئے گا وہ اصل محل وقوع سے
تقریباً ایک ہزار کلومیٹر دور ہے ۔ اور دلچسپ بات یہ ہے
کہ وہاں ایک چھوٹا سا مدفون مقبرہ بھی موجود ہے ۔ اس
چھوٹے مقبرے کی تلاش بھی میرا ہی کام تھا —— اور یہ
بھی بتا دوں کہ یہ مقبرہ نہ صرف میں نے تلاش کیا تھا بلکہ میں
نے سرنگ لگا کر اسے اندر سے چیک کیا تھا ۔ لیکن یہ مقبرہ
مصنوعی تھا —— اس لئے میں نے اسے دوبارہ بند کر
دیا تھا ۔ اس طرح کتبے پر کام کرنے سے جو مقبرہ سامنے
آئے گا وہ وہی مصنوعی مقبرہ ہو گا ۔ اور اس کے ملنے
کے بعد مصری حکومت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو جائے
گی —— اور اصل مقبرے سے اسرائیل جو کام لینا چاہتا
ہے ۔ اطمینان سے لیتا رہے گا "—— ڈسمینڈ نے تیز
تیز لہجے میں کہا ۔
" مصنوعی مقبرے سے آپ کی کیا مراد ہے "—— کرنل
آرچ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا ۔
" اوہ ۔ تم صرف جاسوس ٹائپ چیز ہو ۔ اس لئے تم تفصیل
تو نہ سمجھ سکو گے ۔ مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ قدیم مصری دور

میں بھی بادشاہوں اور بادشاہوں سے متعلق مقبروں میں موجود
دولت چوری کی جاتی تھی ۔ اس وقت بھی انسان کی یہی فطرت
تھی جو آج کل ہے —— گو پکڑے جانے کے بعد ان چوروں
کا حشر انتہائی عبرتناک ہوتا تھا ۔ لیکن —— چوری بہرحال ہوتی
تھی ۔ اس لئے اس کا یہ حل نکالا گیا تھا کہ اصل مقبرے کے
ساتھ ساتھ کہیں ہٹ کر ایک مصنوعی مقبرہ بنایا جاتا تھا ۔ سب
کو یہی علم ہوتا تھا کہ یہی اصل مقبرہ ہے —— لیکن پھر انتہائی
خفیہ طریقے سے وہاں سے تمام مال و دولت اور ممی کو اصل
مقبرے میں شفٹ کر دیا جاتا تھا ۔ اور مصنوعی مقبرے میں ویسی
ہی مصنوعی چیزیں رکھی جاتی تھیں —— اس طرح اصل چیزیں
چوری ہونے سے بچ جاتی تھیں ۔ ایسا ہی ایک مصنوعی مقبرہ
مجھے بھی ملا تھا جسے پڑتال کرنے کے بعد میں نے بند کر دیا
تھا —— اب اسی مصنوعی مقبرے کی نشاندہی یہ کتبہ کرے گا ۔
اور جب مصری حکومت کو معلوم ہو گا کہ مقبرہ مصنوعی ہے تو وہ
مطمئن ہو کر بیٹھ جائے گی "—— ڈسمینڈ نے جواب دیا ۔
" اوہ ویری گڈ جناب —— ویری گڈ ۔ آپ نے واقعی اسرائیل
کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ۔ کیونکہ جان آرنلڈ اور
ڈاکٹر عمر ابدال دونوں کے بیک وقت خاتمے سے لازماً
مصری حکومت چونک پڑتی اور پھر تفتیش کا وسیع سلسلہ شروع
ہو جاتا جو لازماً ہمارے لئے پریشانی کا ثابت ہوتا —— اب
اس قسم کا کوئی مسئلہ نہ ہو گا ۔ بلکہ آپ کی اس پلاننگ سے

سارا کیس اس طرح سیٹ ہو جائے گا کہ مصری حکومت کو قیامت تک ہمارے اس مخصوص پراجیکٹ کا علم نہ ہو سکے گا۔ ویل ڈن جناب ویل ڈن —— میں پرائم منسٹر صاحب سے آپ کی اس ذہانت آمیز پلاننگ کی ضرور رپورٹ کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو اسرائیل کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا جائے گا۔" —— کرنل آپرح نے واقعی انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"اوہ تھینک یو کرنل آپرح —— بہرحال میں نے یہ سب کچھ عظیم اسرائیل کے مفاد میں سوچا ہے۔ تھینک یو" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل آپرح نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ ڈسمنیڈ نے اس کے ذہن کی سب سے بڑی خلش دور کر دی تھی —— اب یہ کتبہ نتاشا کے ذریعے آسانی سے واپس کرایا جا سکتا تھا۔ اور پھر اس کتبے کے مطابق وہ فرضی مقبرے میں ٹکریں مارتے رہ جائیں گے۔ جب کہ اصل مقبرہ اسرائیل کے ایک انتہائی جدید خفیہ سائنسی اڈے میں تبدیل ہو جائے گا —— اُسے معلوم تھا کہ زیرو ون سنٹر میں ایسی مشینری موجود ہے جو نتاشا کے ذہن کو کنٹرول کرے گی اور اس کے بعد نتاشا یہ کتبہ لے کر سیدھی ڈاکٹر عمر ابدال کے پاس پہنچ جائے گی —— اور وہاں وہ یہ بھی بتائے گی کہ وہ انتہائی محب وطن عورت ہے۔

اس لئے جیسے ہی اُسے معلوم ہوا کہ ڈان مصر کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس نے ڈان کا خاتمہ کر دیا۔ اور کتبہ لے آئی —— اس طرح عمران بھی مطمئن ہو جائے گا۔ اور مصری حکومت بھی۔ اور اسرائیل کو ایک ایسا اڈہ ہمیشہ کے لئے مہیا ہو جائے گا۔ جس کی تلاش کئی سالوں سے کی جا رہی تھی —— اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اُسے خیال آ گیا تھا۔ کہ جان آرنلٹ نے نہ صرف اصل کتبہ دیکھا ہے بلکہ اس کا نقشہ بھی بنایا ہے۔ اب ڈسمنیڈ کے کام کے بعد یہ نقشہ لازماً بدل جائے گا تو جان آرنلٹ لازماً یہ بات سمجھ جائے گا کہ اس کتبے میں گڑبڑ کی گئی ہے —— اس لئے جان آرنلٹ کا خاتمہ لازمی ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی ٹیلی فون اٹھایا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ جان آرنلٹ کے فوری خاتمے کے احکامات دے سکے۔

ڈان ہوٹل آفندی میں موجود نہ تھا۔ اس لئے
عمران فواد کے ساتھ واپس اس کی رہائش گاہ پر آ گیا۔
اور اس کی ہدایت پر فواد اپنی اصل شکل صورت میں اس
آرجر کی تلاش کے لئے نکل گیا ——— فواد نے عمران
کو بتایا تھا کہ مصری محکمہ آثار قدیمہ میں اس کا ایک
ایسا دوست موجود ہے جس کا تعلق اسٹیبلشمنٹ ڈویژن
سے ہے ——— اور اس کے پاس تمام آفیسرز کا مکمل
کمپیوٹر ریکارڈ موجود رہتا ہے۔ اس کی مدد سے وہ
انتہائی آسانی سے اس آرجر کو تلاش کر لے گا چنانچہ
عمران نے اُسے اس کام پر بھیج دیا۔ اور خود وہ سٹنگ
روم کی آرام کرسی پر بیٹھ کر صورت حال کا ذہنی طور پر تجزیہ
کرنے میں مصروف ہو گیا ——— عبدالمنان آفندی نے

واقعی انتہائی قیمتی معلومات مہیا کی تھیں۔ اور آرجر اور ڈان کے
ملنے کے بعد وہ آسانی سے ان پر ہاتھ ڈال کر وہ اصل
کتبہ تلاش کر سکتا تھا ——— اور اصل کتبہ تلاش کرنے
کے بعد اُسے ڈاکٹر عمر ابدال کے سپرد کرنے کے بعد
اس کا مشن ختم ہو جاتا۔ اور وہ اطمینان سے واپس جا سکتا
تھا ——— ایک لحاظ سے اس کا مشن تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔
اب بس صرف مجرموں پر ہاتھ ڈالنا باقی رہ گیا تھا۔ اور یہ
اس کی نظروں میں انتہائی معمولی کام تھا۔ اب اُسے
صرف فواد کا انتظار تھا کہ وہ اگر آرجر کو تلاش کر لے تو
پھر وہ باقاعدہ طور پر حرکت میں آ جائے ——— اور پھر
تقریباً دو گھنٹوں بعد فواد کمرے میں داخل ہوا۔
"کیا ہوا ——— مل گیا علی بابا چالیس چوروں کا سراغ"۔
عمران نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"بالکل جناب۔ اس کا نام رانسن ہے اور وہ شعبہ
تحقیق و کھدائی میں چیف آفیسر ہے۔ یہاں جتنی بھی جدید
کھدائیاں ہوتی ہیں وہ اس شعبے کا انچارج ہے"
فواد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اُس
نے کوٹ کی جیب سے ایک تصویر نکال کر عمران کی طرف
بڑھا دی۔
"میں اس کی تصویر کی ایک کاپی بھی لے آیا ہوں۔
اور اس کی رہائش گاہ کا پتہ بھی مل گیا ہے وہ پاشا کالونی

کی کوٹھی نمبر ایک سو دس میں رہتا ہے۔ غیر شادی شدہ ہے اور وہاں صرف ملازموں کے ساتھ رہتا ہے"
فواد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہماری رینج ہی شاید اللہ میاں نے کنواروں کی بنا دی ہے۔ جو ملتا ہے کنوارہ ہی ملتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور فواد ہنسنے لگا۔

" اب کیا پروگرام ہے" ——— فواد نے پوچھا۔

" میں اس کی رہائش گاہ پر جاتا ہوں تم اس ڈان کو تلاش کرو۔ ویسے جتنی آسانی سے تم گمشدہ افراد مع تصویر ڈھونڈھ لیتے ہو ——— اگر تم امپورٹ ایکسپورٹ کی بجائے گمشدہ بچوں کی تلاش کا کام شروع کر دو تو دیکھتے ہی دیکھتے کروڑوں پتی بن جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بچوں کو تلاش کر کے میں کروڑوں پتی کیسے بن سکتا ہوں۔ کتنے بچے گم ہوتے ہوں گے۔ یہی سال میں زیادہ سے زیادہ پچاس۔ ساٹھ ——— اور ان کی تلاش کا مجھے کیا معاوضہ ملے گا۔ ماں باپ کی دعائیں" ——— فواد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار۔ یہ تمہاری امپورٹ ایکسپورٹ کی فرم کون چلاتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

" فرم میں خود چلاتا ہوں ——— کیوں" ——— فواد نے چونک کر پوچھا۔ اُسے شاید عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

" اس لئے تو تم سے آج تک اتنی رقم بھی اکٹھی نہیں ہوئی کہ شادی ہی کر لو۔ خاک چلاتے ہو گے تم فرم۔ تمہارا ذہن ہی کاروباری نہیں ہے" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آخر بات کیا ہے۔ یہ آپ کو بچوں کی تلاش کا مشورہ دیتے دیتے میری فرم کیسے یاد آ گئی" ——— فواد نے ہنستے ہوئے کہا۔

" وہ اس لئے کہ تمہیں کاروبار کرنا ہی نہیں آتا۔ بھائی ہمارے ہاں بچوں کی تلاش والا دھندہ بڑے عروج پر ہے ——— لاکھوں روپے لوگ نقد کما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی بھرپور دعائیں۔ اور سماجی کارکن کا تمغہ بھی سینے پر موجود" عمران نے کہا۔

" اچھا ——— وہ کیسے۔ مجھے تو سرے سے ہی کاروبار نظر نہیں آتا" ——— فواد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہا ہوں تمہارا ذہن کاروباری نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں آ کر کچھ عرصہ ٹریننگ لو۔ ہمارے ہاں بچوں کی تلاش کا دھندہ بڑے سائنٹفک انداز میں ہوتا ہے ——— ایک تنظیم بنائی جس کا نام رکھ دیا انجمن

خدمت عوام یا انجمن فلاح عوام یا انجمن خدمت انسانیت ۔
یا پھر یہ بھی نام ہو سکتا ہے انجمن تلاش گمشدہ بچگان ۔ بہرحال
نام کوئی بھی ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ـــــ بس
انجمن کا بورڈ کسی مکان پر لگا دیا اور اس کے بعد کاروبار
شروع ۔ اب انجمن کے آدمی ریلوے اسٹیشنوں ۔ بس
اڈوں ـــــ رہائشی کالونیوں ۔ پُرہجوم مارکیٹوں میں پھیل گئے
اور بچے گم ہونے شروع ہو گئے" ـــــ عمران نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ بچے گم ہونے
شروع ہو گئے ۔ آپ تو بچوں کی تلاش کی بات کر رہے
تھے" ـــــ فواد نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا ۔

"ارے ۔ یہی تو کاروباری راز ہے ۔ اگر بچے گم نہیں
ہوں گے تو تلاش کیسے کئے جائیں گے ۔ بس بچے گم
ہونے شروع ہو گئے ـــــ اور پھر ان بچوں کو انجمن کے
مخصوص سٹور میں بند کر دیا گیا ۔ ایک دو روز انہیں وہاں
رکھا گیا ۔ ظاہر ہے اس دوران بچوں کے والدین پاگل
پن کے قریب پہنچ گئے ـــــ اور وہ اپنی ساری دولت
اور جائیداد بھی بچے کے بدلے میں دینے پر تیار ہو جاتے
ہیں ۔ بچوں سے پتہ پوچھ کر انجمن کے آدمی ان کے
والدین سے ملے اور انہیں قیمتی معلومات مہیا کر دیں کہ
ایک بیگار کیمپ سے اتفاقاً بھاگے ہوئے بچے نے

بتایا ہے کہ آپ کا بچہ اس بیگار کیمپ میں موجود ہے ۔
اور اس پر بے پناہ ظلم ہو رہا ہے ۔ انجمن کو اس پر بڑا
دکھ ہے ـــــ انجمن نے اپنے ذرائع سے انتہائی جدوجہد
کے بعد بڑے بااثر افراد سے رابطہ قائم کر کے آپ کے
بچے کو اس بیگار کیمپ سے رہائی دلانے کی بات چیت
کی ہے لیکن وہ لوگ اتنے لاکھ مانگ رہے ہیں ۔ اب
انجمن تو بھاگ دوڑ ہی کر سکتی ہے رقم تو خرچ نہیں کر سکتی ۔
کیونکہ انجمن تو رضاکارانہ اور فلاحی انجمن ہے ـــــ بس
ماں باپ بچے کی واپسی کی خبر ملتے ہی بے چین ہو گئے ۔
اور اس کے بعد چاہے وہ جائیداد بیچیں ۔ زیور فروخت کریں ۔
کسی سے ادھار مانگیں ـــــ رقم مہیا اور دو تین روز بعد
بچہ واپس ۔ اس دوران معصوم بچے کے سامنے یہی
ڈرامہ ہو گا کہ وہ بیگار کیمپ کے کسی خفیہ کمرے میں بند
ہے ـــــ بس اس طرح بچے گم ہوتے رہے ۔ سٹور
میں پہنچتے رہے ۔ انہیں انجمن کی مدد سے بیگار کیمپوں سے
رہائی ملتی رہی اور انجمن کے ذاتی اکاؤنٹ میں دولت کا
گراف تیزی سے بڑھتا گیا ـــــ ساتھ ساتھ ماں باپ کی
پُرخلوص دعائیں اور سماجی خدمات کے اعلیٰ تمغے ۔ کہو کیسا
کاروبار ہے ۔ تمہارے امپورٹ ایکسپورٹ سے بہتر
ہے یا نہیں" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا ۔ اور فواد کی آنکھیں پھیلتی گئیں ۔

"اوہ اوہ ـــــ کیا وہاں سب انجمنیں یہی دھندہ کرتی ہیں۔ اوہ کس قدر مکروہ اور غیر انسانی کاروبار ہے" فواد نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ساری انجمنیں ایسا نہیں کرتیں۔ میں چند کی بات کر رہا ہوں۔ ورنہ وہاں ایسی انجمنیں بھی ہیں جو واقعی خدمت عوام اور خدمت انسانیت کا کام رضاکارانہ طور پر کرتی ہیں ـــــ لیکن بہرحال ایسی انجمنیں بھی موجود ہیں جب اتفاق سے یہ قانونی شکنجے میں آتی ہیں تب ان کے اس دھندے کا پتہ چلتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فواد نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ شیطان تو بہرحال ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن میں تو یہ تصور کر کے ہی خوفزدہ ہو گیا تھا کہ سب ایسا کرتے ہیں" ـــــ فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو یہاں کی نمائندگی تم سنبھال لو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس کی نمائندگی" ـــــ فواد نے چونک کر پوچھا۔

"شیطان کی۔ اور کس کی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور فواد نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

"نمائندہ تو بہرحال میں یہاں ہوں۔ ایکسٹو کا۔ لیکن اب ایکسٹو کیا ہے یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے"

فواد نے کہا۔

اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ فواد نے واقعی خوب صورت چوٹ کی تھی۔

"صاحب۔ کھانا لگاؤں" ـــــ اسی لمحے فواد کے ملازم نے اندر داخل ہو کر پوچھا۔

"اوہ ہاں۔ ضرور لگاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ" ـــــ فواد نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ملازم بھی مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یعنی خدمت عوام سے پہلے خدمت شکم کا پروگرام بن گیا" ـــــ عمران نے کہا اور فواد ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کھانے کی میز پر موجود تھے۔ کھانا واقعی بے حد اچھا تھا۔ اس لئے عمران نے بھی خوب سیر ہو کر کھایا۔

"آج مجھے پتہ چلا کہ لوگ کنوارے کیوں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے جب اتنا اچھا باورچی مل جائے تو کس کا دل کرتا ہے جلی ہوئی ہنڈیا کھانے کا" ـــــ عمران نے ٹشو سے منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے آپ کا باورچی بھی اچھا کھانا پکاتا ہے" ـــــ فواد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا باورچی ـــــ ارے خدا کی پناہ۔ وہ کھانا پکاتا کم ہے۔ اور سناتا زیادہ ہے۔ اور جو پکاتا ہے وہ اپنے

لئے اور جو سنتا ہے وہ میرے لئے ۔ اپنے لئے
حریرے اور میرے لئے مونگ کی دال ۔ احتجاج کرو تو
آٹے دال کا بھاؤ سننا پڑتا ہے ـــــ اور یہ بھاؤ اس
قدر تیز ہوتا ہے کہ میں ڈر کے مارے بے ہوش بھی
نہیں ہو سکتا" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اور
فواد بے اختیار ہنسنے لگا ۔

" اچھا اب تم تو چلو رتلاشِ گمشدگان میں اور میں اب
جاتا ہوں ۔ اس رانسن عرف آرجر سے ملاقات کے لئے"
عمران نے ڈائننگ روم سے برآمدے میں پہنچتے ہوئے
کہا ۔ اور فواد نے سر ہلا دیا ۔

" آپ کون سی کار لے جائیں گے" ـــــ فواد نے
پورچ میں کھڑی دونوں کاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

"جس میں پیٹرول زیادہ ہو" ـــــ عمران نے کہا ۔ اور
فواد قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

" صاحب ۔ فون ہے " ـــــ اسی لمحے ملازم نے
آکر کہا ۔

" اوہ ۔ کیا تمہارے فون میں سائیلنسر لگا ہوا ہے ۔ بڑا
نفیس سائیلنسر ہے " ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا ۔
کیونکہ فون تو اس کے سامنے برآمدے کے ایک
کونے میں خاموش پڑا نظر آ رہا تھا ۔

" اوہ ۔ یہ تو عام فون ہے ۔ میں نے ایک سپیشل فون لگوایا

ہوا ہے ۔ آئیے ۔ یہ یقیناً علی جان کا ہو گا" ـــــ فواد نے
کہا ۔ اور تیزی سے اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا ۔
عمران بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے گیا ۔ راہداری کے
آخر میں فواد نے سائیڈ کی دیوار کے ایک مخصوص حصے
پر پیر مارا تو سامنے کی دیوار ہٹ گئی ـــــ اور سیڑھیاں
نیچے جاتی ہوئی دکھائی دینے لگیں ۔ آگے پیچھے سیڑھیاں
اترتے ہوئے وہ ایک تہہ خانہ نما کمرے میں پہنچ گئے ۔
یہاں ایک انتہائی جدید لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا ۔
اور مختلف قسم کے انتہائی جدید اسلحہ سے بھری ہوئی
الماریاں بھی دیواروں کے ساتھ لگی دکھائی دے رہی
تھیں ـــــ درمیان میں رکھی ہوئی بڑی سی میز پر سرخ رنگ
کا فون موجود تھا ۔ فواد تیزی سے اسی فون کی طرف بڑھا ۔
اور اس نے رسیور اٹھا لیا ۔ عمران البتہ آنکھیں جھپکا جھپکا
کر کمرے کو دیکھ رہا تھا جو اپنی ہیئت کے اعتبار سے
کسی خفیہ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نظر آ رہا تھا ۔

" یس ـــــ ایو بی سپیکنگ " ـــــ فواد نے بدلے
ہوئے لیکن سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا ۔ اور عمران
چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا ۔

" علی جان بول رہا ہوں باس " ـــــ دوسری طرف
سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی ۔

" یس ـــــ کیا رپورٹ ہے " ـــــ فواد نے اسی

طرح سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ ڈان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے ——— کم از کم بیس آدمی ہلاک ہوتے ہیں۔ اور باس یہ سارا کام ڈان کی محبوبہ نتاشا نے کیا ہے۔ نتاشا وہ کتبہ لے کر ڈاکٹر عمر ابدال کے پاس پہنچ گئی ہے۔ کتبہ اصلی ہے ——— اور نتاشا اس وقت ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ اعلیٰ حکام اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور عمران کی آنکھیں یہ رپورٹ سن کر واقعی حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں یہ رپورٹ کیسے ملی۔ تفصیل بتاؤ" فواد کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"باس ——— آپ کی ہدایت پر میں نے ڈان کی تلاش شروع کی۔ اور پھر ہوٹل آفندی سے مجھے اس کے ہیڈ کوارٹر کی ٹپ مل گئی۔ چنانچہ میں اس کے ہیڈ کوارٹر واقع رضا بازار پہنچا ——— یہ بظاہر ایک کمرشل عمارت ہے۔ لیکن اس کے نیچے وسیع و عریض تہہ خانوں میں ہیڈ کوارٹر قائم ہے۔ لیکن وہاں جب میں پہنچا تو وہاں خوفناک بموں کے دھماکے ہو رہے تھے اور پوری عمارت روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہی تھی ——— اسی لمحے میں نے ڈان

کی محبوبہ نتاشا کو دیکھا۔ وہ ایک گٹر کے دہانے سے باہر نکلی اور بے تحاشا دوڑنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کینوس کا ایک تھیلا تھا ——— دہانے سے اس کے بعد نکلنے والے ایک آدمی نے اس پر مشین گن کا فائر کھولا لیکن نتاشا ایک بلڈنگ کی آڑ میں ہو کر بچ گئی۔ اسی لمحے پولیس پہنچ گئی۔ اور نتاشا نے پولیس کے پاس پناہ لے لی ——— اور پھر پولیس اسے ساتھ لے کر چلی گئی۔ بعد میں ایک پولیس آفیسر کے ذریعے ساری رپورٹ مل گئی۔ نتاشا نے یہ ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے ——— وہ خود بھی شدید زخمی ہوئی ہے۔ اور اس کینوس کے تھیلے میں کوئی قدیم کتبہ تھا۔ جسے چوری کر لیا گیا تھا۔ اور پھر پولیس کو اس نے جب ساری بات بتائی اور ڈاکٹر عمر ابدال کا نام بتایا تو پولیس اسے سیدھی وہاں لے گئی ——— اس طرح کتبہ ڈاکٹر عمر ابدال کے قبضے میں پہنچ گیا۔ نتاشا کو حفاظت کے پیش نظر ہسپتال میں رکھنے کی بجائے ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ پر منتقل کر دیا گیا ——— اور ڈاکٹروں نے وہاں پہنچ کر اس کو سنبھالا۔ اب وہ خطرے سے باہر ہے۔ اور اب اعلیٰ حکام اس سے پوچھ گچھ میں مصروف ہیں" ——— علی جان نے کہا۔

"اس سے پوچھو ڈاکٹر اس وقت کہاں ہے"

عمران نے دبے لہجے میں کہا۔ اور فواد نے یہی بات پوچھی۔

"وہ اپنے دفتر میں ہیں۔ وہاں پولیس کا سخت پہرہ ہے۔ اور ان کی رہائش گاہ پر بھی پولیس کا سخت ترین پہرہ ہے"۔ علی جان نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود دیکھتا ہوں"۔ فواد نے عمران کے اشارے پر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر عمر ابدال کے دفتر کا نمبر ملاؤ۔ مجھے یہ ساری کوئی نئی گیم نظر آ رہی ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور فواد نے رسیور اٹھا کر پہلے انکوائری سے ڈاکٹر عمر ابدال کے دفتر کا نمبر پوچھا اور پھر نمبر گھما کر اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر عمر ابدال کا مہمان علی عمران بول رہا ہوں۔ ان سے بات کرائیں انتہائی ضروری مسئلہ ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ جناب۔ وہ اس وقت ایک انتہائی ضروری میٹنگ میں مصروف ہیں۔ ایک گھنٹے سے پہلے نہیں مل سکتے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر خود ہی کریڈل دبایا۔ اور پھر

ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ یہ نمبر اس نے فون پر لکھے دیکھ لئے تھے۔ اس لئے اس کے حافظے میں محفوظ تھے۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر صاحب کا مہمان علی عمران بول رہا ہوں مس کلثوم موجود ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی بی بی موجود ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔ ظاہر ہے بولنے والا کوئی ملازم ہی تھا۔

"اسے فون پر بلاؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی بہتر۔۔۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"ہیلو"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی فون پر کلثوم کی آواز ابھری۔

"نتاشا پہنچ گئی ہے۔ بڑی مشکل سے میں نے اسے تمہارے گھر تک پہنچایا ہے۔ جاتی ہی نہیں تھی۔ کہتی تھی ایک نیام میں دو تلواریں کیسے سما سکتی ہیں۔۔۔ میں نے کہا فکر نہ کرو۔ اسلام نے تو چار چار تلواریں اکٹھی رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ اگر اتنی ہی بزدلی دکھانی تھی تو یہاں آئے کیوں تھے۔ نتاشا واقعی انتہائی بہادر اور محب وطن لڑکی ثابت ہوئی ہے۔۔۔ اس نے وہ

کام کر دکھایا ہے کہ پورا مصر اس پہ فخر کرے گا" ——— کلثوم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پورا مصر ——— لاحول ولا قوۃ۔ اتنے رقیب میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔ چلو میں دوسری تلوار سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میرے لئے ایک ہی کافی ہے۔ گلہ ہی کٹوانا ہے ایک سے ہی کٹوا لیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کس منہ سے یہ باتیں کر رہے ہو۔ آئے تھے بڑے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ بن کر۔ تم سے تو اچھے وہ فیاض صاحب ہیں ——— وہ میرے ساتھ ہوٹل آفندی گئے تھے ڈان سے ملنے" ——— کلثوم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ اب مجھے پتہ چلا کہ بیچارہ ڈان کیوں مارا گیا۔ سبز قدم فیاض جو مل آیا تھا اس سے۔ اس بے چارے کا یہی حشر ہونا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار کلثوم ہنس پڑی۔

"اوہ۔ ارے۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ نتاشا یہاں موجود ہے۔ اور ڈان مارا گیا ہے" ——— اچانک کلثوم نے چونک کر پوچھا۔

"کہا تو ہے کہ بڑی محنت کرنی پڑی ہے اسے تم تک پہنچانے میں۔ بہرحال اب تمہارے گھر کے باہر ظالم سماج

کی اونچی اونچی باوردی دیواریں موجود ہیں۔ اس لئے کیا کوئی چور راستہ نہیں ہے۔ تاکہ میں اس باوردی ظالم سماج سے بچ کر اطمینان سے تمہارے دل میں آکر بیٹھ سکوں" ——— عمران نے کہا۔

اور اس بار کلثوم نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"کاش۔ تم ایسی خوبصورت باتیں کرتے رہو تو شاید میں اپنے دل کا دروازہ بھی کھول دوں تم پہ۔ لیکن جب تم پر حماقت کا دورہ پڑتا ہے تو بس جی چاہتا ہے تمہیں گولی مار دوں ——— میں سمجھ گئی تمہاری بات۔ تم پولیس کے پہرے کی بات کر رہے ہو۔ میں کہلوا دیتی ہوں گیٹ پہ۔ تمہیں کوئی نہ روکے گا" ——— کلثوم نے کہا۔

"لیکن تمہیں سانپ کو باہر نکالنا پڑے گا۔ ورنہ جنت کی بجائے کانٹوں بھری دنیا ہی مقدر بنے گی۔ اچھا میں آ رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کلثوم کہیں پھر نہ بگڑ جائے۔

"یہ سانپ کون ہے عمران صاحب" ——— فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج کل اس کا نام فیاض ہے اور وہ پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس میں سپرنٹنڈنٹ لگا ہوا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور فواد قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا۔ اب تمہارا وہ تلاش گمشدہ والا مشن تو ہو گیا ختم۔ اب تم ایسا کرو کہ اس آرجر عرف رانسن کو ٹٹولو۔ مجھے اس کتبے کی اس طرح ڈرامائی طور پر واپسی۔ کتبہ میں کوئی لمبی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے ــــــ میں جا کر نتاشا کو چیک کرتا ہوں اور ڈاکٹر عمر ابدال سے بھی اس کتبے کی بات کرنی ہے" ــــــ عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور فواد نے سر ہلا دیا۔

کمرے کی دیوار پر لگی ہوئی بڑی سی سکرین پر ایک کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ اس کمرے میں ایک بیڈ پر ڈان کی عورت نتاشا لیٹی ہوئی نظر آ رہی تھی ــــــ اور اس کے گرد چار افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں میں ڈائریاں تھیں۔ جن میں وہ نوٹنگ کر رہے تھے۔ جب کہ دو نتاشا سے باتوں میں مصروف تھے۔

اس سکرین کے نیچے ایک کافی بڑی لیکن خاصی پیچیدہ مشین موجود تھی۔ جس پر مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب خاصی تیز رفتاری سے جل بجھ رہے تھے ــــــ اور سفید کوٹوں میں دو افراد اس مشین پر مسلسل جھکے اسے کنٹرول کر رہے تھے۔ جب کہ دیوار سے کچھ فاصلے

پر ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر کرنل آرچ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے کانوں پر ہیڈ فون نما آلہ لگایا ہوا تھا —— اور اس ہیڈ فون کے ذریعے وہ نتاشا اور ان دو آدمیوں کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو اس طرح سن رہا تھا جیسے وہ خود بھی اُسی کمرے میں موجود ہو —— کرنل آرچ کے پیچھے ایک نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ لیکن وہ بالکل خاموش تھا۔ وہ دونوں باتیں کرنے والے آخرکار مسکراتے ہوئے اٹھے اور پھر نتاشا کو سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ ڈائریوں میں نوٹنگ کرنے والے بھی ان کے پیچھے ہی کمرے سے باہر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا —— اب نتاشا کمرے میں اکیلی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کرنل آرچ نے ہیڈ فون اتار کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

"ڈاکٹر عمر ابدال کی میٹنگ کی کارروائی کا پتہ چلا آرلین" کرنل آرچ نے مڑ کر پیچھے کھڑے نوجوان سے پوچھا۔

" ابھی تک میٹنگ جاری ہو گی۔ اگر ختم ہو جاتی تو فون آ جاتا" —— نوجوان آرلین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" وہ عمران ابھی تک پکچر میں نہیں آیا۔ وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے" —— کرنل آرچ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل آرچ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس —— زیڈ ون سپیکنگ" —— کرنل آرچ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" باس۔ میں زیڈ الیون بول رہا ہوں۔ میٹنگ ختم ہو گئی ہے۔ کتبے کو متفقہ طور پر صحیح اور اصلی قرار دے دیا گیا ہے" —— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور کرنل آرچ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"پوری رپورٹ دو۔ یہ بہت اہم پوائنٹ ہے" کرنل آرچ نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ میں خود بطور سیکرٹری اس میٹنگ میں شریک تھا۔ پہلے میٹنگ میں ڈاکٹر عمر ابدال اور ان کے محکمے کے دو ماہر شامل تھے —— لیکن پھر اعلیٰ حکام میں سے کسی نے ڈاکٹر عمر ابدال سے فون پر بات کی تو پتہ چلا کہ حکومت نے اس سلسلے میں انتہائی سنجیدہ اقدام کرنے کا فیصلہ کیا ہے —— اس لئے اس کتبے کی چیکنگ کے لئے مشہور مصری ماہر سر کمال عبداللہ میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد سر کمال عبداللہ پہنچ گئے —— اور اس کے بعد میٹنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ کتبے کے ایک ایک حصے اور اس پر موجود قدیم تحریر کے ایک ایک لفظ کی ساخت

پر بحث ہوتی رہی ۔ یہ بحث چونکہ انتہائی ٹیکنیکل تھی ۔ اس لئے
میں اسے پوری طرح سمجھ نہیں سکا ۔ لیکن طویل غور و فکر کے
بعد سب نے متفقہ طور پر اس کتبے کو اصلی قرار دے
دیا ـــــ اور اس کے بعد سب نے مل کر اس کتبے کی
مدد سے ایک نقشہ بھی مرتب کیا گیا ہے ۔ اور میں نے جو کچھ
سنا ہے اس کے مطابق یہ کتبہ ایک مدفون مقبرے کا
ہے جو ـــ صحرا کی شمالی پٹی میں موجود ہے ـــــ یہ نقشہ
اور کتبہ سر کمال عبداللہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں"
زیڈ الیون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا ۔

"گڈ ـــ اس کا مطلب ہے ہمارا مشن مکمل طور پر کامیاب
ہو گیا ۔ گڈ ۔ اب تم نے اسی روپ میں مستقل طور پر رہنا
ہے ۔ تاکہ سرکاری طور پر ہونے والی تمام کارروائیوں سے
ہم آگاہ ہوتے رہیں "ـــــ کرنل آرچ نے کہا ۔ اور
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کا چہرہ فرط مسرت
سے کھلا پڑ رہا تھا ۔

"سر ـــ اس کا مطلب ہے جناب ڈسمنڈ نے
واقعی کام دکھایا ہے "ـــــ آرلین نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا ۔

"ہاں ۔ ڈسمنڈ اپنے کام میں واقعی مہارت رکھتا ہے ۔
اس نے پہلے بھی جو پلاننگ کی تھی اس کے مطابق اس
نے اس کتبے سے ظاہر ہونے والے مقبرے کو ـــ صحر

میں لے جانا تھا ۔ جب کہ اصل ٹارگٹ وہاں سے بہت دور
ہے ۔ بہرحال یہ اہم ترین مسئلہ تھا ۔ جو بخوبی نمٹ گیا ۔ اور
شاید ساری پلاننگ ہی فیل ہو جاتی ـــــ اگر عین آخری لمحے
میں مجھے جان آرنلٹ کے بناتے ہوئے نقشے کا خیال نہ
آجاتا "ـــــ کرنل آرچ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"جان آرنلٹ کا نقشہ "ـــــ آرلین نے حیران ہو کر
کہا ۔

"ہاں مجھے اچانک خیال آ گیا کہ اس کے بیٹے آرگن
نے اصل کتبے سے ایک نقشہ جان آرنلٹ سے بنوایا تھا ۔
اب اگر جان آرنلٹ اس میٹنگ میں شریک ہوتا تو وہ لازماً
بتا دیتا کہ اس کتبے میں تبدیلی ہوئی ہے ـــــ اور اس
طرح ساری پلاننگ ہی فیل ہو جاتی ۔ عین آخری لمحے میں
مجھے خیال آ گیا ۔ اور میں نے جان آرنلٹ کے فوری
بندوبست کے احکامات دے دیئے ـــــ اور جان
آرنلٹ اپنے مکان کی سیڑھیوں سے پھسل کر گردن تڑوا
بیٹھا "ـــــ کرنل آرچ نے کہا اور آرلین نے سر
ہلا دیا ۔

"اب جناب اس نتاشا کا کیا کرنا ہے ۔ یہ مسلسل تو
کنٹرولڈ حالت میں نہیں رہ سکتی ۔ میرے خیال میں اب
زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ اور نکالے گی ۔ اس کے بعد
اس کا ذہن ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائے گا "

آرلین نے کہا۔
اور کرنل آرچ آرلین کی بات سن کر اس بُری طرح اچھلا
کہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔
"کیا ـــــ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم نے اس کا ذہن
لامحدود عرصے کے لئے کنٹرول نہیں کیا تھا" ـــــ کرنل
آرچ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"اوہ نو سر ـــــ میں نے آپ کو رپورٹ تو دی تھی۔
نتاشا کا ذہن بڑی مشکل سے کنٹرول میں آیا۔ اس کا آئی
کیو۔ ٹاپ کیٹگری میں آتا ہے۔ ایسے ذہن کو لامحدود
عرصے کے لئے کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ـــــ بہت زیادہ
کوشش کے بعد صرف تین گھنٹے تک بات بنی تھی۔ اور
تقریباً ڈھائی گھنٹے گزر چکے ہیں" ـــــ آرلین نے جواب
دیا۔
"اوہ ہاں۔ واقعی تم نے رپورٹ دی تھی۔ لیکن یہ بات
میرے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔ اوہ میں تو اسے اس
لئے روکے ہوئے تھا کہ عمران لازماً اس سے ملنے آئے
گا ـــــ اور اس طرح میں عمران کا ردعمل جان لوں گا۔
لیکن اگر اس کا ذہن کنٹرول سے آؤٹ ہو گیا تو پھر ساری
پلاننگ ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ احمق تو بتا دے گی کہ اُسے
تو کچھ بھی معلوم نہیں ہے ـــــ وہ تو بس کار میں بیٹھے
ہوئے بے ہوش ہوئی اور اب اُسے ہوش آیا۔ اس طرح

تو عمران لازماً ٹھٹھک جائے گا۔ اوہ تم نے اچھا کیا کہ مجھے
بروقت بتا دیا" ـــــ کرنل آرچ نے تیز لہجے میں کہا۔
"تو پھر کیا حکم ہے۔ آف کر دیا جائے اسے"
آرلین نے کہا۔
"ظاہر ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس
وقت موقع اچھا ہے۔ یہ اکیلی پڑی ہوئی ہے۔ آف کر
دو" ـــــ کرنل آرچ نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔
"ٹارگٹ آف کر دو" ـــــ آرلین نے چیخ کر مشین
کے سامنے کھڑے دونوں آدمیوں سے کہا۔ اور انہوں
نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر وہ مشین کے
مختلف بٹن دبانے لگے ـــــ مشین سے اچانک تیز
سیٹی کی آواز گونجی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک جھماکے
سے سکرین تاریک ہو گئی۔ اور مشین پر جلتے بجھتے
بلب بھی بجھ گئے۔
"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ختم ہو گئی ہے"
کرنل آرچ نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔
"یس باس۔ سو فیصد۔ اور اس کی موت کو طبی طور پر
ہارٹ اٹیک ہی کہا جائے گا" ـــــ آرلین نے
بااعتماد لہجے میں کہا۔
اور کرنل آرچ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
"اور کے ـــــ اب میں اصل مشن کے سلسلے میں

عملی اقدامات شروع کرادوں۔ تاکہ یہ مقبرہ جلد از جلد خالی ہو جائے۔ اور وہاں پروجیکٹ کا کام شروع ہو سکے"
کرنل آرچ نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

آرین بھی مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

فواد نے کار پاشا کالونی میں داخل ہوتے ہی ایک کیفے کے سامنے روک دی۔ اور پھر نیچے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا ____ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ اور اس نے ہاتھ میں ایک بریف کیس اٹھایا ہوا تھا۔ اس بریف کیس کی وجہ سے وہ کوئی عام کاروباری آدمی لگ رہا تھا ____ وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ آرجر کی رہائش گاہ کے سامنے سے گزرا۔ کوٹھی کے باہر رانسن کے نام کی پلیٹ موجود تھی ____ اور نیچے اس کا عہدہ اور محکمہ بھی درج تھا۔ کوٹھی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ فواد سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گیا ____ اور پھر ایک چکر کاٹ کر وہ کوٹھی کے عقب

میں آگیا۔ اُسے چونکہ معلوم تھا کہ آرجر کوٹھی میں ملازموں کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ آرجر اس وقت بھی کوٹھی میں موجود ہو —— اس لیئے وہ پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ آرجر کوٹھی میں موجود ہوا تو وہ اُسے یہاں سے اغوا کر کے اپنے خاص اڈے پر لے جائے گا —— اور پھر اس سے اطمینان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ لیکن اگر آرجر کوٹھی میں موجود نہ ہوا تو پھر وہ فی الوقت کوٹھی کی مکمل تلاشی لینے پر ہی اکتفا کرے گا۔ آرجر کو بعد میں چیک کرے گا —— چنانچہ کوٹھی کے عقب میں پہنچنے کے بعد اس نے کوٹھی کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر ایک سائیڈ پر ہو کر اس نے بریف کیس کھولا۔ بریف کیس کے اندر اس نے ایک بلو پائپ قسم کی چھوٹی سی مشین رکھی ہوئی تھی —— اس نے وہ مشین نکالی اور بریف کیس کو بند کر کے ایک سائیڈ پر موجود کوڑے کے ڈرم کے عقب میں رکھ دیا۔ بلو پائپ نما مشین کو پکڑے کوٹھی کی عقبی دیوار کے پاس پہنچا —— عقبی گلی سنسان تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس نے اس مشین کے دستے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو مشین کے سرے پر موجود پائپ سرر کی تیز آواز سے کسی اریل کی طرح لمبا ہوتا گیا —— یہ پائپ چونکہ لچھے دار ربڑ کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں لچک موجود تھی۔ چند لمحوں بعد پائپ

دیوار کی دوسری طرف غائب ہو گیا تو فواد نے دستے سے ذرا آگے موجود ٹریگر کو انگلی کی مدد سے اپنی طرف کھینچا۔ کھٹاک کی ہلکی سی آواز سنائی دی —— فواد تیزی سے بار بار ٹریگر دباتا گیا۔ اور کھٹاک کھٹاک کی آواز پیدا ہوتی گئی۔ اس کے بعد اس نے وہی پہلے والا بٹن دوبارہ دبا دیا تو پائپ واپس تہہ ہو گیا اور فواد وہ بلو پائپ نما مشین لے کر اسی کوڑے کے ڈرم کی طرف آیا —— اور مشین اس نے ڈرم کے اندر ڈال کر ڈھکن برابر کر دیا۔ یہ ڈسپوزیبل مشین تھی۔ اور اب اس کا فنکشن ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ بیکار ہو چکی تھی۔ اس میں انتہائی زود اثر اور دور تک پھیلنے والی بے ہوشی کی گیس سے بھرے ہوئے مخصوص گولے موجود تھے جو ٹریگر دبانے سے لچکدار پائپ سے نکل کر گولی کی طرح دور جا کر زمین سے ٹکرا کر پھٹ جاتے تھے —— اس مشین میں ایسے دس گولے ہوتے تھے اور فواد نے دسوں کے دسوں فائر کر دیئے تھے۔ اس گیس میں یہ خاصیت تھی کہ یہ انتہائی تیزی سے پھیلتی تھی —— اور اس کی رینج میں موجود ہر جاندار ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کا اثر زیادہ سے زیادہ چند منٹ تک ہی رہتا تھا اس کے بعد یہ غائب ہو جاتی تھی —— فواد نے فل میگزین اس لیئے استعمال کیا تھا کہ اگر اس عمارت کے اندر کہیں تہہ خانے ہوں تو گیس وہاں تک بھی پہنچ جاتے۔ ورنہ

تو دو تین گولے ہی کافی تھے۔

فواد دس منٹ تک اسی گلی میں اس طرح ٹہلتا رہا جیسے وہ اس علاقے کا رہائشی ہو اور کھانا کھانے کے بعد گلی میں ٹہلنے کے لئے نکل آیا ہو ـــــ دس منٹ بعد وہ تیزی سے دوڑا اور دوسرے لمحے کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار پر پہنچا اور دوسری طرف کود گیا۔ لیکن نیچے کودنے کے بعد وہ رکا نہیں بلکہ اطمینان سے آگے بڑھتا گیا ـــــ کیونکہ اُسے مکمل یقین تھا کہ کوٹھی کے اندر موجود ہر ذی روح اُس وقت بے ہوش پڑا ہو گا اور کم از کم چھ گھنٹوں تک ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔

کوٹھی میں گھومنے کے بعد اس نے وہاں صرف دو ملازموں کو دیکھا جن میں سے ایک کچن میں بے ہوش پڑا تھا جب کہ دوسرا سامنے والے برآمدے میں ـــ اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ آرجر کا فوٹو بھی وہ دیکھ چکا تھا اور اس کا حلیہ بھی اُسے معلوم تھا۔ اس لئے آرجر ان میں شامل نہ تھا ـــــ اور نہ ہی وہ کوٹھی میں ملا تھا۔ اس لئے فواد سمجھ گیا کہ آرجر کوٹھی میں موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے تلاشی کا کام شروع کر دیا۔ لیکن کوٹھی میں وہی عام سامان تھا جیسا کہ رہائشی کوٹھیوں میں ہوتا ہے ـــــ اس نے سب سے پہلے تو کپڑوں والی الماریاں چیک کیں۔ وہاں موجود مختلف قسم کے لباسوں کی جیبیں دیکھیں۔ ان الماریوں

میں موجود مختلف خانے چیک کئے۔ لیکن کہیں کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے آرجر کی کارکردگی کے متعلق کچھ پتہ چلتا۔ اس کے بعد اس نے مختلف کمروں میں موجود درازوں والی میزیں چیک کرنی شروع کر دیں ـــــ اور پھر آخرکار وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچ گیا۔ جو اپنی ساخت اور فرنیچر کے لحاظ سے دفتر سا محسوس ہوتا تھا۔ یہاں ایک بڑی دفتری میز تھی ـــــ لیکن اس کی درازوں میں بھی سرکاری ٹائپ کے مختلف کاغذات تھے۔ ایسے کاغذات جن سے آرجر کا تعلق محکمہ آثار قدیمہ سے بہت بڑا عہدے دار ہی ثابت ہوتا تھا ـــــ اس کی خفیہ زندگی کے بارے میں کوئی چیز نہ مل رہی تھی۔ لیکن فواد جانتا تھا کہ عبدالمنان آفندی کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ آرجر ڈان کے ساتھ مل کر جو دوہری زندگی گزار رہا ہے اس کے متعلق لازماً کہیں نہ کہیں سے کچھ ضرور مل جائے گا ـــــ اس لئے وہ اپنی تلاش میں لگا رہا۔ اور پھر وہ اس میز کے اندر ایک خفیہ خانہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس خانے کے اندر ایک فائل موجود تھی ـــــ اس نے وہ فائل نکال کر کھولی اس کے اندر تین کاغذ تھے۔ لیکن ان پر جو کچھ درج تھا وہ کم از کم فواد کی سمجھ سے باہر تھا۔ فواد اتنا تو سمجھ گیا کہ یہ کوئی کوڈ ہے ـــــ اور گو وہ عام طور پر استعمال ہونے والے کوڈز سے واقف تھا لیکن

یہ کوڈ بالکل ہی اجنبی سا تھا۔ وہ مسلسل اس پر غور کرتا رہا۔ لیکن جب کافی مغز ماری کے باوجود کوئی بات اس کے پلے نہ پڑی تو اس نے فائل بند کر دی —— لیکن فائل بند کرتے ہی وہ چونکا۔ فائل کے اوپر شمالی کونے میں کوئی لفظ لکھا ہوا تھا جو اس سے پہلے اس کی نظروں میں نہ آیا تھا —— اب فائل بند کرتے ہوئے اچانک اس کی نظریں اس لفظ پر پڑ گئیں تھیں۔ اس نے غور سے اُسے پڑھا اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں سردی کی ایک تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی —— یہ لفظ کوڈ میں نہ تھا۔ گو اُسے کافی ٹیڑھے میڑھے انداز میں لکھا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ آسانی سے پڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ لفظ گریٹ اسرائیل تھا۔

" اوہ اوہ —— تو آرجر کا تعلق دراصل اسرائیل سے ہے۔ اوہ۔ پھر تو یہ شخص یقیناً بہت گہرا ہو گا۔ یہ عام سے مجرم ڈان کا صرف ساتھی نہیں ہو سکتا " —— فواد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس نے جلدی سے فائل کو تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھا اور خانہ بند کر کے وہ اٹھا۔ اور سیدھا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اب وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا —— تاکہ یہ فائل عمران تک پہنچا سکے۔ اسرائیل کا نام پڑھتے ہی اس کے ذہن میں بے اختیار خطرات کی تیز گھنٹیاں بجنی شروع ہو گئی تھیں۔

اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر نکل آیا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار تک پہنچ چکا تھا —— ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر جا کر خود اس کوڈ کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے خیال بدل دیا —— اور کار کو ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ کی طرف موڑ دیا وہ اس فائل کو جلد از جلد عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر عمر ابدال کا چہرہ مسرت اور کامیابی سے
پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ اصل کتبہ واپس مل جانے کی
وجہ سے وہ واقعی بے حد خوش نظر آرہے تھے۔ میٹنگ
کے بعد وہ تماشا سے ملنے جب اپنی رہائش گاہ پہنچے تو
انہوں نے ایک اجنبی کو اپنی رہائش گاہ کے پھاٹک کے
سامنے پولیس کے جوانوں سے الجھے ہوئے دیکھا۔ پولیس
والوں نے اُسے گھیر رکھا تھا ــــ اور وہ ایسے چوکنا نظر
آرہے تھے جیسے وہ کسی بین الاقوامی مجرم کو گرفتار کرنے
والے ہوں۔

"میں کہتا ہوں اردو اور انگریزی زبانوں کے دوسرے
حروف کو فوراً بلاؤ۔ پھر دیکھو وہ کیا کہتی ہے۔ تم خواہ مخواہ
ظالم سماج کی طرح سنگینیں اٹھائے پہرہ دے رہے ہو"

نوجوان کی آواز انہیں سنائی دی - اور انہوں نے کار قریب
جاکر قریب روک دی۔

"کون ہے یہ" ــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے کار کی
کھڑکی سے سر باہر نکال کر تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

"ارے یہ تو سر رحمان کے بڑے پرانے دوست
ہیں۔ جناب میں نے تو انہیں لاکھ سمجھایا ہے کہ اردو اور
انگریزی کے حروف تہجی کے دوسرے حرف سے میں نے
فون پر بات کی ہے ــــ تم اُسے بلا کر پوچھ لو۔ لیکن یہ مانتے
ہی نہیں" ــــ عمران نے انتہائی برق رفتاری سے کار
کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر عمر ابدال کے قریب بیٹھتے
ہوئے آخری الفاظ اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم عمران ہو۔ لیکن ......" ــــ ڈاکٹر
عمر ابدال جو عمران کے اس طرح بیٹھنے کی وجہ سے بدک
رہے تھے حیرت بھرے لہجے میں بولے۔ جب کہ پولیس
والوں نے اپنی مشین گنوں کو کھڑکی سے لگا دیا تھا۔ عمران
چونکہ ابھی تک مقامی میک اپ میں تھا ــــ اس لئے
ظاہر ہے ڈاکٹر عمر ابدال اُسے کیسے پہچان سکتے تھے۔
اور کلثوم نے گیٹ پر عمران کا حلیہ بتا کر اُسے اندر آنے
کے لئے کہا ہو گا۔ لیکن اب اُسے کیا معلوم کہ عمران
میک اپ میں ہے۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا آپ کے ان باوردی احمقوں سے

مغز کھپائی کرتے ۔ کم از کم کچھ پڑھے لکھے لوگوں کو بھی درد
پہنا دیا کیجئے ۔ میں کہہ رہا ہوں اردو اور انگریزی ......
عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہنا شروع کیا ۔ اور ڈاکٹر
عمر ابدال بے اختیار ہنس پڑے ۔

" اوہ ـــــ تو تمہارا مطلب بے بی سے تھا ۔ تو کیا
بے بی نہ کہہ سکتے تھے ۔ اب انہیں نہ اردو آتی ہے اور
نہ انگریزی " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے ہنستے ہوئے کہا
اور ساتھ ہی انہوں نے پولیس والوں کو ہاتھ کے اشارے
سے ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا ۔ اور پولیس والے حیرت
بھرے انداز میں پیچھے ہٹنے لگے ۔

" اچھا ـــــ میں نے تو سمجھا تھا ظالم سماج جب ہر ملک
میں موجود ہوتا ہے تو اُسے ہر ملک کی زبان بھی آنی چاہیئے "
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

اسی دوران پھاٹک کھل گیا اور ڈاکٹر عمر ابدال کی
کار اندر داخل ہو گئی ۔

" لیکن تمہیں یہ حلیہ بدلنے کی کیا سوجھی " ـــــ ڈاکٹر عمر
ابدال کے لہجے میں حیرت تھی ۔

" اوہ اوہ ۔ اب میں کیا کہوں ۔ شرم آتی ہے ۔ میں نے
سوچا شاید مقامی ۔ اوہ اب آپ بھی تو لڑکی کے باپ ہیں ۔
آپ کو بھی تو شرم آنی چاہیئے " ـــــ عمران نے اس
طرح لجاتے اور بل کھاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عمر ابدال

بے اختیار قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکے ۔

" اچھا اچھا ۔ سمجھ گیا ۔ تو تم نے بے بی کی وجہ سے یہ حلیہ
بدلا ہے ۔ لیکن اس کی کیا ضرورت تھی ۔ اس حلیے میں تو
پہلے سے بھی احمق نظر آتے ہو " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال
نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اچھا واقعی ـــــ اوہ پھر تو سارے مصری ۔ اوہ سوری ۔
آپ بھی تو ۔ لیکن انکل یہ تو آپ خود ہی کہہ رہے ہیں ۔ میں
تو نہیں کہہ رہا " ـــــ عمران نے بڑے تذبذب بھرے
انداز میں کہا ۔ اور ڈاکٹر عمر ابدال اس کا مطلب سمجھ گئے
عمران نے واقعی بھرپور چوٹ کی تھی ۔ ان کے چہرے پر شرمندہ
سی ہنسی پھیلتی گئی ۔

" تم بے حد شریر ہو ۔ میرا یہ مطلب نہ تھا ۔ کہ تم مصری حلیہ
بدلنے کی وجہ سے احمق نظر آ رہے ہو ۔ تم نے جو حلیہ بدلا
ہے ۔ میں اس کی بات کر رہا تھا " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔ کار اس دوران پورچ میں پہنچ کر رک
گئی تھی اس لئے وہ دونوں ہی دروازہ کھول کر نیچے اتر
آئے ۔

اُسی لمحے دور سے کلثوم کی چیخ سنائی دی ۔ وہ ہسٹریا
کے سے انداز میں مسلسل چیخ رہی تھی اور عمران اور ڈاکٹر عمر
ابدال کے ساتھ ساتھ کئی ملازم بھی بے اختیار اس طرف کو دوڑ
پڑے جدھر سے کلثوم کی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی

تھیں۔ یہ آوازیں ایک کمرے کے کھلے دروازے سے آ
رہی تھیں۔
" کیا ہوا بے بی۔ کیا ہوا " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے
بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
" ڈیڈی۔ وہ مرگئی۔ وہ نتاشا۔ مرگئی " ـــــ کلثوم نے
بے اختیار ڈاکٹر عمر ابدال کے سینے سے لگ کر کہا۔ وہ
اس طرح ڈاکٹر عمر ابدال کے سینے سے لگی کانپ رہی تھی
جیسے انتہائی معصوم بچی بھیانک خواب دیکھ کر ڈر جاتی ہے
اور عمران تیزی سے سامنے بیڈ پر لیٹی ہوئی ایک خوب صورت
مصری عورت کی طرف بڑھا جس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے
پر موت کی گہری زردی چھائی ہوئی تھی ـــــ عمران نے
اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور پھر غور سے اُسے دیکھنے لگا۔
" یہ کیسے ہو گیا ـــــ کیا ہو گیا " ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے
بھی بیٹی کی طرح چیخ کر کہا۔
" آپ اسے باہر لے جائیں " ـــــ عمران نے اس بار
سخت لہجے میں کہا۔
اور ڈاکٹر عمر ابدال سر ہلاتے ہوئے کلثوم سمیت
باہر نکل گئے۔
ابھی عمران مری ہوئی لڑکی کا معائنہ کر ہی رہا تھا کہ دو ڈاکٹر
اندر داخل ہوئے۔
" اوہ اوہ ـــــ یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو بالکل خطرے سے باہر

تھی " ـــــ ایک بوڑھے ڈاکٹر نے تیزی سے آگے
بڑھتے ہوئے کہا۔
" اسے ہارٹ اٹیک ہوا ہے " ـــــ عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
اور دونوں ڈاکٹروں نے چونک کر اُسے دیکھا اور
پھر بیڈ پر پڑی نتاشا پر جھک گئے۔ وہ بڑی تیزی سے
اس کے جسم کے مختلف حصوں کا معائنہ کر رہے تھے۔
" اوہ۔ واقعی اسے ہارٹ اٹیک کا شدید ترین حملہ ہوا
ہے " ـــــ آخر کار دونوں ڈاکٹروں نے ایک قدم پیچھے
ہٹتے ہوئے عمران کی تائید کر دی۔
" لیکن ڈاکٹر صاحب۔ آپ نے اس کے ناخنوں کا
معائنہ کیا ہے " ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔
" کیا کہا۔ ناخنوں کا۔ ناخنوں کے معائنے کا کیا مطلب "
دوسرے سینئر ڈاکٹر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن
ساتھ ہی وہ نتاشا کے ہاتھ کے ناخنوں پر جھک گیا۔
" سیاہی مائل تو ہیں لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس
سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ بے حد شدید تھا "
ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اُسی لمحے ڈاکٹر عمر ابدال اندر داخل ہوئے۔
" کیا ہوا ڈاکٹر۔ اس لڑکی کو کیا ہوا۔ مجھے تو آپ نے

ٹ دی تھی کہ یہ بالکل خطرے سے باہر ہے"
ڈاکٹر عمر ابدال کا لہجہ خاصا ناخوشگوار تھا۔

"ہم نے درست رپورٹ دی تھی جناب پہلے شدید صدمے کی وجہ سے اس کا دماغی توازن خاصا درہم برہم تھا ــــ اور خطرہ تھا کہ اس کے دماغ کی کوئی رگ نہ پھٹ جائے۔ لیکن پھر یہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتی گئی۔ اس طرح خطرے سے مکمل طور پر باہر ہو گئی۔ ہمارے اور پولیس کے اعلیٰ حکام نے ان سے بات چیت کی ہے وہ بھی اس کی ذہنی حالت سے مطمئن تھے ــــ لیکن پھر اس پر اچانک ہارٹ اٹیک کا شدید حملہ ہوا ہے۔ اور یہ الگ مسئلہ ہے۔ اس کا پہلے صدمے سے کوئی تعلق نہیں ہے" ــــ ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ــــ پھر تو واقعی یہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ بہرحال اس لڑکی کو اس طرح مرنا نہ چاہیئے تھا۔ یہ بے حد محب وطن۔ بہادر اور نڈر لڑکی تھی۔ اس نے اپنی جان پر کھیل کر مصر کی بہت بڑی خدمت کی ہے ــــ لیکن ظاہر ہے موت سے تو کوئی نہیں لڑ سکتا" ــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے غمزدہ سے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران بھی خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا ــــ باہر سوپر فیاض احمقوں کے سے انداز میں کھڑا ایک ایک کو دیکھ رہا تھا۔ عمران خاموشی سے

اس کے قریب سے گزرتا ہوا گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"صاحب آپ کے ساتھی کو ایک صاحب باہر کھڑے پوچھ رہے ہیں۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ لیکن وہ مانتے ہی نہیں۔ آپ انہیں جا کر سمجھائیں"

عمران نے ابھی دو قدم آگے بڑھائے تھے کہ اپنے عقب میں وہ ملازم کی آواز سن کر چونکا ــــ ملازم سوپر فیاض سے کہہ رہا تھا۔

"اسے کہہ دو کہ وہ تو صبح سے غائب ہے"
سوپر فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"کون ہے وہ" ــــ عمران نے مڑ کر ملازم سے پوچھا۔ اور ملازم چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ان کے ساتھی کو پوچھ رہا ہے جناب" ــــ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ حالانکہ عمران نئے میک اپ میں تھا۔ لیکن ظاہر ہے ملازم نے اسے ڈاکٹر عمر ابدال کے ساتھ ہی کار سے اترتے ہوئے دیکھ لیا تھا ــــ اس لئے اس نے کسی حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا تھا۔

"اوہ ــــ میں دیکھتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کون صاحب ہیں" ــــ سوپر فیاض نے حیرت

بھرے انداز میں عمران کو گیٹ کی طرف جاتے دیکھ کر ملازم سے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب - بڑے صاحب کے ساتھ کار میں آئے ہیں" ـــــ ملازم نے جواب دیا۔ اور سوپر فیاض نے سر ہلا دیا۔ اور پھر عمران کے کانوں میں سوپر فیاض کی ہلکی سی آواز پڑی۔ وہ ملازم سے کلثوم کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

عمران جب گیٹ سے نکل کر باہر آیا تو چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے فواد کھڑا تھا۔ فواد بھی عمران کو دیکھتے ہی تیزی سے آگے بڑھا۔

"انہیں اندر آنے دو۔ بڑے صاحب نے اجازت دے دی ہے" ـــــ عمران نے سپاہیوں کے انچارج سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

اور سپاہیوں نے سر ہلا کر فواد کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔ عمران واپس مڑا لیکن وہ آگے نہیں آیا۔ بلکہ پھاٹک کی اندرونی سائیڈ پر ہی رک گیا۔

"کیا بات ہے فواد۔ تم یہاں کیوں آئے ہو" فواد کے اندر داخل ہوتے ہی عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔ اور فواد آگے جانے کی بجائے عمران کی طرف بڑھ آیا۔

"عمران صاحب - آدجر اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ میں نے

اس کی کوٹھی کی تلاشی لی ہے۔ یہ فائل ملی ہے کسی نامعلوم کوڈ میں۔ لیکن اس کے کونے پر گریٹ اسرائیل کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں" ـــــ فواد نے قریب آ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہے وہ فائل" ـــــ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی طرف کوئی متوجہ نہ تھا۔ صرف ملازم ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ اور فواد نے کوٹ کی جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھائی جسے عمران نے اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر اس قدر تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا ـــــ کہ اگر کوئی دیکھ بھی رہا ہو تو اسے یقیناً یہ معلوم نہ ہو سکا ہوگا کہ عمران نے فواد کے ہاتھوں سے کیا وصول کیا ہے۔

"وہ لڑکی نتاشا مر گئی ہے۔ گو بظاہر ہارٹ اٹیک کا کیس ہے۔ لیکن میرا خیال کچھ اور ہے۔ لیکن اب تمہاری بات سن کر میرا شک یقین میں بدل گیا ہے۔ بہرحال اب میں سب کچھ اس زاویے سے چیک کروں گا۔ آدجر وہاں موجود تھا کوٹھی میں" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں ـــــ صرف دو ملازم تھے۔ میں نے انہیں بلو پائپ مشین سے بے ہوش کر دیا تھا" ـــــ فواد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نتاشا کی موت کی خبر سن کر اس

کی آنکھوں میں بھی الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تم اس کی کوٹھی کی نگرانی کم دیا کراؤ۔ آرجر جیسے ہی آتے اُسے اغوا کر کے اپنے ٹھکانے پر لے جاؤ۔ لیکن ، کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ تمہارا سپیشل نمبر کیا ہے" ——— عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس ایسے کاموں کے لئے دو آدمی موجود ہیں۔ میں ان کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں" ——— فواد نے اپنا مخصوص نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں بھی اب یہاں سے شفٹ ہو جاؤں گا۔ میرا خیال ہے یہاں کی بھی مکمل نگرانی ہو رہی ہے" عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے اندرونی عمارت کی طرف مڑ گیا ——— جب کہ فواد سر ہلاتا ہوا واپس پھاٹک سے باہر نکل گیا۔

اسرائیل کا نام درمیان میں آتے ہی عمران کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یک لخت سارا منظر ہی بدل گیا ہو۔ وہ اب تک اسے ایک عام سی چوری کا کیس سمجھ رہا تھا ——— لیکن وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اسرائیل جیسا ملک عام سی چوریوں کے چکر میں ملوث نہیں ہوتا ——— اگر وہ واقعی اس چکر میں ملوث ہے تو پھر یہ کوئی انتہائی گہری سازش ہو گی۔ اور اب اُسے اس گہری سازش کے بخیئے ادھیڑنے تھے۔

یہی سوچتا ہوا وہ گیسٹ روم کی طرف بڑھتا گیا۔ سوپر فیاض نجانے کہاں چلا گیا تھا۔ عمران اب سب سے پہلے اس فائل کو چیک کرنا چاہتا تھا ——— اپنے کمرے کی چابی اس کے پاس موجود تھی۔ اس لئے اس نے اطمینان سے تالا کھولا اور کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا ——— اس کے بعد وہ سیدھا اپنے بریف کیس کی طرف بڑھا۔ اس نے بڑی گہری نگاہوں سے بریف کیس کو چیک کیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں بریف کیس کو کھولا تو نہیں گیا۔ کیونکہ اب اسرائیل کے درمیان میں آ جانے سے سب کچھ ممکن تھا ——— ویسے بھی احتیاط اس کی عادت کا ایک جزو بن چکی تھی۔ چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ بریف کیس پر اس کی مخصوص نشانی موجود تھی ——— اس کا مطلب ہے کہ بریف کیس کو کھولا نہ گیا تھا۔ اس نے خود بریف کیس کو کھولا اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے جدید گائیگر نکال کر اس کی مدد سے اس نے پورے کمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا ——— لیکن گائیگر خاموش رہا۔ پھر باتھ روم کو چیک کرنے کے بعد عمران کو اطمینان ہو گیا۔ کہ یہاں کوئی ساؤنڈ کیچر فٹ نہیں ہے ——— اس نے گائیگر کو واپس بریف کیس

میں رکھا۔ اور پھر اس نے ٹیبل لیمپ کا پلگ ساکٹ سے نکالا اور لیمپ سمیت باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے وہاں پلگ لگایا ——— اور پھر ٹیبل لیمپ جلا کر اس نے اسے فلیش ٹینک کے اوپر رکھ دیا اور جیب سے فواد کی دی ہوئی فائل نکال کر اس نے کھولی اور پھر ٹیبل لیمپ کی تیز روشنی میں اسے پڑھنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا ——— تحریر واقعی کوڈ میں تھی۔ اور بظاہر یہ کوڈ اس کے لئے نامانوس تھا۔ لیکن ایسے معاملات میں عمران کا ذہن حیرت انگیز تیزی دکھاتا تھا۔ وہ چند لمحے اس کوڈ پر غور کرتا رہا۔ اور پھر اچانک چونک پڑا۔ اب اسے یہ کوڈ سمجھ میں آ گیا تھا۔

"اوہ۔ واقعی فواد کی بات درست ہے۔ آرجر کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ یہ اس کی سپیشل ایجنسی کا مخصوص کوڈ ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ کوڈ اس نے اسرائیل میں ایک مشن کے دوران سپیشل ایجنسی سے ملنے والی ایک فائل میں دیکھا تھا ——— اور پھر اسے حل بھی کیا تھا۔ چونکہ اسے کافی عرصہ گزر گیا تھا اور دوبارہ اسے یہ کوڈ دکھائی نہ دیا تھا۔ اس لئے فوری طور پر کوڈ اس کی سمجھ میں نہ آ سکا تھا لیکن ذہن پر زور دینے سے سب کچھ یاد آ گیا تھا۔ اور یاد آ جانے کے بعد ظاہر ہے اب یہ کوڈ مشکل نہ رہا

تھا۔ عمران جیسے جیسے فائل کے مندرجات ذہنی طور پر ڈی کوڈ کر کے پڑھتا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نمایاں ہوتے گئے ——— فائل آرجر کی ذاتی فائل تھی۔ اور شاید آرجر نے اسے سپیشل ایجنسی سے نقل کیا تھا۔ اس میں آرجر کے متعلق تفصیلات درج تھیں۔ اس کی سپیشل ایجنسی میں تعیناتی سے پہلے کے حالات۔ اس کی تعلیم وغیرہ کی تمام تفصیلات ——— اور پھر آخر میں مصری محکمہ آثار قدیمہ میں اس کی خصوصی تعیناتی۔ لیکن سب سے آخری صفحے پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اس نے عمران کو الجھنے پر مجبور کر دیا ——— وہ تیزی سے مڑا اور باہر کمرے میں آ کر اس نے میز پر موجود پیڈ اور قلم اٹھایا اور دوبارہ غسل خانے میں پہنچ گیا۔ وہ اب اسے باقاعدہ ڈی کوڈ کرنا چاہتا تھا ——— کیونکہ اسے سرسری طور پر نہ پڑھا جا سکتا تھا۔ عمران کا قلم تیزی سے پیڈ پر رواں ہو گیا اور جب اس نے قلم روکا تو فائل کا آخری صفحہ ڈی کوڈ ہو کر اس کے سامنے تھا ——— وہ اب اسے غور سے پڑھنے لگا۔ یہ حصہ بتا رہا تھا کہ آرجر کو محکمہ آثار قدیمہ میں اس لئے تعینات کر دیا گیا ہے کہ وہ مصر کے صحراؤں میں کوئی ایسا سپاٹ منتخب کرے جس میں آر۔ ٹی۔ تھرٹی سکس میزائلوں کا مکمل پروجیکٹ نصب کیا جا سکے۔ اور اس سلسلے میں اسے اپنی رپورٹیں اسپیشل ایجنسی کے چیف ایجنٹ

کرنل آپرچ کو [illegible] نے کا پابند کیا گیا تھا۔ کرنل آپرچ کو ایک
جگہ زیڈ دن بھی لکھا گیا تھا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اب
بات کچھ کچھ سمجھ میں آتی جا رہی تھی ——— اس نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اس نے جیب سے
لائٹر نکالا اور فائل اور ڈی کوڈ کئے ہوئے کاغذوں
کو یکے بعد دیگرے آگ لگا دی ——— جب سارے
کاغذ اچھی طرح جل کر راکھ ہو گئے تو اس نے یہ راکھ اکٹھی
کر کے کموڈ میں ڈالی اور فلیش ٹینکی کا بٹن پریس کر دیا۔
پانی کا ریلا چند لمحوں میں یہ راکھ بہا کر لے گیا ——— اور
عمران طویل سانس لیتا ہوا مڑا۔ اس نے ٹیبل لیمپ کا
پلگ علیحدہ کیا۔ اور پھر باتھ روم سے نکل کر واپس کمرے
میں آ گیا ——— ابھی وہ کمرے میں موجود آرام کرسی پر
آ کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔

"کون ہے" ——— عمران نے بدلے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"اندر کون ہے" ——— باہر سے فیاض کی حیرت بھری
آواز سنائی دی۔

اور عمران مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے چٹخنی کھول دی۔

"کون ہو تم۔ اور یہاں کیا کر رہے ہو" ——— سوپر فیاض
کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"خاموشی سے اندر آ جاؤ سوپر۔ ورنہ" ——— عمران
نے بدلے ہوئے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔ اور
ساتھ ہی اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور
نکال لیا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب" ——— سوپر فیاض
ریوالور دیکھ کر بری طرح چونکا اور اس کا جسم تن سا گیا۔

"غلط حرکت مت کرنا ورنہ گولی دل میں پڑے گی۔
اندر آ جاؤ" ——— عمران نے پہلے سے زیادہ کرخت
لہجے میں کہا۔

اور فیاض بری طرح ہونٹ کاٹتا ہوا اندر آ گیا۔ عمران
نے اُسے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور فیاض خاموشی سے
کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ تمہارا ساتھی عمران کہاں ہے" ——— عمران نے
دروازے کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے
کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ صبح سے غائب ہے"
فیاض نے جواب دیا۔

"تم کلثوم کے ساتھ ڈان کے پاس کیا کرنے گئے
تھے۔ ہوٹل آفندی میں" ——— عمران کے لہجے میں بھیڑیے
کی سی غراہٹ ابھر آئی تھی۔

"تم ——— تمہیں کیسے معلوم" ——— فیاض نے بری

طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر ——— ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعلق پاکیزہ سے ہے۔ لیکن ہمارا اصل شکار عمران ہے تم نہیں۔ ہم چاہتے تو تمہیں بھرے بازار میں گولیوں سے چھلنی کر دیتے ——— ڈان گو ہمارا آدمی تھا۔ لیکن ہم نے اُسے بھی ختم کرا دیا۔ صرف اس لئے کہ تم اس کے ساتھ جا کر ملے تھے۔ اور تمہارا تعلق بہرحال عمران سے تھا۔ اب تم صرف اتنا بتا دو کہ تمہاری ڈان کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی ——— اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر ہم تمہیں گولی مارنے کے بعد کلثوم کو اغوا کر کے لے جائیں گے اور تم جانتے ہو کہ کلثوم کتنی دیر ہمارے تشدد کے سامنے ٹھہر سکے گی ——— ہم نہیں چاہتے کہ کلثوم جیسی لڑکی پر خواہ مخواہ تشدد کریں۔ اور وہ زندگی بھر کے لئے زندہ درگور ہو جائے۔ اور تمہاری جان بھی چلی جائے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کلثوم بے حد معصوم اور جذباتی لڑکی ہے اُسے کچھ مت کہو۔ میں بتاتا ہوں۔ ڈان کے پاس مجھے کلثوم لے گئی تھی ——— اس کا خیال تھا کہ اس کے والد کی تحویل میں کوئی سرکاری کتبہ ڈان نے چوری کیا ہے۔ اور اس کے پاس موجود ہے۔ لیکن ڈان نے ہمیں کہہ طور پر یقین دلا دیا کہ اس کا اس چوری سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ وہ انتہائی شریف اور کاروباری آدمی ہے۔ اس نے ہمیں مصری اعلیٰ ترین حکام کے ساتھ اپنے نوٹو دکھلائے ٹیپ سنوائے۔ جس سے واقعی یہ ثابت ہوتا تھا کہ ڈان کا کسی جرم سے کوئی تعلق ہو ہی نہیں سکتا ——— چنانچہ کلثوم مطمئن ہو گئی اور ہم واپس آ گئے" ——— فیاض نے جلدی جلدی بتانا شروع کر دیا۔

"کلثوم تو مطمئن ہو گئی تم اپنی بات کرو۔ تمہارا کیا آئیڈیا تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

"میرا ——— میرا اس چوری وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اس سے کوئی دلچسپی ہے۔ میں تو کلثوم کی وجہ سے چلا گیا تھا" ——— فیاض نے جواب دیا۔

"تو پھر تم یہاں کیوں آئے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— میں سرکاری طور پر نہیں آیا۔ میں تو عمران کے رشتے کے لئے آیا ہوں" ——— فیاض نے کہا۔

"اور اب عمران کی بجائے اپنے رشتے کے چکر میں پڑ گئے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کہہ رہے ہو" ——— فیاض نے چونک کر کہا۔

"تو پھر کلثوم سے کیوں چمٹے پھر رہے ہو۔ میں سلمیٰ بھابھی

کو پوری رپورٹ دوں گا پھر جوتیاں گننا بھی دشوار ہو جائے
گا" —— عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔
اور فیاض عمران کا اصل لہجہ سنتے ہی یوں کرسی سے اچھلا
جیسے کرسی میں اچانک طاقتور سپرنگ نکل آئے ہوں۔
"اوہ تم —— تم —— عمران ۔ یہ کیا حرکت تھی ۔ میں
تمہیں گولی مار دوں گا" —— فیاض نے غصے سے چیختے
ہوئے کہا ۔ اور تیزی سے عمران کی طرف جھپٹا۔
"ارے ارے ۔ اچھا چلو نہیں دوں گا رپورٹ ۔ لیکن
ایک سادہ چیک پر دستخط کرنے پڑیں گے" —— عمران
نے جھکائی دے کر ایک طرف دوڑتے ہوئے کہا۔
"تم سور —— تم نے میری آدھی جان نکال دی"
فیاض نے اس بار قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔
"ارے پھر تم زندہ کیسے ہو ۔ آدھی تو پہلے ہی کسی اور
طرف شفٹ ہو چکی تھی ۔ باقی آدھی لئے پھر رہے تھے ۔ وہ
بھی نکل گئی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور فیاض اس بار شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔
"آخر تم اس میک اپ میں اور یہ سارا چکر ۔ اب
تمہیں مجھے بتانا پڑے گا کہ تم کس چکر میں یہاں آئے ہو"
فیاض نے مصنوعی طور پر لہجے کو غصیلا بنانے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔
"سنو فیاض —— میں واقعی یہاں کلثوم کے سلسلے میں

تھا۔ ڈیڈی نے زبردستی بھیج دیا تھا ۔ لیکن یہاں آکر میں نے
... کیا ہے کہ کلثوم مجھ سے زیادہ تم میں دلچسپی لے رہی
... نہیں نے درمیان سے ہٹ جانے کا فیصلہ کر لیا
... —— تم فکر نہ کرو ۔ سلمیٰ بھابھی کا کیا ہے ۔ ہمارے
... کی عورتیں رو دھو کر خاموش ہو جاتی ہیں" —— عمران
... بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"شٹ اپ —— اب تم بکواس پر اتر آئے ۔ میں
... کی وجہ سے کلثوم کو پہلے لمحے سے اپنی بہن سمجھتا رہا
ہوں اور اب تک بہن ہی سمجھتا ہوں ۔ ویسے بھی وہ انتہائی
... معصوم لڑکی ہے —— آئندہ اگر تم نے ایسی بکواس کی
تو تمہارا سر توڑ دوں گا ۔ سمجھے" —— فیاض نے اس بار
... انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"اوہ تو تم اب میرے سالے بننے کے چکر میں ہو ۔
... ساری خدائی ایک طرف اور جورو کا بھائی ایک طرف
... والے محاورے کے تحت مجھ پر ان ڈائریکٹ رعب جما
... —— عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ۔ اور
... فیاض بے اختیار ہنس پڑا ۔
اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی
بات ہوتی ۔ دروازے پر زور سے دستک ہوئی ۔
"اندر کون ہے" —— دستک کے ساتھ ہی باہر
... کلثوم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران ... نے

ہونٹوں پر انگلی رکھ کر فیاض کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور خود آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

"کک ——— کون ہو تم" ——— دروازے پر کھڑی کلثوم کے لہجے میں عمران کو دیکھ کر شدید حیرت نمودار ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں اندر موجود فیاض پر پڑیں جو اب کرسی پر بیٹھ رہا تھا تو وہ چونک پڑی۔

"مس کلثوم عمر ابدال صاحبہ ——— آپ پلیز اندر آ جائیے ورنہ" ——— عمران کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"مگر تم ہو کون۔ اور یہاں کیوں گھسے ہوئے ہو۔ فیاض صاحب۔ یہ کون ہے" ——— کلثوم نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ فیاض کی وہاں موجودگی سے شاید وہ اندر بھی آ گئی تھی۔

"آپ کے یہ فیاض صاحب میرے ہونے والے سالا صاحب ہیں اور فرمائیے" ——— عمران نے کہا۔

"سالا صاحب۔ کیا بکواس ہے" ——— کلثوم اور زیادہ بوکھلا گئی۔ اور اُسی لمحے فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"مس کلثوم ——— یہ عمران ہے۔ میک اپ میں ہے" فیاض نے بھانڈا پھوڑ ہی دیا۔

"عمران ——— اوہ یہ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ اوہ اس کا قد و قامت تو وہی ہے۔ لیکن نہیں۔ یہ عمران نہیں ہے" ——— کلثوم نے شدید ترین حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔ شاید وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ میک اپ سے اس حد تک حلیہ۔ رنگ اور نسل بھی بدلی جا سکتی ہے۔

"کیا میں آپ کو عمران سے زیادہ عقلمند نظر آ رہا ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عقلمند ——— کیا مطلب۔ تم تو اس سے بھی زیادہ احمق نظر آ رہے ہو" ——— کلثوم نے کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

"اب مجبوری ہے۔ جب باپ بیٹی کی رائے ایک ہو جائے تو پھر بے چارہ امیدوار کہاں جائے"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔ اور کلثوم اس کا لہجہ سن کر ایک بار پھر اچھل پڑی۔

"اوہ ——— تم واقعی عمران ہو۔ لیکن یہ شکل و صورت۔ اوہ اس حد تک تو فرق تو نہیں ہو سکتا" ——— کلثوم کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میرا خیال تھا کہ شاید مصری بن جانے کے بعد تم مہربان ہو جاؤ گی۔ لیکن خواہ مخواہ پہلے ہی برباد ہوئے ——— وہ میک اپ مین پانچ ہزار مانگ رہا تھا۔ میں نے اُسے بڑی مشکل سے دو ہزار پر راضی کیا۔ تبھی اس نے مجھے فیاض سے بھی زیادہ احمق بنا دیا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے باتھ روم کی طرف مڑ گیا۔

"یہ واقعی عمران ہے" ——— باتھ روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے اُسے کلثوم کی آواز سنائی دی جو فیاض سے پوچھ رہی تھی۔

عمران نے میک اپ ایسا کیا تھا جو سادہ پانی سے آسانی سے صاف ہو سکتا تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ اپنی اصل شکل میں آگیا ——— اور تولیے سے چہرہ صاف کر کے وہ باتھ روم سے باہر آگیا۔ کلثوم بھی اب فیاض کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"اوہ۔ واقعی حیرت انگیز میک اپ ہے میں تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ لیکن تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ فیاض صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم ڈان کے پاس گئے تھے" ——— کلثوم نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب میں اتنی غفلت تو نہیں کر سکتا کہ تم فیاض کے ساتھ جاؤ اور مجھے معلوم ہی نہ ہو" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا بکواس کر رہے ہو" کلثوم نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے انتہائی بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب میری طرف سے تم ڈان کے پاس جاؤ یا نائٹ کے پاس۔

اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ فیاض نے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ تمہیں چھوٹی بہن سمجھتا ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"نانسنس ——— احمق ——— الو ——— تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" ——— کلثوم نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سن لیا فیاض۔ ویسے ہی اترا رہے تھے کہ میں تمہارا سالا صاحب بننے والا ہوں۔ اور ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف والا محاورہ سنا سنا کر مجھے دہشت زدہ کر رہے تھے" ——— عمران نے بات کا رخ فیاض کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں کہہ رہی ہوں۔ فیاض صاحب کو نہیں کہہ رہی۔ اور سنو۔ اب اگر تم نے مزید بکواس کی تو میں واقعی تمہارا سر توڑ دوں گی" ——— کلثوم نے کہا۔

"ویسے تم نے دوسری تلوار توڑنے میں جلدی کی۔ مجھے توڑ لینے دینا تھا" ——— عمران نے اس بار خاصے خشک لہجے میں کہا۔ اور کلثوم ایک بار پھر چونک پڑی۔

"کیا مطلب ——— کیا تم نتاشا کی بات کر رہے ہو۔ اوہ ہاں۔ تم نے مجھے فون پر کہا تھا کہ تم نے نتاشا

کو وہ کتبہ دے کر بھیجا ہے ۔ تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا ۔ اور پھر تمہارے یہاں آتے ہی نتاشا بھی مر گئی ـــــ اوہ ۔ تم میرے تصور سے بھی زیادہ خطرناک آدمی ہو " ـــــ کلثوم نے کہا ۔ اور آخری فقرے کہتے کہتے اس کے چہرے پر خوف کے آثار امڈ آئے ۔ اور عمران ہنس پڑا ۔

" چلو ۔ کچھ ترقی تو ہوئی ۔ احمق سے خطرناک تک پہنچ گیا ہوں ۔ اسی طرح ایک روز منزل بھی آجائے گی " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کی آنکھوں میں شرارت تھی ۔

" مس صاحبہ ۔ بڑے صاحب اپنے ساتھ آنے والے اس نوجوان کو بلا رہے ہیں ۔ وہ مقامی نوجوان کو ۔ لیکن مس صاحبہ وہ کہیں نہیں نظر آرہا " ـــــ اسی لمحے ملازم نے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ـــــ کہاں ہیں وہ " ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

" وہ اپنے کمرے میں ہیں جناب " ـــــ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" تم جاؤ ۔ میں اُسے ڈھونڈھ کر لے آتی ہوں " کلثوم نے ملازم سے کہا ۔ اور ملازم سر جھکاتے واپس چلا گیا ۔

" کیا ڈیڈی کو معلوم ہے کہ اس میک اپ میں تم ہو " کلثوم نے مڑ کر عمران سے کہا ۔

" ہاں ۔ تبھی تو میں نے کہا تھا کہ باپ بیٹی کی ایک رائے ہو گئی ہے ۔ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ تم اس حلیے میں عمران سے زیادہ احمق لگ رہے ہو " ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" تو چلو ڈیڈی کے پاس ۔ میں اب تمہارے ساتھ جاؤں گی ۔ تم خطرناک آدمی ہو ۔ ڈیڈی سیدھے سادھے آدمی ہیں ـــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی نئے چکر میں پھنس جائیں " ـــــ کلثوم نے کہا ۔

" ان کی اب عمر رہ گئی ہے نئے چکر میں پھنسنے کی " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی ۔ چلو " کلثوم نے غصیلے لہجے میں کہا ۔ اور عمران کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف گھسیٹنے لگی ۔

" سنو ۔ اپنے ڈیڈی کو یہیں بلا لو ۔ مجھے شک ہے کہ تمہارے ملازموں میں سے کوئی مجرموں کے ساتھ ملا ہوا ہے ۔ اس لئے میں اصل حلیے میں باہر نہیں جانا چاہتا ـــــ جاؤ انہیں یہیں بلا لو ۔ میں نے ان سے ضروری باتیں بھی کرنی ہیں " ـــــ عمران کا لہجہ یک لخت اس طرح سنجیدہ ہو گیا ۔ کہ کلثوم بے اختیار اس کا بازو چھوڑ کر دو قدم پیچھے ہٹ

گئی۔ وہ اب حیرت سے عمران کا چہرہ دیکھ رہا تھا جیسے
اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس قدر سنجیدہ چہرہ واقعی عمران
کا ہو سکتا ہے۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ ہو سکتا ہے۔ بات
صرف تماشا تک محدود نہ رہے" ——— عمران نے
اُسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ ——— تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں
انہیں لے آتی ہوں" ——— کلثوم نے کہا۔ اور جلدی
سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران پلیز۔ مجھے بتاؤ کہ چکر کیا ہے۔ مجھے بڑی
الجھن ہو رہی ہے" ——— کلثوم کے جاتے ہی فیاض نے
سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو فیاض ——— میں یہاں آیا تھا صرف ایک عام
سی چوری کا پتہ کرنے۔ ڈیڈی کو ڈاکٹر عصر ابدال نے
درخواست کی تھی کہ وہ ان کی مدد کریں۔ ڈیڈی خود آنا
چاہتے تھے لیکن اماں بی بیمار تھیں ——— اس لئے
انہوں نے مجھے بلایا کہ میں ان کی جگہ کوٹھی پر رہوں۔
تاکہ اماں بی کا خیال رکھ سکوں اور وہ خود یہاں آنا چاہتے
تھے ——— لیکن تم میری عادت جانتے ہو کہ میں کوٹھی
پر پابند ہو کر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ میں نے ڈیڈی
کو منا لیا۔ کہ میں جا کر ان کی جگہ کام کر دوں گا۔ لیکن وہ

بڑی مشکل سے اس بات پر رضامند ہوئے کہ ان کے
محکمے کی بھرپور عقل سوپر فیاض میرے ساتھ جلتے گا۔ چنانچہ
مجبوراً تمہیں ساتھ لے آنا پڑا ——— میرا خیال تھا کہ عام
سی چوری ہے۔ اس لئے ہم جلد ہی فارغ ہو جائیں گے۔
لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حالات اس سے
زیادہ گہرے ہیں جتنا ہم سمجھ رہے ہیں ——— اس لئے
بہتر یہی ہے کہ تم اب واپس چلے جاؤ۔ میں تو اب
مکمل کھوج نکال کر ہی واپس جاؤں گا" ——— عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں واپس چلا جاؤں تمہیں چھوڑ کر۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے۔ میں تمہارے ساتھ کام کروں گا۔ تم یہ بات
ذہن سے نکال دو" ——— فیاض نے بڑے اعتماد
بھرے لہجے میں کہا۔

"یار کیوں میری روزی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔
اس طرح تو سارا کریڈٹ تم لے جاؤ گے۔ ورنہ میرا
خیال تھا ڈیڈی خوش ہو جائیں گے تو شاید ان کے
بنک بیلنس سے ——— ایک دو دانے میری جیب میں بھی
شفٹ ہو جائیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا اور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم بلیک میل کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کوئی نہ
کوئی موقعہ ڈھونڈھ ہی لیتے ہو۔ بہرحال یہ بتا دوں کہ

کریڈٹ بھی میں لے لوں گا اور پیسہ بھی ایک نہ ملے گا"
فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیسہ ——— لاحول ولا قوۃ۔ یار تم نے مجھے گداگر سمجھ لیا ہے۔ اب میں تم سے پیسہ لوں گا۔ تم بتاؤ تمہیں کتنے پیسے چاہیئں۔ میں تمہارا منہ پیسوں سے بھر دوں۔ یہ اور بات ہے کہ تمہارے اس سانڈ جیسے منہ کو بھرنے کے لئے مجھے پورے آدھ کلو پیسے بھرنے پڑیں گے۔ لیکن میں ایسا کر سکتا ہوں" ——— عمران نے غصیلے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مم ——— میرا یہ مطلب نہ تھا۔ تم غلط سمجھے ہو"
فیاض واقعی شرمندہ سا ہو گیا۔

"میں نہیں بلکہ تم غلط سمجھتے ہو۔ میں نے تو صرف سادہ چیک کی بات کی تھی۔ صرف تمہارے دستخط شدہ سادہ چیک ——— اب دیکھو آخر دوستی بھی تو کوئی چیز ہے۔ اب میں تمہیں چیک پر رقم بھرنے کی تکلیف کیوں دوں۔ ویسے بھی افسر صرف دستخط کرتے ہیں۔ یہ باقی لکھائی پڑھائی تو ماتحتوں کا کام ہوتا ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور فیاض ہنس پڑا۔

"تم پکے سور ہو۔ بہرحال یہ طے ہے کہ نہ چیک ملے گا اور نہ رقم" ——— فیاض نے ضدی لہجے میں کہا۔
"اچھا پھر واپسی کا خرچہ پکے سور کے ذمہ۔ ہم ابھی

واپس جا رہے ہیں۔ کتبہ ڈاکٹر صاحب کو واپس مل گیا۔ ہمارا کام ختم" ——— عمران نے بڑے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ حالات اس سے زیادہ گہرے ہیں" ——— فیاض نے چونک کر کہا۔

"بس میرا صرف خیال تھا۔ اس خیال کی گہرائی کھودنے کے لئے بڑی ہیوی مشینری چاہیئے۔ اور مشینری خریدنے کے لئے رقم کی ضرورت پڑتی ہے ——— چلو چھوڑو۔ کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کی بک بک میں پڑنے کی۔ واپس چلتے ہیں۔ جا کر ڈیڈی کو رپورٹ دے دوں گا۔ کہ سوپر فیاض تو بس مہمانی کے لطف لیتا رہا ہے۔ یا ڈاکٹر عمر ابدال کی نوجوان اور خوب صورت بیٹی کے ساتھ ہوٹل بازی میں مصروف رہا ہے ——— البتہ میں نے تھوڑی سی کوشش کی ہے تو کتبہ واپس آگیا ہے"
عمران نے کہا۔

"تم واقعی بہت بڑے شیطان ہو۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں تمہیں چیک دے دوں گا۔ لیکن سادہ نہیں۔ لکھ کر دوں گا" ——— فیاض نے آخر کار ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ صرف پہلا ہندسہ لکھ دینا باقی صفریں رہنے

دینا۔ وہ میں خود ڈال لوں گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ ایک کا ہندسہ اور تین صفریں ڈال کر دوں گا" ـــــ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ ایسے ہی سہی۔ کسی ہوٹل میں بیٹھ کر اس کا ناشتہ کریں گے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس اس سے زیادہ نہیں مل سکتا" ـــــ فیاض نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر عمر ابدال اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے کلثوم تھی ـــــ عمران اور فیاض دونوں احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"یہ تم نے کلثوم سے کیا کہا ہے کہ میرے ملازموں میں کوئی غدار ہے۔ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہاں سارے ملازم میرے پرانے نمک خوار ہیں۔ اور جہاں تک نتاشا کا تعلق ہے۔ ہسپتال میں بھی ڈاکٹروں نے پوسٹ مارٹم کے بعد یہی رپورٹ دی ہے کہ اُسے ہارٹ اٹیک کا شدید حملہ ہوا ہے ـــــ انسان کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے۔ اب دیکھو جان آرنلٹ بھی تو اچانک اپنے گھر کی سیڑھیوں سے گر کر مر گئے ہیں"

ڈاکٹر عمر ابدال نے کرسی پر بیٹھتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"جان آرنلٹ ـــــ اوہ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے مصری آثار قدیمہ پر بین الاقوامی طور پر اتھارٹی سمجھے جاتے تھے" ـــــ عمران نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

"ہاں وہی ـــــ سر کمال عبداللہ اور جان آرنلٹ دو ہی آدمی ایسے تھے جنہیں ان معاملات پر پوری دنیا میں اتھارٹی تسلیم کیا جاتا تھا" ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کب فوت ہوتے ہیں جان آرنلٹ" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک روز پہلے کی بات ہے۔ وہ دوسری منزل کی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے کہ پیر پھسل گیا۔ اور وہ نیچے گرے ـــــ ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی" ـــــ ڈاکٹر عمر ابدال نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"کیوں تمہیں اس میں بھی کوئی شبہ نظر آ گیا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ پولیس نے تفتیش کر لی ہے۔ وہ واقعی سیڑھیوں سے گر کر ہلاک ہوئے ہیں"

ڈاکٹر عمر ابدال نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کی رہائش گاہ پوچھی ہے تاکہ میں جا کر ان کے وارثوں سے تعزیت کر سکوں آخر وہ بہت بڑے عالم تھے"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ اچھا اچھا۔ وہ نیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر دس میں رہتے تھے۔ ان کا ایک لڑکا ہے۔ آرگن۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ باپ کی وفات پر وہ موجود نہ تھا۔۔۔۔ اور نہ اس کا کوئی پتہ ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔ ویسے وہ بھی آثار قدیمہ میں خاصی دلچسپی لیتا رہتا ہے۔ لیکن بہرحال باپ جیسا تو نہیں ہے۔ اس کے والد کی خدمات کے پیش نظر مصری حکومت نے اسے محکمہ آثار قدیمہ میں کسی۔۔۔ شعبے میں۔۔۔ اعزازی طور پر اینچارج بھی کیا ہوا تھا"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے کہا۔

"اچھا یہ بتائیں کہ وہ کتبہ جو نتاشا لے کر آئی تھی وہ اصلی ثابت ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل اصلی ہے۔ ہم نے باقاعدہ اس سلسلے میں ماہرین کی میٹنگ بلوائی اور اس میں سر کمال عبداللہ بھی شریک تھے۔۔۔۔ جان آرنلڈ اگر زندہ ہوتے تو یقیناً وہ بھی شامل ہوتے۔ بہرحال سر کمال عبداللہ بھی کم نہیں ہیں۔ اور انتہائی گہری تحقیقات کے بعد سب نے متفقہ طور پر اسے اصلی قرار دے دیا ہے۔ اور

اس طرح میرے ذہن سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ اب میں ذہنی طور پر آزاد اور ہلکا پھلکا ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کتبے کی کوئی فوٹو کاپی مجھے مل سکتی ہے" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"تم اسے کیا کرو گے۔ وہ تمہارے سمجھنے کی بات نہیں ہے۔ انتہائی قدیم مصری زبان میں لکھا گیا ہے جسے صرف ماہرین ہی پڑھ سکتے ہیں۔۔۔۔ ویسے بھی وہ ایک سرکاری راز ہے۔ کسی دوسرے کے حوالے نہیں کیا جا سکتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈیڈی۔۔۔۔ آپ مجھے تو دکھائیں وہ کتبہ۔ میرا تو موضوع ہی وہی زبان ہے۔ اور اب مجھے اس پر اسرار کتبے میں بے حد دلچسپی محسوس ہو رہی ہے"۔۔۔۔ یکلخت کلثوم نے کہا۔

"بیٹی میں نے کہا ہے کہ وہ سرکاری راز ہے۔ ہم نے اس کی مدد سے ایک نقشہ بنایا ہے۔ اس کے بعد وہ مقبرہ کھودا جائے گا۔۔۔۔ جب مقبرہ منظر عام پر آ جائے گا تب وہ کتبہ بھی اوپن ہو جائے گا تب پڑھ لینا" ڈاکٹر عمر ابدال نے جواب دیا۔

"یہ کتبہ اور نقشہ اب کس کی تحویل میں ہے"۔۔۔۔ عمران

نے پوچھا۔

"کیوں ۔۔۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے چونک کر پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ کہیں پھر وہ چوری نہ ہو جائے" عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے نہیں۔ اب ہر بار تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ فی الحال تو وہ میری تحویل میں ہے۔ لیکن بس آج کی رات۔ کل وہ کھدائی کرنے والے متعلقہ شعبے کے افسروں تک پہنچ جائے گا ۔۔۔ اور اس کے بعد وہ شعبہ اس کی کھدائی شروع کر دے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ ڈاکٹر صاحب۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں اس قدر اہم کتبہ اور اس کا نقشہ آپ دفتر میں رکھ کر یہاں مطمئن بیٹھے ہیں ۔۔۔ جو لوگ اُسے پہلے اڑا کر لے گئے تھے۔ وہ اب بھی تو کوشش کر سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"ارے نہیں۔ ہم اتنے احمق نہیں ہیں کہ اُسے اس طرح چوروں کے لئے چھوڑ دیں۔ وہ اب انتہائی سخت حفاظتی پہرے میں ہے ۔۔۔ دوسری بات یہ کہ اس کی نقلیں سر کمال عبداللہ کے پاس بھی موجود ہیں۔ اور میرے پاس بھی۔ اور اب چونکہ نقشے کی مدد سے مقبرے کا اصل مقام تجویز ہو چکا ہے ۔۔۔ اسی لئے اب اگر وہ

چوری بھی کر لیا جائے تب بھی کوئی شخص اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا" ۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے جواب دیا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔ اچھا ڈاکٹر صاحب۔ اب میرے خیال میں ہمارے یہاں آنے کا مقصد تو پورا ہو گیا۔ اب اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم کل واپس چلے جائیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں بیٹے۔ تم یہاں رہو۔ قاہرہ کی سیر کرو۔ گھومو پھرو۔ جب دل بھر جائے تو پھر چلے جانا۔ یہ تو تمہارے انکل کا گھر ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر عمر ابدال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔ لیکن کلثوم شاید ہمیں رات بھی نہ رہنے دے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کلثوم کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جب ڈیڈی نے کہہ دیا ہے تو بے شک رہو۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ بس تم بکواس کرنا شروع کر دیتے ہو۔ تب مجھے غصہ آجاتا ہے" ۔۔۔ کلثوم نے کہا۔

"تو پھر مستقل رہ جاؤں ۔۔۔ کیا خیال ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

اور ڈاکٹر عمر ابدال اس کی بات سمجھ کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"مجھے بہر حال کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اس کی اجازت کلثوم ہی دے سکتی ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں۔ میں

نے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے" ——— ڈاکٹر عمر ابدال نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مسکراتے ہوئے مڑے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔

"تم نے پھر بکواس شروع کر دی" ——— ڈاکٹر عمر ابدال کے جاتے ہی کلثوم نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ بات میں نے ڈاکٹر عمر ابدال کو اٹھانے کے لئے کی تھی۔ ورنہ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کسی بک پڑھی خاتون کے گھر مستقل رہنے کی ——— اور وہ خاتون جب آثار قدیمہ محقق ہو تو پھر تو نوجوانوں کا تو میرٹ ہی ختم ہو جاتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور کلثوم کا چہرہ غصے سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔ اُسے شاید توقع نہ تھی۔ کہ عمران اس طرح سپاٹ جواب دے گا۔

"تم انتہائی بدتمیز۔ اور بداخلاق آدمی ہو۔ سمجھے۔ کوئی ضرورت نہیں تمہارے یہاں رہنے کی" ——— کلثوم نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

"چلو شکر ہے تم نے آدمی تو بہرحال تسلیم کر ہی لیا۔ یہی سرٹیفکیٹ بہت ہے۔ وہ جولیا تو مجھے آدمی ہی نہیں سمجھتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا ——— کون جولیا ——— کیا وہ تمہاری بیوی ہے" دروازے کے پاس پہنچی ہوئی کلثوم یک لخت ایک جھٹکے سے مڑ کر پوچھا۔

"آہ۔ یہی تو بڑا مسئلہ ہے۔ کوئی آدمی ہی نہیں سمجھتی۔ اس لئے میں کنوارہ اور کوئی آدمی سمجھتی ہے تو بدتمیز اور بداخلاق کہہ کر مجھے کنوارہ رکھ دیتی ہے ——— یار فیاض تم ہی کچھ کرو۔ آخر تمہیں اتنا بڑا اعزاز ملنا ہے سالا صاحب بننے کا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم بکواس سے باز آجاؤ تب ہی کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن تمہاری زبان رکتی ہی نہیں ہے۔ مس کلثوم جیسی خاتون کو بھی تم نے اپنی بکواس سے ناراض کر دیا ہے۔ ورنہ ایسی خاتون تو قسمت والوں کے نصیب میں ہی ہوتی ہے" فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کلثوم کا چہرہ فیاض کی بات سن کر پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"تو پھر نجومی کے پاس جانا پڑے گا قسمت کا حال پوچھنے" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم ڈیڈی کو کیوں اٹھانا چاہتے تھے" ——— کلثوم نے واپس آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ فیاض کی تعریف نے اس کے ذہن پر چھا جانے والے غصے کو ختم کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ نارمل ہو گئی تھی۔

" تم نے پوچھا ہی کب ہے " ——— عمران نے جواب دیا۔

" اچھا ۔ اب بتا دو " ——— کلثوم نے کہا۔

" دراصل ڈاکٹر صاحب کی زندگی شدید خطرے میں ہے اور ڈاکٹر صاحب کو اس کی خبر ہی نہیں ہے " ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا ——— کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا مطلب " ——— کلثوم نے بری طرح چونک کر پوچھا اور ساتھ ہی اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

" سنو کلثوم ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس لئے یہاں سے اٹھایا ہے کہ میں تم سے ایک خاص بات کرنا چاہتا تھا ——— تم انتہائی سمجھ دار ہو ۔ میں جانتا ہوں اس لئے تمہیں بتا رہا ہوں ۔ تمہارے ڈیڈی نے اس نقشے کا فوٹو اپنے پاس رکھ کر شدید خطرہ مول لیا ہے ۔ انہوں نے لازماً اسے اپنی ذاتی تحویل میں رکھا ہوگا ——— اور یہی سب سے خطرناک بات ہے ۔ کم از کم آج کی رات ۔ اگر آج کی رات یہ دونوں چیزیں ان کی تحویل میں نہ رہیں تب ہی ان کی جان بھی بچ جائے گی اور خطرہ بھی ختم ہو جائے گا ۔ تفصیل مت پوچھنا ——— بس جو کچھ میں بتا سکتا تھا ۔ میں نے بتا دیا ہے ۔ اپنے ڈیڈی کی جان بچانے کے لئے تم کچھ کر سکتی ہو تو کر لو ۔ ورنہ پھر مجھے گلہ نہ کرنا ۔ میں نے تو

بہر حال کل واپس چلے جانا ہے " ——— عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ کلثوم خوف اور دہشت سے کانپنے لگی ۔

" اوہ اوہ ۔ ہرگز نہیں ۔ میں ڈیڈی کو ہر صورت میں خطرے سے بچاؤں گی ۔ تم مجھے بتاؤ میں کیا کروں ۔ میں ڈیڈی سے بات کرتی ہوں " ——— کلثوم نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" اوہ اگر تم نے ڈاکٹر صاحب سے بات کی تو پھر صورت حال اور بھی زیادہ خراب ہو جائے گی ۔ تم ان کی عادت مجھ سے زیادہ بہتر جانتی ہو ——— اس کا ایک ہی حل ہے ۔ اگر تم کر سکتی ہو تو کر لو " ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" مجھے بتاؤ خدا کے لئے مجھے بتاؤ ۔ میں تمہاری ساری زندگی احسان مند رہوں گی " ——— کلثوم نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا ۔

" اس میں احسان کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر مجھے ڈاکٹر صاحب کی فکر نہ ہوتی تو شاید میں یہاں آنے کی بجائے سیدھا پاکیشیا چلا جاتا ——— کیونکہ وہاں میرے اس سے بھی زیادہ اہم کام ادھورے پڑے ہیں ۔ لیکن ڈاکٹر عمر ابدال کی زندگی کا مسئلہ تھا ۔ اس لئے مجبوراً مجھے رات رکنا پڑ گیا ہے ——— اصل بات

یہ ہے کہ تمہارے ملازموں میں سے واقعی کوئی مجرموں سے ملا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ ملازموں کی تعداد کافی زیادہ ہے ۔۔۔ اس لئے فوری طور پر چھان بین ممکن نہیں ہے۔ یہاں کی ساری باتیں مجرموں کے پاس پہنچ رہی ہیں۔ اس لئے میں یہاں میک اپ میں آیا تھا تاکہ وہ مجرم یہی سمجھیں کہ میں واپس چلا گیا ہوں ۔۔۔ اس کا فوری طور پر ایک ہی حل ہے کہ کتبے اور نقشے کا فوٹو ڈاکٹر صاحب کی تحویل میں نہ رہے۔ لیکن انہیں اس بات کا پتہ نہ چلے کیونکہ انہیں پتہ چلا تو لازماً ملازموں کو پتہ لگ جائے گا۔ اب اگر تم ایسا کر سکتی ہو تو ٹھیک ورنہ پھر جو ہو گا قسمت کی بات ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر اتنی سی بات سے ڈیڈی کی جان بچ سکتی ہے تو میں ضرور ایسا کروں گی۔ مجھے ڈیڈی کی عادت کا پتہ ہے وہ اپنی خاص چیزیں اپنی خواب گاہ کے خفیہ سیف میں رکھتے ہیں ۔۔۔ اور میں وہاں سے اسے خاموشی سے حاصل کر سکتی ہوں۔ مجھے اس سیف کے کوڈ نمبر معلوم ہیں" ۔۔۔ کلثوم نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو واقعی خطرہ یقینی طور پر ٹل سکتا ہے۔ تم انہیں وہاں سے حاصل کرو۔ صرف ایک رات کے لئے صبح بے شک واپس رکھ دینا ۔۔۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کو بھی پتہ نہ چلے گا اور ان کی جان بھی بچ جائے گی"

ان نے جواب دیا۔

"لیکن میں انہیں رات کس کے پاس رکھوں۔ میں ایسی خطرناک چیز اپنے پاس نہیں رکھ سکتی" ۔۔۔ کلثوم نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم انہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی تحویل میں دے دو۔ یہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ اس کی بخوبی حفاظت کر سکتا ہے ۔۔۔ صبح واپس لے کر سیف میں رکھ دینا" ۔۔۔ عمران نے تجویز پیش کی۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا نام نہ لیا تھا تاکہ کلثوم بدک نہ جائے۔

"بالکل ٹھیک۔ فیاض بھائی پر مجھے اعتماد ہے۔ یہ اس کی حفاظت بخوبی کر سکتے ہیں۔ میں ابھی جاتی ہوں" کلثوم نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"اصل بات کیا ہے۔ تم کلثوم کو تو چکر دے سکتے ہو۔ مجھے نہیں۔ تمہاری ساری کہانی ہی سرے سے غلط ہے" کلثوم کے جانے کے بعد سوپر فیاض نے سخت اور تیز لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے جورو کو تو چکر دیا جا سکتا ہے جورو کے بھائی کو نہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ تم نے یہ کاغذات

اڑانے کے لئے کیوں کلثوم کو چکر دیا ہے" ۔۔۔۔ فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہی خیال کی گہرائی کھودنے والا مسئلہ ہے فیاض۔ میں دراصل وہ کتبہ اور اس کا نقشہ دیکھنا چاہتا ہوں بس اس سے زیادہ نہیں پوچھنا ۔۔۔۔ بعد میں تفصیل سے بات کر لیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی کلثوم واپس دروازہ کھول کر اندر آئی۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کامیاب لوٹی ہے۔

"میں نے وہ اڑا لئے ہیں۔ یہ دیکھو اس لفافے میں ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ ڈیڈی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں ۔۔۔۔ اس لئے آسانی سے بات بن گئی۔ فیاض بھائی پلیز۔ اب یہ لفافہ تم رکھو میں صبح سویرے ہی تم سے لے لوں گی" ۔۔۔۔ کلثوم نے لفافہ فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے خاموشی سے لفافہ لے کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ عمران لاتعلقی کے سے انداز میں بیٹھا رہا۔ اس نے لفافے میں کوئی دلچسپی نہ لی تھی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ تم نے

واقعی اپنے ڈیڈی کی زندگی بچا لی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح۔ مجرم تو یہی سمجھیں گے کہ لفافہ ڈیڈی کی تحویل میں ہے" ۔۔۔۔ کلثوم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اس کی ساری کہانی میں یہی بہت بڑا خلا تھا۔ لیکن کلثوم نے اپنے باپ کی جان کے خطرے کے پیش نظر اس پہ غور نہ کیا تھا ۔۔۔۔ لیکن اب عمران کے اطمینان دلانے پہ اس کے ذہن نے کام شروع کر دیا تھا۔

"مجرم اب اتنے عقلمند نہیں ہیں جتنی عقل تمہارے پاس ہے۔ تمہارے ڈیڈی کے آنے سے قبل ہی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیف میں لفافہ موجود نہیں ہے ۔۔۔۔ مجرموں کا آدمی سیف کی تلاشی لے کر انہیں اطلاع دے دے گا۔ اس طرح وہ یہی سمجھیں گے کہ ڈاکٹر عمر ابدال ایسے کاغذات گھر نہیں لاتے بلکہ وہیں دفتر میں چھوڑ آتے ہیں۔ اس لئے وہ یہاں حملہ نہ کریں گے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کلثوم نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہاں تک بات ہو سکتی ہے۔ ایسا ملازم تو انتہائی خطرناک ہے۔ ہمیں اسے پکڑنا چاہیئے"

کلثوم نے کہا۔

" بالکل ۔ لیکن فوری خطرہ تو ٹل گیا۔ اب تم اطمینان سے ان کو چیک کرتے رہنا۔ لازماً وہ پکڑا جائے گا" عمران نے کہا اور کلثوم نے سر ہلا دیا۔

" اور سنو ـــــ تم یہاں زیادہ دیر مت رکو۔ ورنہ اس ملازم کو شک پڑ جائے گا۔ تم نارمل انداز میں رہو۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں" ـــــ عمران نے اُسے سمجھایا۔ اور کلثوم ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں صبح سویرے لفافہ لے لوں گی۔ میں اب چلتی ہوں" ـــــ کلثوم نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

" مجھے بعض اوقات واقعی حیرت ہوتی ہے۔ کہ تم لوگوں کو کس طرح اپنی مرضی سے ڈیل کر لیتے ہو۔ یہ کلثوم ویسے تو بڑی عقلمند بنتی ہے ـــــ لیکن اب دیکھو کٹھ پتلی کی طرح تمہارے اشاروں پر ناچ رہی ہے" ـــــ کلثوم کے جانے کے بعد فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تمہیں مفت میں ایک گر ہاتھ لگ گیا ہے۔ عورتوں کو ڈیل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ انہیں ان کے میکے کے بارے میں خوف دلا دو۔ تیر کی طرح تمہارے اشارے پر چلیں گی ـــــ بے شک سلمیٰ بھابھی پر آزما لینا" عمران نے کہا اور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

" وہ کلثوم کی طرح جذباتی نہیں ہے کہ اتنی سی بات سے خوف زدہ ہو جائے گی۔ الٹا میرا ہی ناطقہ بند ہو جائے گا" ـــــ فیاض نے کہا۔

" جو چیز پہلے سے بند ہو اُسے اور کیا بند کرنا۔ بہر حال اٹھ کر دروازہ لاک کرو اور لفافہ مجھے دو" ـــــ عمران نے کہا۔

اور فیاض سر ہلاتا ہوا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے اٹھ کر اپنا بریف کیس کھولا اور اس کے خفیہ خانے سے ایک جدید پولورائڈ کیمرہ نکالا۔ اور اس نے لفافے میں سے موجود کاغذ باہر نکال کر ان کے فوٹو بنانے شروع کر دیئے ـــــ پولورائیڈ کیمرے کی وجہ سے فوٹو فوری تیار ہو گئے تھے۔ عمران نے انہیں اٹھا کر غور سے دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے اصل کاغذات واپس لفافے میں ڈالے اور لفافہ فیاض کے حوالے کر دیا۔

" لو یہ سنبھالو۔ اور اپنے کمرے میں جا کر اطمینان سے سو جاؤ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ان فوٹوؤں سے تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو" فیاض نے لفافہ لے کر واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" صرف ثبوت۔ تاکہ ڈیڈی کو مطمئن کیا جا سکے۔ ورنہ

تم دیکھ رہے ہو۔ یہ زبان اور یہ نقشہ ہم ساری عمر بھی سر
کھپاتے رہیں تو ہمارے پلے نہیں پڑ سکتی"۔
عمران نے نوٹ اور کیمرہ واپس بریف کیس میں رکھتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے ....." ——— فیاض
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ میں کہہ رہا تھا اُسے بھول جاؤ۔ میں کل صبح
واپس جا رہا ہوں۔ جب تم مجھ پر ایک سادہ کاغذ کے
ٹکڑے کا بھی اعتبار نہیں کرتے تو مجھے کیا ضرورت
پڑی ہے۔ خواہ مخواہ سر کھپانے کی ——— میری
بلا سے مصری حکومت کو کوئی نوادرات ملتے ہیں یا چوروں
کو ملتے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔ سادہ کاغذ کے ٹکڑے سے اس کا مطلب
چیک تھا۔

"سنو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب میرے
پاس بڑی رقمیں نہیں رہیں" ——— فیاض نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ڈیڈی خود ہی چھوٹی رقموں کو بڑی
بنالیں گے۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہیں۔ آخر تم
اسسٹنٹ سب انسپکٹر ہی تو بھرتی ہوئے تھے۔
ڈیڈی نے تمہیں بڑا بناتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ بنا دیا"

عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم آخر مجھے ہی کیوں بلیک میل کرتے ہو۔ کیا پورے
پاکیشیا میں تمہیں میں ہی نظر آتا ہوں" ——— فیاض نے
بڑی طرح جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے سلمیٰ بھابھی کو آج تک تنخواہ کے علاوہ کچھ
دیا ہے۔ تنخواہ میں سے بھی اپنے خرچے کے پیسے
کاٹ لیتے ہو ——— پھر تمہاری مختلف بنکوں میں پھیلی
ہوئیں یہ چھوٹی بڑی رقمیں آخر کس کے کام آئیں گی میں
تو سوچ رہا ہوں کہ پاکیشیا میں تمہارے نام پر ایک
بہت بڑا خیراتی ہسپتال کھلوا دوں ——— اتنا بڑا کہ تمہارے
سارے بنک بیلنس خالی ہو جائیں۔ واہ کتنا لطف آئے
گا۔ جب چار پانچ کروڑ روپے سے فیاض خیراتی ہسپتال
کھلے گا ——— آخر وہ بھی تمہارے ہی کام آئے گا۔
ایک روز تمہیں بھی تو ہسپتال کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔
یہاں سے واپسی پر میں ڈیڈی سے اس آئیڈیے پر
ڈسکس کروں گا ——— انہیں واقعی بڑی خوشی ہوگی۔
کہ ان کے ایک ماتحت کے نام پر اتنا بڑا ہسپتال کھل
رہا ہے۔ اس کا افتتاح سلمیٰ بھابھی سے کراؤں گا۔ کیا
خیال ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— تم مجھے تلاش کر کے چھوڑ دو گے۔
ایک تو خدا جانے تمہیں پتہ کیسے چل جاتا ہے۔ لاکھ

چھپاؤ لیکن شیطان کی نظروں سے کوئی چیز چھپی ہی نہیں
رہتی۔ اور پھر اگر تمہارا خیال ہے کہ میں حرام کھاتا ہوں،
رشوت لیتا ہوں تو یقین کرو میں نے ایک پیسہ بھی
رشوت کا آج تک نہیں لیا ــــــ یہ تو بس قانونی
پیچیدگیوں اور موشگافیوں سے بچنے کے لئے لوگ
مجھے تحفے دے دیتے ہیں" ــــــ فیاض نے رونے
والے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو میں ہسپتال بنوا رہا ہوں،
جس روز مجھے اطلاع مل گئی کہ تم نے رشوت لے کر
منشیات فروشوں کو چھوڑ دیا ہے یا سمگلروں کو نظرانداز کیا
ہے اس روز میرا فیصلہ بدل جائے گا ــــــ اور پھر
ہسپتال کی بجائے تمہارا مقبرہ ہی بنے گا"
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ ــــــ تم نے مجھے اتنا بے ضمیر سمجھ
رکھا ہے" ــــــ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو ہسپتال کی تجویز سوچی ہے۔ ثواب کا
ثواب اور شہرت کی شہرت" ــــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے اپنے نام پر ہسپتال کھلوانے
کی۔ سمجھے" ــــــ فیاض نے تنگ آ کر کہا۔

"چلو سلمیٰ بھابھی کے نام پر کھلوا دوں گا۔ تمہارے

بچوں کے نام پر۔ آخر دیکھو تمہاری رقم بنکوں میں پڑی سڑ رہی
ہے۔ کسی کے کام ہی آ جائے گی" ــــــ عمران نے کہا۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو" ــــــ فیاض نے اس بار
قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ
اگر عمران واقعی اس بات پر سنجیدہ ہو گیا تو پھر یقیناً اُسے
خودکشی ہی کرنی پڑے گی۔

"میرے سنجیدہ نہ سنجیدہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ میں
تو صرف ڈیڈی کے سامنے تجویز رکھ دوں گا۔ اور ساتھ ہی
سارے بنک اکاؤنٹس کی تفصیل بھی ــــــ اس کے بعد
ڈیڈی جانیں اور تم جانو جاہے وہ ہسپتال بنوائیں یا مقبرہ۔
یہ افسر ماتحت کا آپس کا مسئلہ ہے" ــــــ عمران نے
جواب دیا۔

فیاض نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کوٹ کی
اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر بٹوہ نکالا۔ اور پھر اس کے
ایک چھوٹے خانے سے چیک بک نکال کر اس نے اس
طرح ایک چیک پھاڑا جیسے عمران کے جسم کے ٹکڑے
کر رہا ہو ــــــ اور قلم نکال کر اس پر رقم بھری اور پھر نیچے
دستخط کر کے اس نے چیک عمران کی طرف اچھال دیا۔

"لو مرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم باز نہیں آؤ گے"
فیاض نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

عمران نے چیک جھپٹا اس پر درج رقم دیکھی۔

"صرف ایک لاکھ۔ صرف۔ یعنی کہ صرف "——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے چیک کو جیب میں ڈال لیا۔

"اب مزید بکواس کی تو سر توڑ دوں گا"——— فیاض نے بُری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بے شک توڑ دو۔ تمہارے سر میں ہے ہی کیا جو توڑنے سے باہر آئے گا"——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فیاض ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔

"اب بتاؤ کاغذات سے تم کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو" فیاض نے کہا۔

"بنک میں دے کر رقم نکلواؤں گا اور کیا کروں گا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— اب اگر تم نے مجھے کریڈٹ نہ دیا تو میں واقعی تمہیں گولی مار دوں گا"——— فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کریڈٹ ——— جتنا مرضی آئے لے لو۔ میرے بنک میں میرا کھاتہ ہمیشہ ڈیبٹ پر ہی چلتا ہے"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب کہاں جا رہے ہو"——— فیاض نے چونک کر کہا۔

"فکر نہ کرو۔ اس ملک کے کسی بنک میں میرا اکاؤنٹ نہیں ہے۔ اس لئے تمہارا چیک واپسی پر ہی کیش ہو گا۔ کچھ اد

انٹرسٹ بڑھ جائے گا۔ تب تک فی الحال تو میں ثریا کے لئے کسی تحفے کے انتخاب کے لئے جا رہا ہوں"——— عمران نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں"——— فیاض نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"وہ کلثوم تمہیں گولی مار دے گی۔ سمجھے۔ تم ڈاکٹر عمر ابدال کا اتنا بڑا راز لے کر کوٹھی سے فرار ہونا چاہتے ہو" عمران نے کہا اور فیاض طویل سانس لے کر رہ گیا۔ واقعی وہ باہر نہ جا سکتا تھا۔ ورنہ کلثوم اس کی جان کو آجاتی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور گیسٹ روم سے باہر نکل گیا۔

سرخ رنگ کا بڑا سا ہیلی کاپٹر ریت کے سمندر پر خاصی
نیچی پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ
کے ساتھ کرنل آرچ آنکھوں پر دوربین لگائے سائیڈ پر جھکا
ہوا تھا ـــــ اس کے گھٹنوں پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ وہ
نیچے دیکھتے دیکھتے پھر سر اندر کر کے دوربین ہٹاتا اور نقشے
پر تیز نظریں ڈالتا۔ اس کے بعد پھر دوربین لگا کر باہر دیکھنا
شروع کر دیتا ـــــ ہیلی کاپٹر کی پچھلی نشستوں پر چار
آدمی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل آرچ سمیت سب
افراد کے جسموں پر مصری محکمہ آثار قدیمہ کی مخصوص وردیاں
تھیں ـــــ ہیلی کاپٹر پر بھی مصری محکمہ آثار قدیمہ کے مخصوص
نشانات بنے ہوئے تھے۔ کرنل آرچ پائلٹ کو نیچے دیکھتے
ہوئے دائیں بائیں ہٹنے یا سیدھا اڑنے کے متعلق مسلسل

ہدایات دے رہا تھا۔ اب وہ صحرا کی آبادی والی پٹی سے
کافی اندر پہنچ چکے تھے۔ اور پھر ایک جگہ پہنچتے ہی کرنل آرچ
نے چیخ کر پائلٹ کو ہیلی کاپٹر روکنے کا حکم دیا۔ اور
ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اپنی جگہ معلق ہو گیا۔ کرنل آرچ
جھکا ہوا کافی دیر تک نیچے دیکھتا رہا ـــــ پھر اس نے
پائلٹ کو نیچے اترنے کا حکم دیا۔ اور ہیلی کاپٹر نیچے ریت
پر جھکتا ہوا ایک ٹیلے کے ساتھ ہموار ریت پر اتر گیا۔
"سپیشل ٹرانسمیٹر نکال لاؤ اور گرافک باکس بھی"
کرنل آرچ نے نیچے اترتے ہوئے پیچھے بیٹھے ہوئے
افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ پیچھے بیٹھے ہوئے
چاروں افراد ایک ایک کر کے نیچے اتر آئے۔ ان میں
سے ایک کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا جبکہ دوسرے
کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا باکس تھا ـــــ کرنل آرچ
نے ہاتھ میں نقشہ پکڑا ہوا تھا اس نے نقشہ ریت پر بچھا
دیا۔ اور پھر اس نے ان چاروں افراد کو ہدایات دینی شروع
کر دیں ـــــ گرافک باکس کھول کر اس میں سے کیمرہ نما
چھوٹی سی مشین نکال لی گئی اور پھر یہ مشین سٹینڈ کی مدد سے
ریت پر ٹکا دی گئی۔ اور ایک آدمی اس مشین پر جھک گیا۔
جب کہ باقی تینوں افراد مختلف سمتوں پر پھیلتے گئے۔ کرنل
آرچ نقشہ دیکھ کر مشین والے کو ہدایات دے رہا تھا۔
جب کہ مشین والا آدمی مشین پر جھکا ہوا ہاتھ سے باقی تینوں

افراد کو آگے پیچھے دائیں بائیں ہٹنے کے لئے کہہ دیا۔ اس
طرح ریت پر یہ عجیب و غریب سی پریڈ شروع ہو گئی۔ تقریباً
آدھے گھنٹے تک یہ تینوں افراد مسلسل آگے پیچھے دائیں
بائیں ہٹتے رہے ـــــ اور پھر اچانک کرنل آرچ نے چیخ
کر کچھ کہا تو مشین پر جھکے ہوئے آدمی نے بھی سر اٹھا کر
ان تینوں کو اپنی اپنی جگہ ساکت ہو جانے کا حکم دے دیا۔
"بالکل یہی سپاٹ ہے۔ قطعی یہی سپاٹ ہے"۔
کرنل آرچ نے ان تینوں افراد کو دیکھتے ہوئے انتہائی
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
یہ تینوں جس انداز میں کھڑے تھے اس سے ریت
پر ایک مثلث سی بن گئی تھی۔
"اب چیک کرو" ـــــ کرنل آرچ نے مشین والے
سے کہا۔
اور مشین والے نے مشین سٹینڈ سمیت اٹھائی۔ اور
دوڑتا ہوا اس مثلث کے عین درمیان میں پہنچ کر رک گیا۔
اس نے اس بار مشین کا رخ نیچے ریت کی طرف کیا۔ اور
پھر مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ چند
لمحوں بعد جب اس نے ایک بٹن دبایا تو سرر کی تیز آواز
مشین سے نکلی ـــــ اور اس کے ساتھ ہی مشین کے
نچلے حصے میں ایک خانہ سا کھل گیا۔ اور جس طرح فوٹو سٹیٹ
سے فوٹو ہوا کاغذ خود باہر نکل آتا ہے۔ اس طرح ایک کاغذ

سا مشین سے باہر نکل آیا۔ اس آدمی نے وہ کاغذ پکڑا۔
اور پھر اس پر موجود ٹیڑھی میڑھی لکیروں کو غور سے دیکھنے
لگا ـــــ کرنل آرچ بھی تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا۔
"کیا رزلٹ ہے" ـــــ کرنل آرچ نے تیز لہجے
میں کہا۔
"وکٹری باس۔ ہرا۔ وکٹری ـــــ یہ دیکھئے۔ یہ ہے
دائرہ" ـــــ اس آدمی نے بے اختیار خوشی سے
چیختے ہوئے کہا۔
اور کرنل آرچ کا چہرہ بھی کھل اٹھا۔ اس نے جلدی
سے کاغذ اس آدمی سے جھپٹا اور پھر اسے غور سے
دیکھنے لگا ـــــ سارے کاغذ پر اس طرح کی ٹیڑھی میڑھی
اور آڑھی ترچھی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں جیسے کسی معصوم بچے
نے اس پر طبع آزمائی کی ہو۔ لیکن عین درمیان میں ان لکیروں
نے ایک چھوٹا سا دائرہ بنا دیا تھا۔
"یس وکٹری ـــــ اوہ۔ ویری گڈ" ـــــ کرنل آرچ
نے بھی خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے
اس جگہ کی طرف دوڑ پڑا جدھر وہ بڑا سا ٹرانسمیٹر ریت پر
رکھا ہوا تھا ـــــ جب کہ باقی افراد وہیں اپنی جگہوں پر
ہی ساکت کھڑے تھے۔
کرنل آرچ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے بٹن دبائے
تو ٹرانسمیٹر پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور

اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ——— زیڈ ون کالنگ اوور" ——— کرنل آپرچ نے ساتھ ہی تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔ ایچ۔ کیو۔ ایس۔ ایجنسی اٹنڈنگ اوور"

چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہوئی اور ساتھ ہی تیزی سے جلتا بجھتا بلب بھی مسلسل جلنے لگا۔

"زیڈ ون کالنگ ایس ون اوور" ——— کرنل آپرچ نے کہا۔

"سپیشل کوڈ اوور" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سپیشل کوڈ۔ گولڈن سینڈ اوور" ——— زیڈ ون نے کہا۔

"او۔ کے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلسل جلتا ہوا بلب ایک بار پھر پہلے کی طرح تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ——— کرنل آپرچ خاموش ٹرانسمیٹر کے ساتھ اکڑوں بیٹھا رہا۔

"ہیلو ہیلو ——— ایس ون کالنگ اوور"

چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے گونجی اور بلب ایک بار پھر مسلسل جلنے لگا۔

"یس سر ——— زیڈ ون اٹنڈنگ اوور"

کرنل آپرچ نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوڈ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گولڈن سینڈ اوور" ——— کرنل آپرچ نے کہا۔

"او۔ کے رپورٹ اوور" ——— دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔

"وکٹری باس ——— ہم نے گولڈن سینڈ کا مرکزی نقطہ تلاش کر لیا ہے۔ ایس۔ ایس ڈیٹکٹر نے او۔ کے کا سگنل دے دیا ہے۔ اس وقت ہم گولڈن سینڈ پر موجود ہیں اوور" ——— کرنل آپرچ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ نیوز زیڈ ون۔ دس از ریئل گڈ نیوز اوور"

اس بار ایس ون نے بھی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر ——— اب مزید کیا احکامات ہیں۔ اوور" ——— کرنل آپرچ نے جواب دیا۔

"شہر کی کیا رپورٹ ہے اوور" ——— ایس ون نے پوچھا۔

"وہ لوگ مکمل طور پر ڈاج کھا چکے ہیں۔ ان کے حصے میں فرضی مقبرہ آئے گا اوور" ——— کرنل آپرچ نے کہا۔

"عمران کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور" ——— دوسری

طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ واپس جا رہا ہے اوور" ——— کرنل آرچ نے جواب دیا۔

"اسے کوئی شک تو نہیں پڑا اوور" ——— ایس دن نے پوچھا۔

"نو سر ——— ویسے سر یہ عمران کے خاتمے کا بہترین موقع ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ سیکرٹ سروس کے بغیر۔ اور نہ صرف ہماری نظروں میں ہے بلکہ وہ اپنے طور پر مطمئن بھی ہے اور ہماری طرف سے مکمل اندھیرے میں ہے اوور" ——— کرنل آرچ نے کہا۔

"یعنی تم اس پر حملہ کر کے اسے اندھیرے سے روشنی میں لانا چاہتے ہو زیڈ دن اوور" ——— ایس دن کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا۔

"سر، میں نے تو اس کے خاتمے کی بات کی ہے اوور" ——— زیڈ دن نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو صورت حال تم بتا رہے ہو کیا وہ ہماری نظروں میں نہیں ہے۔ لیکن اگر عمران اس حملے سے بچ نکلا تو پھر تم خود جانتے ہو کہ کیا ہو گا ——— کیا گولڈن سینڈ پراجیکٹ ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو جائے گا۔ اور میرے خیال میں یہ بات تو تم بھی جانتے ہو گے کہ گولڈن سینڈ پراجیکٹ

اس وقت ہمارے لئے کس قدر اہم ہے اوور" ایس دن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— سوری سر۔ اوور" ——— زیڈ دن نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"آئندہ یہ خیال بھی ذہن میں نہ لانا۔ یہ شاید عمران کی زندگی کا بھی پہلا موقع ہو گا کہ وہ نہ صرف اندھیرے میں ہے بلکہ مکمل طور پر ڈاج کھا چکا ہے ——— اور ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اس پر قاتلانہ حملے کے اور بہت سے مواقع مل سکتے ہیں لیکن گولڈن سینڈ پراجیکٹ کے لئے یہ موقع دوبارہ نہیں آ سکتا اوور" ایس دن نے کہا۔

"یس سر ——— میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں سر اوور" زیڈ دن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ ——— اب یہ بتاؤ کہ مصری محکمہ آثار قدیمہ کے متعلق پلاننگ کہاں تک پہنچی ہے اوور" ——— ایس دن نے پوچھا۔

"یس سر۔ اوکے کر کے ہی یہاں آیا تھا۔ ایک ہفتے تک صحرا کی اس پٹی میں کوئی ہیلی کاپٹر یا گاڑی داخل نہ ہو سکے گی۔ یہ طے ہو گیا ہے اوور" زیڈ دن نے جواب دیا۔

"کتنی رقم میں سودا طے ہوا ہے اوور" ——— ایس دن

نے پوچھا۔

"پچاس لاکھ مصری پاؤنڈز میں جناب اوور"
زیڈون نے جواب دیا۔

"گڈ ——— کافی سستا سودا کر لیا ہے تم نے۔ اس کے باوجود مداخلت کے خطرے کے بارے میں تم نے کیا پلاننگ کی ہے اوور" ——— ایس۔ ون نے پوچھا۔

"سر ——— میں نے آرسی تھرٹی ون بیرم اس پٹی کے گرد نصب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی چاہے گا بھی تو داخل نہ ہو سکے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جیسے ہی اس سکیم سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر کوئی پہنچے گا ہمیں اطلاع مل جائے گی اوور" زیڈون نے جواب دیا۔

"گڈ ——— تمہاری یہی ذہانت مجھے پسند ہے۔ تم ہر پہلو کا خیال رکھتے ہو اوور" ——— ایس۔ ون نے کہا۔

"تھینک یو سر اوور" ——— کرنل آرچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں فوری طور پر گولڈن سینڈ پراجیکٹ پر عمل درآمد کے لئے گرین کاشن دے دوں اوور" ——— ایس ون نے کہا۔

"یس سر ——— میرا بھی یہی مطلب تھا اوور"
زیڈون نے جواب دیا۔

"او۔کے ——— ٹھیک ایک گھنٹے بعد ٹیم پہنچنی شروع ہو جائے گی اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل آرچ نے بھی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر واقعی مسرتوں کے گلاب کھلے ہوئے تھے ——— اس نے اسرائیل کا ایک بہت بڑا پراجیکٹ تقریباً مکمل کر لیا تھا کہ تھوڑی دیر بعد مخصوص آلات سے لیس ٹیم یہاں پہنچ جائے گی۔ اور اس کے بعد اس مدفون مقبرے کی سائیڈ سے سرنگ لگے گی۔ اندر سے تمام نوادرات نکل کر اسرائیل پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے بعد وہاں سپیشل پراجیکٹ کی مشینری نصب کر دی جائے گی ——— یہ سارا کام ایک ہفتے میں مکمل ہو جائے گا۔ اور مصر اور دور دراز تک پھیلے ہوئے مسلمان حکومتوں اور وہاں کے کروڑوں باشندوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ اسرائیل نے اس کی شہ رگ پر چھری رکھ دی ہے ——— اس پراجیکٹ کی مدد سے وہ جب چاہے، جہاں چاہے مسلمان ملکوں پر انتہائی خوف ناک ریڈ میزائل فائر کر سکتا ہے۔ اور ریڈ میزائل کا مطلب تھا خوف ناک اور عبرت ناک تباہی۔ اور اس تباہی کا سوچ سوچ کر کرنل آرچ کا چہرہ کھلا

جا رہا تھا۔ وہ انتہائی متعصب اور کٹر یہودی تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے ایک ایک بچے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر ڈالے۔

حصہ اول ختم شد

گولڈن سینڈ

حصہ دوم

عمران سیریز میں ایک دلچسپ' ہنگامہ خیز اور منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

لاسٹ وارننگ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

کافرستان کی نئی ایجنسی سپیشل سروسز عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لائی گئی تھی اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقتاً گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

وہ لمحہ —— جب سپیشل سروسز کے چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی باقاعدہ چیکنگ کی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی واقعی لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

وہ لمحہ —— جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے آگے بڑھنا ناممکن بنا دیا گیا۔

وہ لمحہ —— جب شاگل نے چھاپہ مار کر سپیشل سروسز کی تحویل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو غائب کر دیا۔ کیوں ——؟ کیا شاگل اپنے ملک کے خلاف کام کر رہا تھا ——؟

وہ لمحہ —— جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے لاشوں میں تبدیل ہو جانے کے باوجود مشن مکمل کر لیا اور کافرستان کی سپیشل سروسز اور سیکرٹ سروس لاشوں کے مقابل ناکام ہو گئیں۔ کیوں اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ' ہنگامہ خیز اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون! گولڈن سینڈ کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یقین ہے کہ یہ منفرد کہانی آپ کے معیار پر ضرور پورا اترے گی۔ اس بارے میں آپ کی آراء کا رہوں گا۔ چند خطوط ملاحظہ فرمائیے۔

یخوپورہ سے حافظ محمد نواز قاسم قائداعظم سکاؤٹ۔ گولڈ میڈلسٹ۔ قومی ایوارڈ یافتہ ہیں۔ آپ عمران وغیرہ کو اتنی جاسوسی سکھا چکے ہیں۔ اگر آپ کو خود عملی زندگی میں سی کرنے کے لئے کہا جائے تو آپ کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

حافظ محمد نواز قاسم صاحب! اگر عمران کو آپ میرا شاگرد سمجھتے ہیں تو پھر شاگرد کو م کرنے دیجئے۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ شاگرد استاد سے آگے نکل جاتے ہیں۔ اس استاد کو اپنا بھرم قائم رکھنا چاہیئے۔ کیا خیال ہے۔

ملیر ہالٹ کراچی سے محمد افضل خان لکھتے ہیں۔ آپ نے پیش لفظ میں قارئین کے ط کا جواب دینے کا سلسلہ شروع کر کے بہت اچھا کیا ہے۔ آپ کے جوابات بہت خارے دار ہوتے ہیں۔ بہت لطف آتا ہے انہیں پڑھ کر۔ یہ سلسلہ مستقل جاری رکھیئے۔

محمد افضل خان صاحب! جوابات کی پسندیدگی کا شکریہ! جوابات کا انحصار تو سوالوں پر ہوتا ہے۔ اگر سوال میں چٹخارہ موجود ہو گا تو جواب خود بخود چٹخارے دار بن جاتے گا قارئین ماشاءاللہ اب چٹخارے پر مشتمل سوالات کرنے میں ماہر ہو گتے ہیں"۔

شیخوپورہ سے محترمہ قدسیہ نعمانی لکھتی ہیں۔ آپ کے ناول پڑھنے سے پہلے میں س کی طالبہ تھی لیکن آپ کے ناول پڑھ کر مجھے سائنس سے بیحد دلچسپی پیدا ہو گئی اور ہوں نے سائنس پڑھنے اور اس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا چیلنج قبول کر لیا۔ دن رات

محنت کر کے اب میں امتحان دے چکی ہوں اور رزلٹ کا انتظار ہے۔ مجھے یقین ہے
میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوں گی۔ آپ کا بیحد شکریہ کہ آپ کے ناولوں نے مجھے
سائنس پڑھنے اور چیلنج قبول کرنے کا حوصلہ بخشا ہے۔"

محترمہ قدسیہ نعمانی صاحبہ! مجھے آپ کا خط پڑھ کر بیحد مسرت ہوئی ہے۔ ہمارے ملک کو
واقعی اچھے سائنسدانوں کی اشد کی ضرورت ہے اور پھر عمران کی تمام کامیابیوں کا راز یہی
ہے کہ وہ نہ صرف چیلنج قبول کرتا ہے بلکہ اس پر پورا اتر کر بھی دکھاتا ہے۔ میری دعا ہے
کہ آپ آئندہ زندگی میں بے شمار کامیابیاں حاصل کریں۔"

ٹنڈو الہ یار سندھ سے محمد شاکر قریشی لکھتے ہیں: "آپ ایک مہینے میں صرف دو
ناول لکھتے ہیں جبکہ ہمارا دل کہتا ہے کہ ہر ماہ آپ کے کم از کم چار ناول تو ضرور پڑھیں۔ کیونکہ
جس طرح جوزف کا چھ بوتلوں سے کوٹہ پورا نہیں ہوتا اسی طرح ہمارا بھی دو ناولوں سے
نشہ پورا نہیں ہوتا۔"

محمد شاکر قریشی صاحب! آپ کے جذبات کی میں قدر کرتا ہوں۔ لیکن اس کی کیا
ضمانت ہو گی کہ ہر ماہ چار ناول پڑھنے کے بعد آپ آٹھ کا مطالبہ نہ شروع کر دیں گے۔"

گلشن راوی لاہور سے زبیر منیر صاحب لکھتے ہیں۔ "جس طرح آپ نے کرکٹ کے
موضوع پر شاندار اور لازوال کہانی "فاؤل پلے" لکھی ہے اسی طرح اگر آپ بسنت کے
بارے میں بھی ایک کہانی لکھ دیں تو مزا آ جائے جس میں عمران، سیکرٹ سروس اور مجرموں کے
درمیان پتنگوں کا مقابلہ ہو۔ یا پھر عمران اور فریدی کے درمیان مقابلہ دکھا دیجیے۔ بہرحال لکھئے

زبیر منیر صاحب! فاؤل پلے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ کا مشورہ عمران تک پہنچ گیا ہے
اور آجکل وہ کاٹ دار ڈور کے لئے پرانے نسخوں کی چھان بین میں مصروف ہے بس اب
دعا کیجیے کہ اس مقابلے کے لئے کوئی چیلنج کرنے والا آ جائے۔"

والسلام۔ مظہر کلیم ایم اے

تاریکی میں رینگتی ہوئی کار گھنے درختوں کے
درمیان رک گئی۔ کار کے نہ صرف ہیڈ لیمپس بجھے ہوئے
تھے بلکہ اس کے اندر اور باہر کی تمام چھوٹی روشنیاں
بھی بند تھیں ۔۔۔ حتیٰ کہ ڈیش بورڈ کے ساتھ کار کے
تمام میٹرز کی روشنیاں بھی بجھی ہوئی تھیں۔ اس لئے
کار بالکل اندھیرے کا ایک جزو بنی ہوئی تھی۔

"تم یہیں ٹھہرو گے فواد۔ میں اکیلا اندر جاؤں گا"
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے ساتھ بیٹھے فواد
سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔
اس کے جسم پر بھی سیاہ رنگ کا لباس تھا ۔۔۔ سامنے
...ٹھ دوردہ کوٹھی تھی جس میں ڈاکٹر عمر ابدال نے مصری
تاریخ کے مشہور محقق جان آرنلٹ کی رہائش گاہ بتائی

تھی۔ بظاہر جان آرنلٹ کی رہائش گاہ میں جانے
کوئی تُک نہ تھی۔ لیکن دو باتیں عمران کو مشکوک کر گئی تھیں
ایک تو جان آرنلٹ کا اچانک فوت ہو جانا ——— اور
دوسری بات عبدالمنان آفندی کی یہ بات کہ جان آرنلڈ
کا بیٹا آرگن بھی ڈان کے ساتھ شامل تھا اور اصل کتبہ بھی
اسی نے ہی بنک لاکر سے نکالا تھا ——— اور اس کے
بعد وہ نظر نہ آ رہا تھا۔ جب کہ یہی بات ڈاکٹر عمر ابدال
نے بتائی تھی کہ باپ کی وفات کے موقع پر بھی آرگن نظر
آیا تھا ——— چنانچہ انہی باتوں کے پیشِ نظر عمران نے
جان آرنلٹ کی رہائش گاہ کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا تھا
اُسے یقین تھا کہ ڈان نے آرگن سے کتبہ حاصل کر کے
اُسے ختم کر دیا ہو گا ——— لیکن پھر ڈان اپنے ہیڈ کوارٹر
سمیت ختم ہو گیا۔ اور کتبہ ڈان کی عورت نتاشا لے کر
سامنے آ گئی۔ اور اس کے بعد نتاشا کو بھی ختم کر دیا گیا
عمران نے نتاشا کو مرنے کے بعد چیک کیا تھا ——— گو
بظاہر ساری علامات ہارٹ اٹیک کی تھیں۔ لیکن نتاشا
کے ناخنوں کے رنگ نے ایک اور ہی کہانی سنائی تھی
گو عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی ——— لیکن اس کی
تیز نظروں سے یہ بات چھپی نہ رہ سکی تھی کہ نتاشا کو زبردست
تاک کے ذریعے ختم کیا گیا ہے۔ اور یہ شاک کسی نامعلوم
ریز کے ذریعے پہنچایا گیا ہے ——— جس کی وجہ سے

کی موت کو ہارٹ اٹیک قرار دیا گیا۔ اور چونکہ ڈاکٹروں
نظریں اس کے علاوہ اور کسی چیز پر نہ جا سکتی تھیں۔
لئے انہوں نے پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بھی ہارٹ
کو ہی وجہ موت قرار دیا تھا ——— بہرحال عمران کے
ایک نتاشا کی اس طرح اچانک موت بھی مشکوک تھی۔
پھر جان آرنلٹ کا اس طرح اچانک سیڑھیوں سے
کر ہلاک ہو جانا بھی اس کی نظروں میں مشکوک تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اسرائیل یقیناً اس ساری گیم کے پیچھے
موجود ہے ——— اور وہ جانتا تھا کہ اسرائیل جس گیم کے
پیچھے ہو وہاں کیا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر
جان آرنلٹ کی رہائش گاہ کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اگر جان آرنلٹ کی موت کے پیچھے اسرائیلی ایجنٹوں
کا ہاتھ ہو گا تو پھر یقیناً اس کی رہائش گاہ کی بھی نگرانی کی جا
رہی ہو گی ——— اس لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ
وہ ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ سے نکل کر اپنی نگرانی کو
چیک کرتا ہوا فواد کی رہائش گاہ پر پہنچا اور پھر وہاں سے وہ
فواد کو ساتھ لے کر یہاں آیا تھا۔

عمران نے کار سے اتر کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے
سڑک کراس کر کے وہ کوٹھی کی سائیڈ میں جاتی ہوئی گلی میں داخل
ہو گیا ——— یہ گلی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور عمران
دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں

سرچ لائٹس کی طرح ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن اس کی چھٹی حس ابھی تک نہ جاگی تھی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ عمران کا خدشہ غلط ہے ـــــ کوٹھی کی نگرانی نہ ہو رہی تھی۔ بہرحال عمران نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا وہ چند لمحوں بعد کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا ـــــ یہ پرانی سی کوٹھی تھی اور اس کی چار دیواری بھی کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عقبی طرف کوٹھی مکمل اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ عمران چند لمحے ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا ـــــ پھر وہ اچھلا۔ اور دوسرے لمحے وہ دیوار کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر کود گیا۔ دیوار کی جڑ میں وہ دبک گیا۔ وہ اپنے گرنے کے دھماکے کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا ـــــ خاص طور پر اُسے کتوں کی طرف سے خطرہ تھا۔ لیکن جب کچھ دیر تک کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ اٹھا اور سائیڈ سے ہوتا ہوا عمارت کے سامنے کے رخ پر آ گیا۔ یہاں برآمدے اور پورچ کا بلب جل رہا تھا ـــــ لیکن کوٹھی اندر اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور پھر عمران کو برآمدے کی سائیڈ میں ایک کمرے کی کھڑکیوں سے روشنی کی لکیریں باہر آتی دکھائی دیں تو وہ دبے پاؤں اس کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اونچا ہو کر کھڑکی کے شیشوں سے اندر جھانکا ـــــ اندر چونکہ پردے وغیرہ نہ تھے۔ اور زیرو کا بلب جل رہا تھا۔ اس لئے اندر کا پورا منظر اس کے سامنے تھا۔ کمرے کے درمیان

ایک بیڈ پر ایک بوڑھا سا آدمی گہری نیند سویا ہوا تھا۔ اس نے ایک پرانا سا پیڈسٹل لگا رکھا تھا۔ جس کا شور عمران کو کمرے سے باہر بھی سنائی دے رہا تھا ـــــ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اب وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ اس کے کودنے کے دھماکے کی آواز نے اس بوڑھے کی نیند میں خلل کیوں نہیں ڈالا ـــــ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا برآمدے میں آیا۔ اور پھر بڑی احتیاط سے اس نے سب سے پہلے کوٹھی کی نچلی منزل کا پنسل ٹارچ سے جائزہ لیا ـــــ لیکن نچلا حصہ شاید مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس لئے وہاں سوائے فرنیچر کے اور کچھ نہ تھا۔ سیڑھیاں برآمدے کی دوسری سائیڈ سے اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں ـــــ اور ان سیڑھیوں کی بناوٹ چونکہ چکردار تھی۔ اس لئے انہیں دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ جان آرنلٹ کم از کم ان سیڑھیوں سے گر کر زخمی تو ضرور ہو سکتے ہیں ـــــ لیکن ان کی گردن کی ہڈی نہیں ٹوٹ سکتی۔ اگر سیڑھیاں بالکل افقی انداز میں بنی ہوتیں تب تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ اوپر سے گرنے کے بعد آدمی براہِ راست سر کے بل نیچے آ گرتا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی۔ لیکن چکردار سیڑھیوں پر گرنے کے بعد وہ کسی صورت بھی اس طرح نہ گر سکتا تھا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی۔ جب کہ ڈاکٹر عمر ابدال نے یہی بتایا تھا کہ جان آرنلٹ نیچے

گر کر گردن کی ہڈی تڑوا بیٹھے تھے۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا
اوپر پہنچا۔ اوپر کی حالت نچلے حصے سے زیادہ خستہ تھی۔
اور پھر ایک کمرے میں پہنچ کر عمران نے ایک طویل سانس
لیا —— کیونکہ اس کمرے میں موجود فرنیچر بتا رہا تھا کہ
یہ کمرہ جان آرنلٹ کے کام کرنے کا کمرہ ہے۔ کمرے
میں ہر طرف پھیلی ہوئی پرانی کتابیں۔ کاغذات۔
اور قدیم مصری کتبے۔ مجسمے سب کچھ دیکھ کر پہلی نظر میں
ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ جان آرنلٹ اس کمرے میں
بیٹھتا ہوگا —— عمران کو چونکہ اب تسلی ہو گئی تھی کہ کوٹھی
کی نگرانی بھی نہیں کی جا رہی۔ اور کوٹھی کے اندر بھی سوائے
اس بوڑھے کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران
نے دروازہ بند کر کے لائٹ جلا دی —— اور اس
کے بعد اس نے پورے کمرے کی تلاشی کا آغاز کر دیا
اُسے بظاہر تو کسی خاص چیز ملنے کی توقع نہ تھی اور جس
طرح اس کوٹھی کو خالی چھوڑ دیا گیا تھا —— اس سے
تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں سے کسی کام کی چیز ملنے کی
توقع ہی عبث ہے۔ لیکن پھر بھی عمران ایک ایک کاغذ کو
چیک کر رہا تھا —— اس نے میز کی درازیں۔ الماریاں۔
ان میں رکھی ہوئی کتابیں۔ سب کچھ چیک کر لیا لیکن کوئی ایسی
چیز اُسے نہ ملی جس سے وہ کسی خاص نتیجے تک پہنچ سکتا۔
کہ جان آرنلٹ کو کیوں قتل کیا گیا ہے۔ ایک الماری

کی تلاشی لیتے لیتے وہ اچانک چونک پڑا۔ الماری کا نچلا خانہ
دیکھتے ہی اُسے ایک خیال آیا اور اس نے انتہائی
تیزی سے ساری کتابیں باہر نکالنی شروع کر دیں —— اور پھر
اس نے اس خانے کی سائیڈوں پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔
پھر اچانک ہلکی سی کھٹاک کی آواز ابھری اور بند خانہ درمیان
سے اس طرح کھل گیا جیسے دروازے کے دو پٹ کھلتے
ہیں —— اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اندر ایک
موٹی سی فائل رکھی ہوئی تھی۔ عمران نے فائل باہر نکالی۔ اور
اُسے کھول کر دیکھنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا منہ
بن گیا —— کیونکہ فائل میں موجود کاغذات مصری آثار قدیمہ
کے مختلف پہلوؤں پر جان آرنلٹ کی آراء پر مبنی تھے۔ شاید
جان آرنلٹ کوئی کتاب لکھ رہا تھا۔ لیکن فائل کا آخری صفحہ
کھولتے ہی عمران بُری طرح چونک پڑا —— کیونکہ آخری
صفحے کے بعد دو کاغذ تہہ کر کے رکھے ہوئے تھے۔
عمران نے وہ کاغذ کھولے۔ اور پھر اُسے یوں محسوس ہوا
جیسے یک لخت سورج اس کی کھوپڑی کے عین اوپر طلوع
ہو گیا ہو —— وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں ان
کاغذوں پر کسی مقناطیس کی طرح چمٹی ہوئی تھیں۔ ایک کاغذ
تو اُسی کتبے کا فوٹو تھا جو کہ تناشا کے ذریعے ملا تھا۔ اور
دوسرا کاغذ ایک نقشے پر مبنی تھا —— لیکن وہ نقشہ جو
کلثوم کے ذریعے ڈاکٹر عمر ابدال کے سیف سے عمران

نے حاصل کیا تھا۔ اور اس نقشے میں خاصا فرق تھا جو عمران
کی باریک بین نظروں سے چھپا نہ رہ سکا تھا۔ عمران نے
فائل واپس خانے میں رکھی۔ اُسے بند کیا ـــــ اور پھر
کتابوں کو دوبارہ چھننے لگا۔ وہ کسی کو یہ تاثر نہ دینا چاہتا تھا
کہ یہاں کی کسی چیز کو چھیڑا گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے
میز پر رکھا ہوا آتشی شیشہ اٹھایا ـــــ اور اس کی مدد سے
اس کتبے اور نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے
اس کے جسم میں سنسنی کی ایک تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔ اس
کے ذہن میں ڈاکٹر عسمر ابدال والا کتبہ اور نقشہ بھی موجود تھا۔
یہ کتبہ بالکل وہی تھا ـــــ لیکن اس میں اور اس میں نہ صرف
بناوٹ میں معمولی سا فرق تھا۔ لیکن نقشے میں یہ فرق واضح
محسوس ہوتا تھا۔ لیکن عمران اس کتبے اور نقشے کو پڑھ نہ
سکتا تھا ـــــ کیونکہ اُسے قدیم ترین مصری زبان پر اتنا عبور
نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی اس موضوع پر کوئی ریسرچ کی
تھی۔ بس وہ بین الاقوامی رسائل میں چھپنے والے اس موضوع
پر مختلف مضامین پڑھتا رہتا تھا ـــــ جس سے اُسے اس
موضوع سے شُد بُد تو ضرور تھی لیکن بہرحال وہ مہارت کا
دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود فرق بہرحال موجود
تھا جو اُسے بھی نظر آ رہا تھا ـــــ اس نے دونوں کاغذ تہہ
کر کے جیب میں ڈالے اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔
لائٹ اس نے بند کر دی۔ اور سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔

ہیڈ سٹل فین کا شور اُسی طرح سنائی دے رہا تھا اور بوڑھا
ملازم بھی اُسی طرح سو رہا تھا۔ عمران خاموشی سے پائیں باغ
میں آیا اور چند لمحوں بعد وہ فواد کی کار تک پہنچ گیا تھا۔
"بڑی دیر لگا دی عمران صاحب۔ میں تو گھبرا گیا تھا"۔
فواد نے کہا۔
"انتہائی اہم بات سامنے آئی ہے۔ فوراً واپس چلو"
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
اور فواد نے سر ہلاتے ہوئے کار کو واپس موڑ دیا۔
لائٹیں ویسے ہی بند تھیں۔ لیکن کچھ دور آگے جانے کے بعد
اس نے لائٹیں جلانے کا کہا ـــــ اور فواد نے لائٹیں
جلا دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ فواد کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے
تھے۔
"کیا سر کمال عبداللہ کے علاوہ یہاں کوئی ایسا ماہر
ہے جو قدیم مصری زبان کو اچھی طرح سمجھ سکے" ـــــ عمران
نے پوچھا۔
"کئی ہو سکتے ہیں" ـــــ فواد نے سر ہلاتے ہوئے
جواب دیا۔
"کوئی ایک بتاؤ۔ اور ایسا کہ اس کا تعلق سرکار سے
نہ ہو" ـــــ عمران نے کہا۔
"اوہ ـــــ ایسا تو کوئی میرے ذہن میں نہیں ہے۔ میں
تو سوچ رہا تھا کہ یونیورسٹی کے پروفیسر ہو سکتے ہیں۔ لیکن

بہرحال وہ بھی حکومت کے ہی ملازم ہیں" ——— فواد نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— تمہاری اس بات سے میرے ذہن میں ایک نئی بات آئی ہے۔ ٹھہرو میں بات کرتا ہوں" عمران نے کہا۔ اور اس نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے ہی لگا تھا کہ پھر رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا" ——— فواد نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں کلثوم سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن پھر مجھے خیال آگیا کہ اس وقت رات کو کسی لڑکی سے فون پر بات کرنا کچھ مناسب نہیں ہے۔ ٹھیک ہے صبح دیکھا جائے گا" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ یہیں رہیں گے یا" ——— فواد نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ پر جاؤں گا۔ پہلے والے فوٹو اور نقشے وہیں ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ پہلے خود ان کا مکمل اور تفصیلی تجزیہ کر لوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آئیے۔ پھر میں آپ کو چھوڑ آؤں" ——— فواد نے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ عمران ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ کے پائیں باغ

میں ایک دروازے سے باہر آیا تھا۔ اس لئے اس کی واپسی بھی اسی دروازے سے ہوئی۔ اس دروازے کو شاید پہلے کبھی نہ کھولا گیا تھا ——— اس لئے اس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور پھر چونکہ یہ دروازہ گیسٹ روم بلاک کے قریب تھا اس لئے عمران کسی کی نظروں میں آئے بغیر اپنے کمرے میں پہنچ گیا ——— فیاض کے کمرے میں تاریکی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ حسب عادت جلد ہی سو گیا ہوگا۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے لاک کیا ——— اور پھر بریف کیس کی طرف بڑھ گیا۔ فوٹو اس میں موجود تھے۔ عمران نے جیب سے جان آرنلڈ کے کمرے سے برآمد ہونے والے کاغذات نکالے۔ اور دونوں کو برابر رکھ کر اس نے ٹیبل لیمپ جلا کر ان کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا ——— ابھی وہ انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کاغذ طے کئے اور انہیں جیب میں ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ آیا۔

"کون ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں کلثوم ہوں" ——— دروازے کے باہر سے کلثوم کی آواز آئی۔ اور عمران نے لاک کھول دیا۔

"کیا تمہیں نیند نہیں آتی جو اتنی رات گئے منہ اٹھائے چلی آئی ہو" ——— عمران کا لہجہ خاصا سخت اور ناخوشگوار۔

تھا۔ اُسے کلثوم کا اس وقت اس کے کمرے میں آنا
خاصا ناگوار گزرا تھا۔

"ڈیڈی واپس نہیں آئے عمران۔ میں بے حد پریشان
ہوں۔ میں پہلے بھی یہاں چکر لگا گئی ہوں۔ لیکن تم موجود نہ
تھے ۔۔۔ اب لائٹ جلتی دیکھ کر میں آئی ہوں"
کلثوم نے انتہائی خوف زدہ اور سہمے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"اوہ ڈاکٹر عسمر ابدال اب تک واپس نہیں آئے۔
کیا مطلب۔ کہاں گئے ہیں وہ" ۔۔۔ عمران کلثوم کی
بات سن کر واقعی پریشان ہو گیا۔

اُسی لمحے دور سے پھاٹک کھلنے اور کسی کار کے اندر
آنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ شاید ڈیڈی آ گئے ہیں" ۔۔۔ کلثوم نے
چونک کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے
واپس دوڑ گئی۔

عمران بھی تسلی کی غرض سے باہر کو چل پڑا۔ کیونکہ اگر
واقعی ڈاکٹر عسمر ابدال واپس نہیں آئے تو جان آرنلڈ
کی طرح ان کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا ۔۔۔ لیکن
جب پورچ میں اُسے کار سے ڈاکٹر عمر ابدال اترتے نظر
آئے تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اور
واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا ۔۔۔ ابھی کمرے

میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ اُسے باہر
سے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔
وہ چونک کر رک گیا ۔۔۔ قدموں کی آواز سے ہی وہ پہچان
گیا تھا کہ آنے والی کوئی عورت ہے۔

"عمران۔ عمران" ۔۔۔ دوسرے لمحے دروازے کے
باہر سے کلثوم کی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے دروازہ ایک بار پھر کھول دیا۔

"اب کیا بات ہو گئی" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

"زیادہ غصہ مت دکھایا کرو مجھے۔ سمجھے۔ ڈیڈی کو ایک
کلب میں دیر ہو گئی تھی۔ اور اب وہ اپنی خواب گاہ میں
چلے گئے ہیں ۔۔۔ کیونکہ انہیں صبح ایک ضروری کام کے
لئے سویرے جانا ہے" ۔۔۔ کلثوم نے کمرے کے اندر
داخل ہوتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا تم اس لئے آئی ہو کہ میں تمہیں ٹائم پیس میں
الارم لگا کر دوں۔ تاکہ تمہارے ڈیڈی کو صبح اٹھنے میں
دیر نہ ہو جائے" ۔۔۔ عمران نے کاٹ کھانے والے
لہجے میں کہا۔ وہ واقعی اس وقت کلثوم کی آمد پر ذہنی طور
پر جھلا گیا تھا۔

"آخر تم یہ کونین کیوں چبا رہے ہو۔ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ
کہ تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ ایک بات۔ اور دوسری

بات یہ کہ تم نے فیاض سے ڈیڈی والے کاغذ کیوں لے
لئے ہیں" ——— کلثوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا
اور عمران چونک پڑا۔
"فیاض سے لے لئے ہیں۔ کس نے کہا ہے"
عمران نے کہا۔
"کسی نے کیا کہنا تھا۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ تم
ٹیبل لیمپ کے نیچے وہ کاغذ اور ان کے فوٹو رکھے بیٹھے
ہوئے تھے ——— یہ کھڑکی دیکھی ہے تم نے۔ اس کا
پردہ ہٹا ہوا ہے۔ میں نے پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم روشنی
بند کرنا بھول کر سو گئے ہو۔ اور اسی لئے میں نے ادھر
سے دیکھا تھا" ——— کلثوم نے کہا۔
اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس
سے واقعی جلدی میں حماقت ہو گئی تھی۔ اسی لئے کھڑکی
کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی ——— اُسی لمحے عمران کے
ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ مسکرا دیا۔
"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم یونیورسٹی کی بڑی عقلمند
طالبہ ہو" ——— عمران نے کہا۔
"تو کیا ہوا۔ تم میری بات کا جواب دو۔ تم نے فیاض
سے وہ کاغذ کیوں لئے ہیں۔ کیا تم نے صرف وہ کاغذ
حاصل کرنے کے لئے مجھے چکر دیا تھا کہ ڈیڈی کی جان خطرے
میں ہے" ——— کلثوم نے سخت لہجے میں کہا۔ اور عمران

ہنس پڑا۔
"یہ تو ایک اچھی بات ہے کہ عورتوں کو سمجھ دیر بعد آتی ہے۔
ورنہ مرد بے چاروں کی تو زندگی ہی تباہ ہو کر رہ جاتی"
عمران نے کہا۔
"ہوں۔ تو تم نے مجھے احمق بنایا تھا" ——— کلثوم کا غصہ
عروج پر آنے لگا۔
"سوری۔ میں کون ہوتا ہوں بنے بنائے کو بنانے والا۔
یہ سب اللہ میاں کے کام ہیں۔ بہرحال میری اس میں
بدنیتی شامل نہیں ہے اب چونکہ تم نے وہ کاغذ دیکھ لئے
ہیں ——— اس لئے ظاہر ہے تم اب کسی صورت بھی مطمئن
نہیں ہو گی۔ ٹھیک ہے۔ ادھر آؤ۔ میں تمہیں ایک خاص
بات بتاؤں" ——— عمران نے کہا۔ اور دوبارہ میز کی
طرف بڑھ گیا۔ جس پر ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ کلثوم خاموشی سے
اس کے پیچھے آنے لگی۔
عمران نے جیب سے وہ دونوں کاغذ نکالے۔ اور
انہیں ٹیبل لیمپ کے نیچے رکھ دیا۔
"اب دیکھو انہیں اور مجھے بتاؤ۔ کہ کیا یہ دونوں ایک ہیں"
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کلثوم کاغذوں پر جھک گئی۔
حالانکہ عمران کو معلوم تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔
لیکن اس نے جان بوجھ کر اسے بند نہ کیا تھا ——— کیونکہ
رات کے وقت ایک لڑکی کی اس کے کمرے میں موجودگی

کے دوران دروازہ بند کرنا وہ اچھا نہ سمجھتا تھا۔ حالانکہ گو ایسی کوئی بات نہ تھی لیکن پھر بھی عمران کی بہرحال یہ اپنی سوچ تھی۔

" اوہ اوہ ـــــ ان دونوں نقشوں میں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیا مطلب۔ یہ فرق کیسے پیدا ہوا "

چند لمحوں بعد کلثوم کی آواز سنائی دی۔ اور عمران مسکرا دیا۔ اب اُسے کلثوم کی ذہانت پر یقین آگیا تھا۔

" اور کتبے کے فوٹوؤں میں تمہیں کوئی فرق نظر نہیں آیا " عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" کتبے تو بالکل ایک ہیں۔ ان میں تو مجھے معمولی سا فرق بھی نظر نہیں آیا۔ اور ظاہر ہے انہیں ایک ہونا بھی چاہیئے۔ ان میں فرق ہوتا تو ڈیڈی کو بھی پتہ چل جاتا ـــــ لیکن نقشوں میں بہرحال واضح فرق ہے " ـــــ کلثوم نے جواب دیا۔ اور عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تمہارا خاص موضوع ہے۔ اس لئے مجھے بتاؤ کہ یہ فرق کس طرح پیدا ہوا ـــــ اور ان میں اصل کون سا ہے اور جس میں فرق پیدا کیا گیا ہے وہ کون سا ہے " ـــــ عمران نے کرسی گھسیٹ کر اُسے دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی دوسری کرسی گھسیٹ کر وہ بیٹھ گیا۔

" اب میں اتنی بھی ماہر نہیں ہوں۔ بہرحال طالب علم ہوں۔ البتہ شاید ڈیڈی بتا سکیں۔ وہ خاصے ماہر ہیں اس موضوع

میں " ـــــ کلثوم نے کہا۔

" ارے نہیں۔ کسی بھی سرکاری آدمی کے علم میں یہ بات آتے ہی اس آدمی کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ چاہے وہ سر کمال عبداللہ ہی کیوں نہ ہوں " عمران نے کہا۔

" مجھے تفصیل بتاؤ۔ یہ دونوں تمہیں کیسے ملے کہاں سے ملے " ـــــ کلثوم نے کہا۔

" یہ کاغذ میں نے جان آرنلٹ کے کمرے کی ایک خفیہ دراز سے حاصل کئے ہیں۔ اور یہ ان کاغذوں کے فوٹو ہیں جو تم نے اپنے ڈیڈی کی خواب گاہ سے لا کر دیئے ہیں ـــــ تمہارے ڈیڈی اسے اصل بتا رہے ہیں اور ان کے مطابق سر کمال عبداللہ نے بھی اسے اصل بتایا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اصل یہ جان آرنلٹ والے کاغذ ہیں ـــــ اب میری بات غور سے سنو۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے مصری حکومت کو ایک خاص چکر دے کر مطمئن کیا گیا ہے۔ اصل کتبہ ڈاکٹر عمر ابدال کے دفتر سے اڑایا گیا ہے ـــــ اور پھر جان آرنلٹ سے اس کے مطابق نقشہ تیار کرایا گیا ہے۔ جان آرنلٹ چونکہ ایک محقق ہیں اس لئے انہوں نے اپنے طور پر اس کے فوٹو بغیر کسی کو بتائے اپنے پاس رکھ دیئے۔ اس کے بعد اصل کتبے میں ایسی ترامیم کر دی گئیں کہ جو بظاہر

اصل معلوم ہوں۔ لیکن اس سے نقشے میں فرق پڑ جائے،
اور پھر ان ترامیم سمیت کتبہ کو نتاشا کے ذریعے یہاں پہنچایا
گیا ــــ اور بعد ازاں کسی ذریعے سے نتاشا کو بھی ختم
کر دیا گیا۔ ادھر جان آرنلٹ کو بھی ختم کر دیا گیا تاکہ وہ
اصل اور ترمیم شدہ میں فرق نہ محسوس کر سکیں۔ اور جہاں
تک میرا آئیڈیا ہے انہیں شاید یہ معلوم ہے کہ تمہارے
ڈیڈی نے صرف یہ کتبہ دیکھا ضرور تھا لیکن اس پر کام
نہ کیا تھا اس لئے ان کی جان نہیں لی گئی ــــ بہرحال
یہ سارا کام کرنے والوں کے مطابق نتیجہ برآمد ہوا۔ اور
اس کتبے میں موجود ترمیم کا کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ اور اسے
اصل قرار دے کر اس کے مطابق اصل مدفون مقبرے
کا نقشہ تیار کر لیا گیا ــــ گو یہ نقشہ خاص تکنیکی قسم کا ہے۔
لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ ان دونوں میں
جو فرق مجھے نظر آرہا ہے اس کے مطابق اصل مدفون
مقبرہ ڈاکٹر عمر ابدال کے تیار کردہ نقشے سے یقیناً
بہت دور ہو گا ــــ اس طرح مصری حکومت ترمیم شدہ
کتبے سے بنے ہوئے نقشے پر سر کھپاتی رہے گی۔
جب کہ اصل مدفون مقبرہ مجرم تلاش کر کے آسانی سے
اس میں موجود ہر چیز حاصل کر لیں گے" ــــ عمران نے
کہا اور کلثوم کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔
"اوہ اوہ ــــ اس قدر گہری سازش۔ یہ کون لوگ

ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس قدر گہری سازش بھی
ہو سکتی ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو ہمیں فوراً اس بات کی
اطلاع ڈیڈی کو دینی چاہیئے تاکہ وہ مجرموں کو ان کے
مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں" ــــ کلثوم نے
کہا۔
"جان آرنلٹ۔ نتاشا۔ ڈان۔ اور اس کے ہیڈ کوارٹر
کی تباہی۔ یہ سب کچھ تمہیں بھول گیا ہے۔ تمہارا کیا خیال
ہے کہ جو مجرم اس قدر گہرا کھیل کھیل سکتے ہیں۔ وہ
اتنی آسانی سے اس سارے کھیل کو اپنے ہاتھ سے
نکلنے دیں گے ــــ تمہاری بات کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ
فوری طور پر تمہارے ڈیڈی کا خاتمہ کر دیں گے۔ اور
ہو سکتا ہے انہیں شک پڑ جائے کہ میں اور تم بھی اس
میں ملوث ہیں تو ہم پر بھی کسی اندھیرے کونے سے گولیوں
کی بارش ہو جائے" ــــ عمران نے کہا اور کلثوم
کا چہرہ نہ صرف خوف سے زرد پڑ گیا بلکہ اس کا جسم بھی
بری طرح کانپنے لگا۔
"اوہ ہاں ــــ تمہاری بات درست ہے۔ میرا تو
اس طرف خیال ہی نہ گیا تھا۔ لیکن اب ہو گا کیا۔ کیا وہ
یہ نادر ذخیرہ لے جائیں گے اور کوئی کچھ نہ کر سکے گا"
کلثوم نے کہا۔
"نہیں ــــ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر مجھے کوئی ایسا آدمی مل

جائے جو مجھے ان دونوں نقشوں کے بارے میں ضروری
ٹیکنیکی باتیں سمجھا سکے تو میں ان مجرموں کو عین موقع پر پکڑا
سکتا ہوں ——— جب تک یہ مجرم رنگے ہاتھوں نہ پکڑے
جائیں گے خطرہ بہرحال تلوار کی طرح تمہارے ڈیڈی
کے سر پر لٹکتا رہے گا" ——— عمران نے کہا۔
اور کلثوم اس بار بڑی عقیدت بھری نظروں" سے
عمران کو دیکھنے لگی۔

"تو کیا تم یہ سارا خطرہ صرف ڈیڈی کی جان بچانے کے
لئے مول لے رہے ہو" ——— کلثوم نے یقین نہ آنے
والے لہجے میں کہا۔

"اور مجھے کیا تکلیف ہے۔ میرا ان نوادرات سے کیا
تعلق ہے۔ مصری حکومت جانے۔ مجرم جانیں۔ نوادرات
کی چوریاں اور سمگلنگ تو ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔
اور ہمیشہ ہوتی رہے گی ——— میں تو صرف یہ چاہتا ہوں
کہ انکل کی زندگی محفوظ ہو جائے" ——— عمران نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم حقیقتاً ایک عظیم انسان ہو۔ میں ہی احمق ہوں۔
جو تمہیں غلط سمجھی ہوں۔ تم تو پوجا کئے جانے کے لائق
ہو" ——— کلثوم نے واقعی انتہائی عقیدت بھرے لہجے
میں کہا۔

"ابھی میں مرا نہیں ہوں زندہ ہوں۔ اس لئے پوجا وغیرہ

سا پروگرام تو فی الحال ملتوی کر دو۔ باقی اگر تمہیں کسی ایسے
آدمی کے بارے میں معلوم ہو جو اس سلسلے میں میری
مکمل رہنمائی کر سکے تو ٹھیک ورنہ اچھی بچیوں کی طرح جا کر
اطمینان سے سو جاؤ ——— اور اچھی اور نیک پری کی طرف
سے تحفہ ملنے کا خواب دیکھو" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور اس بار کلثوم بھی ہنس پڑی۔

"پروفیسر طوبی اس مضمون کے ماہر ہیں وہ ہماری یونیورسٹی
کے اس شعبے کے ہیڈ ہیں۔ اور انتہائی محب وطن اور
انتہائی اچھے آدمی ہیں ——— ان کی کوٹھی بھی یہاں سے
قریب ہی ہے۔ وہ یقیناً اس بارے میں ہماری مکمل
رہنمائی کریں گے۔ ٹھہرو۔ میں انہیں فون کر لیتی ہوں"
کلثوم نے کہا۔

"ارے اس وقت ——— پتہ ہے کیا وقت ہوا
ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ کم سوتے ہیں۔ ان کا زیادہ وقت مطالعے میں
گزرتا ہے۔ اکیلے رہتے ہیں۔ ملازم بھی انہوں نے
نہیں رکھا ہوا۔ اور ابھی آدھی رات بھی نہیں ہوئی"
کلثوم نے کہا۔ اور تیزی سے ایک سائیڈ پر رکھے
ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی۔ یہ ایکسٹینشن تھا۔ اس نے
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"یس" ——— فوراً ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"میں کلثوم عمر ابدال بول رہی ہوں سر" کلثوم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ کلثوم بیٹی۔ خیریت ——— اس وقت کیسے فون کیا" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ ایک علمی مسئلہ ہے - میرے ایک مہمان پاکیشیا سے آئے ہیں - ان کے ساتھ بات چیت میں یہ مسئلہ سامنے آیا ہے ——— اور آپ میری عادت جانتے ہیں کہ مجھے انتہائی بے چینی لاحق ہو جاتی ہے" ——— کلثوم نے کہا۔

اور دوسری طرف سے پروفیسر طوبیٰ کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

" علم کے حصول میں یہ بے چینی ایک نعمت خداداد سے کم نہیں ہے کلثوم بیٹی۔ بہرحال مسئلہ کیا ہے" پروفیسر طوبیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر۔ فون پر بتانے والی نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور میرا مہمان آپ کے پاس آ جائیں۔ سر اگر آپ کو تکلیف نہ ہو" ——— کلثوم نے کہا۔

"تکلیف کیسی بیٹی ——— علم کے لئے تو میں نے اپنی

پوری زندگی وقف کر رکھی ہے - آجاؤ - میں منتظر ہوں" دوسری طرف سے کہا گیا - اور کلثوم نے شکریہ ادا کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ - ابھی یہ مسئلہ حل ہو جائے گا" ——— کلثوم نے فاتحانہ انداز میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ پروفیسر طوبیٰ خاتون ہیں یا مرد - آواز تو مردوں والی ہے - لیکن یہ طوبیٰ کہیں طیبہ ٹائپ نام تو نہیں ہے" عمران نے بھی اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور کلثوم قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"ارے نہیں - ان کا نام سید عبد الواحد طوبیٰ ہے - لیکن سب انہیں پروفیسر طوبیٰ ہی کہتے ہیں" کلثوم نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا - اور عمران نے سر ہلا دیا - پھر عمران اسے بائیں باغ کے دروازے سے ہی باہر لے آیا - اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ کہیں مجرم صدر دروازے کی نگرانی نہ کر رہے ہوں اور کلثوم نے سر ہلا دیا۔

فواد عمران کو چھوڑ کر واپس جیسے ہی اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ ملازم نے اُسے مخصوص فون کی اطلاع دی۔ اور فواد تیزی سے تہہ خانے میں پہنچ گیا۔

"یس ——— ایو بی سپیکنگ" ——— فواد نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"علی جان بول رہا ہوں باس" ——— دوسری طرف سے اس کے خصوصی اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے" فواد نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ مجھے ایک اطلاع ملی ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ کے لئے یہ اطلاع مفید رہے۔ مصری حکومت کے شعبہ ابابہ کے ڈائریکٹر جنرل نے ایک

آدمی سے پچاس لاکھ مصری پاؤنڈز میں ایک سودا کیا ہے کہ شعبہ ابابہ کے افراد ایک ہفتے تک صحرا کی ایک مخصوص پٹی میں داخل نہ ہوں گے" ——— علی جان نے کہا۔

"اوہ ——— تمہیں کیسے اطلاع ملی" ——— فواد نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ اسی طرح چلا باس کہ اس ڈائریکٹر جنرل خیاطی کی بیٹی میری دوست ہے۔ آج رات کلب میں جب اس سے ملاقات ہوئی تو وہ بے حد خوش نظر آرہی تھی ——— اس کے ڈیڈی نے اُسے سپورٹس کار کی خریداری کے لئے دس لاکھ مصری پاؤنڈز دیئے ہیں۔ وہ کل یہ کار خرید رہی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ سپورٹس کار کا ذکر انتہائی حسرت سے کیا کرتی تھی۔ اس پر میں چونک پڑا کہ اس کے ڈیڈی کے پاس یہ رقم نقد کہاں سے آگئی ——— مزید ٹٹولنے پر اس نے بتایا کہ آج صبح ایک آدمی ان کی رہائش گاہ پر آیا۔ وہ غیر ملکی تھا اور ڈیڈی اُسے اپنے خاص کمرے میں لے گئے ——— حالانکہ اس کے ڈیڈی کسی کو بھی اپنے خاص کمرے میں نہیں لے جاتے۔ حتیٰ کہ گھر والوں کو بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس پر وہ چونکی ——— اور پھر اس نے فطری تجسس سے مجبور

ہو کر غسل خانے کی کھڑکی سے داخل ہو کر ان کے درمیان
ہونے والی گفتگو سنی۔ لیکن جب وہ اندر داخل ہونے میں
کامیاب ہوئی تو اس وقت وہ غیر ملکی بریف کیس کھول
کر اس کے ڈیڈی کو رقم دے رہا تھا ـــــ اور پھر جو
آخری گفتگو ہوئی۔ اس سے اسے پتہ چلا کہ رقم پچاس
لاکھ مصری پاؤنڈز ہیں اور یہ کوئی کاروباری سودا ہے۔
اور یہ کہ سودا کسی صحرا کی پٹی میں ایک ہفتہ تک شعبہ کے
افراد کے داخل نہ ہونے کے متعلق ہے۔ اس
کا ڈیڈی جب اس غیر ملکی کو پورچ تک چھوڑ کر واپس آیا
تو اس نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ اسے کچھ معلوم ہوا
ہے ـــ بس اس نے دوبارہ کار کی ضد شروع کر
دی اور اس کے ڈیڈی نے اس کے اصرار پر اسے
دس لاکھ مصری پاؤنڈز نقد دے دیئے کہ وہ کار لے
لے "ـــ علی جان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

"اوہ ـــ یہ واقعی انتہائی اہم اطلاع ہے۔ تم احمد قوصی
کی ہی بات کر رہے ہو ناں۔ وہی ابابہ کا ڈائریکٹر جنرل
ہے "ـــ فواد نے کہا۔

"جی ہاں ـــ احمد قوصی کی بیٹی شمامہ میری دوست
ہے "ـــ علی جان نے جواب دیا۔

" احمد قوصی اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہی ہوگا "

فواد نے پوچھا۔

"یس سر ـــ وہیں ہوگا۔ لیکن اس کی رہائش گاہ
پر باقاعدہ ابابہ کے مسلح آدمیوں کا پہرہ ہوتا ہے"
علی جان نے جواب دیا۔

" تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"
فواد نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"کلب سے جناب ـــ گلستان کلب سے۔ شمامہ
ابھی واپس گئی ہے تو میں نے آپ کو کال کی ہے"
علی جان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔ وہاں آکر اس
بارے میں کوئی پروگرام بنائیں گے"ـــ فواد نے
کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا۔ اور پھر تہہ خانے کے
ملحقہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ خصوصی طور پر
میک اپ روم کے طور پر بنایا گیا تھا ـــ یہاں ہر قسم
کے میک اپ کا سامان موجود تھا۔ فواد نے ایک الماری
سے ماسک نکالا اسے پہن کر اس نے آئینے میں دیکھتے
ہوئے اسے ایڈجسٹ کیا ـــ اور پھر باقی تیاری کر
کے وہ اوپر آکر اپنی کار تک پہنچا اور چند لمحوں بعد اس
کی کار گلستان کلب کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ گلستان
کلب قاہرہ کا سب سے مشہور کلب تھا ـــ اور تقریباً
شہر کے وسط میں تھا۔ اسی لئے فواد جلد ہی وہاں تک

پہنچ گیا۔ فواد نے کار جیسے ہی کلب کے سامنے والے دروازے کے قریب روکی برآمدے میں موجود ایک نوجوان تیزی سے آگے بڑھا ـــــ اور دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ ایک خوب صورت اور سمارٹ مصری نوجوان تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی فواد نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیا تم نے اس غیر ملکی کا حلیہ معلوم کیا تھا شمامہ سے" ـــــ فواد نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ میں نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی ویسے بھی اگر میں پوچھتا تو وہ مشکوک ہو جاتی" ـــــ نوجوان نے جو علی جان تھا شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ شمامہ اب گھر پر ہی ہو گی" ـــــ فواد نے کار ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی شاید گھر نہ پہنچی ہو۔ مجھے کہہ رہی تھی کہ اس کی ایک سہیلی کے گھر پر فنکشن ہے۔ وہ بس اس سے مل کر پھر گھر جائے گی" ـــــ علی جان نے کہا۔

"ہونہہ" ـــــ فواد نے کہا۔ اور کار ایک بار پھر آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے روک دی۔

"تمہیں شمامہ کے گھر کا نمبر تو یقیناً معلوم ہو گا" فواد نے کہا۔

"یس باس ـــــ بلکہ مجھے تو اس کی اس سہیلی کے گھر کا نمبر بھی معلوم ہے جہاں وہ گئی ہے۔ وہ میری دوست ہے" ـــــ علی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ قاہرہ کی ساری لڑکیاں تمہاری دوست کیسے بن جاتی ہیں۔ کیا کوئی خاص راز ہے" ـــــ فواد نے کار سے نیچے اترتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"راز کیا ہوتا ہے باس۔ بس عورتوں کی ایک مخصوص نفسیات ہے۔ احمقانہ حد تک ان کی تعریف کئے جاؤ۔ ایسی تعریف کہ چاہے وہ بظاہر کتنی ہی احمقانہ کیوں نہ لگتی ہو ـــــ لیکن اس لڑکی کو یہ احمقانہ نہ لگے گی۔ چاہے اس کی شکل پر بارہ ہی کیوں نہ بج رہے ہوں لیکن اُسے حسینہ عالم کہہ دو تو وہ خوش ہو جائے گی" علی جان نے بھی کار سے اتر کر ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تم پہلے وہاں فون کرو جہاں شمامہ گئی ہے۔ اور معلوم کرو کہ شمامہ وہاں موجود ہے یا نہیں" ـــــ فواد نے فون بوتھ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

اور علی جان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے معلوم کر لیا کہ شمامہ ابھی تک وہیں ہے۔

"اب تم نے ایسا کرنا ہے کہ شمامہ کو وہاں سے لے کر کم از کم ایک گھنٹے تک روکے رکھنا ہے۔ میں اس دوران اس احمد توصی کو اس کی رہائش گاہ سے باہر نکالنے

کی کوشش کرتا ہوں " ـــــــ فواد نے کہا ۔

" کیا مطلب ـــــــ میں سمجھا نہیں باس " ـــــــ علی جان نے موٹی سی بھنویں اچکاتے ہوئے کہا ۔

" میں احمد قوصی کو کہوں گا کہ شمامہ کی جان خطرے میں ہے ، ایسی بات کروں گا کہ وہ بوکھلا کر باہر آجائے گا ۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ شمامہ اس وقت تک گھر نہ پہنچے ، اور نہ ہی اس سہیلی کے پاس ہو ـــــــ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ احمد قوصی باہر آنے سے پہلے وہاں فون کرے ۔ اُسے پروگرام کا علم بھی تو ہوسکتا ہے " ـــــــ فواد نے کہا ۔

" ٹھیک ہے باس ۔ پھر آپ مجھے واپس کلب چھوڑ دیں ، میری کار وہاں موجود ہے ۔ میں آپ کو ٹرانسمیٹر پہ اشارہ دوں گا ـــــــ اس کے بعد آپ اپنے پروگرام پر عمل شروع کر دیں ۔ میں ایک گھنٹہ اُسے آسانی سے روک لوں گا " علی جان نے کہا ۔

" اتنا کافی ہے " ـــــــ فواد نے بوتھ سے باہر آتے ہوئے کہا ۔

" آپ کا آگے کیا پروگرام ہوگا " ـــــــ واپس کار میں بیٹھتے ہوئے علی جان نے کہا ۔

" بس پوچھ گچھ کروں گا ۔ لیکن تم نے دوبارہ پکچر میں نہیں آنا ورنہ وہ مشکوک ہو جائے گی ۔ میں تو میک اپ میں ہوں ۔ اس لئے میری بات اور ہے " ـــــــ فواد نے کار کو بیک کرتے ہوئے کہا ۔ اور علی جان نے سر ہلا دیا ۔

فواد نے اُسے واپس کلب ڈراپ کیا اور پھر کار لے کر اُسی فون بوتھ کے قریب پہنچ گیا ۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد کار میں نصب ٹرانسمیٹر میں ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں ۔ اور پھر خاموشی طاری ہوگئی ـــــــ یہ علی جان کی طرف سے مخصوص کاشن تھا ۔ اس لئے فواد کار سے اترا اور فون بوتھ میں داخل ہوگیا ۔ اس نے چونکہ علی جان سے احمد قوصی کے گھر کا نمبر معلوم کر لیا تھا ۔ اس لئے اُسے نمبر یاد تھے ۔ اس نے نمبر گھمائے ۔

" یس " ـــــــ دوسری طرف سے کسی ملازم کی آواز سنائی دی ۔

" احمد قوصی سے بات کراؤ " ـــــــ فواد نے لہجے کو انتہائی کرخت بناتے ہوئے کہا ۔

" کون بول رہا ہے ۔ میں احمد قوصی ہوں " ـــــــ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی ۔

" احمد قوصی ۔ تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے " فواد نے جان بوجھ کر لہجے کو اور زیادہ کرخت بناتے ہوئے کہا ۔

" کیا ـــــــ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیسا معاہدہ ۔ کون بات کر رہا ہے " ـــــــ احمد قوصی کے لہجے میں شدید حیرت تھی ۔

" جو تمہیں پچاس لاکھ مصری پاؤنڈز دے سکتا ہے ۔ وہ

تمہاری ایک ایک حرکت سے بھی آشنا ہو سکتا ہے" احمد قوصی
اور معاہدے کی خلاف ورزی کر کے تم نے اپنی موت کو
یقینی بنا لیا ہے" ——— فواد کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"اوہ ——— مگر میں نے تو معاہدے کی کوئی خلاف ورزی
نہیں کی۔ تم آرنلڈ تو نہیں ہو۔ کون ہو تم" ——— احمد قوصی کے
لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

"آرنلڈ تو ایک مہرہ تھا مسٹر احمد قوصی۔ اُسے چھوڑو۔ تم
نے اپنی بیٹی کو دس لاکھ مصری پاؤنڈز دیئے ہیں۔ سپورٹس
کار خریدنے کے لئے ——— اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے
کہ تم نے کس لئے یہ معاہدہ کیا ہے۔ حالانکہ تمہیں کہا گیا
تھا کہ اس معاہدے کی بھنک بھی کسی کے کانوں میں نہ
پڑے" ——— فواد نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے اپنی
بیٹی کو دس لاکھ مصری پاؤنڈز دیئے ہیں۔ لیکن اس سے
معاہدے کی خلاف ورزی کیسے ہو گئی۔ آخر میں نے رقم کو
خرچ تو کرنا ہی ہے ——— باقی کیسا معاہدہ ہوا ہے۔ یہ اُسے
کیسے معلوم ہو سکتا ہے" ——— احمد قوصی نے اُلجھے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"اُسے معلوم ہے کہ یہ معاہدہ صحرا کی ایک پٹی کے لئے
ہوا ہے۔ جہاں تم ایک ہفتے تک اباہ کے کسی آدمی کو داخل
نہ کرو گے" ——— فواد نے کہا۔

"ہرگز نہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ بات سوائے میرے اب
تک کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اور ابھی تو میں نے دفتر
میں بھی ہدایات نہیں دیں کہ ہمارا ایریا میں داخلہ بند ہے۔ اُسے
کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ کو بالکل غلط اطلاع ملی ہے"
احمد قوصی نے جوش میں کہہ دیا اور فواد کے ہونٹوں پر کامیابی
کی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تمہیں مکمل یقین ہے کہ اُسے معلوم نہیں ہے"
فواد نے کہا۔

"بالکل میں قسم کھا سکتا ہوں" ——— احمد قوصی نے فوراً
جواب دیا۔

"اوکے۔ میں بھی صرف یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ
اس نے دس لاکھ مصری پاؤنڈز کی بات کس جگہ کی ہے۔
اس پر ہم چونک پڑے کہ کہیں اُسے اصل مشن کی اطلاع تو
نہیں مل گئی" ——— فواد نے جان بوجھ کر بات کو سمیٹتے ہوتے
کہا۔ کیونکہ اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔

"جی نہیں۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ معاہدہ راز بھی رہے
گا اور ہر صورت میں پورا بھی ہو گا۔ کل میں دفتر میں باقاعدہ
آرڈرز کر دوں گا کہ ایک ہفتے تک ہمارا کی پٹی میں اباہ کا
کوئی فرد داخل نہ ہو گا ——— میں اسے سرکاری طور پر ریڈ لائن
ایریا قرار دے دوں گا" ——— احمد قوصی نے اس بار
مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے" ۔۔۔۔۔ فواد نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی
سے مڑا اور واپس کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ کار اس نے تیزی
سے آگے بڑھا دی۔ وہ جلد از جلد اس بوتھ سے دور ہٹ
جانا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔ کافی دور جا کر اس نے کار ایک
سائیڈ میں روکی اور پھر کار میں فٹ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس
کے ساتھ ہی فواد نے ٹرانسمیٹر دوبارہ آف کر دیا۔ وہ
صرف علی جان کو اشارہ دینا چاہتا تھا کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔
وہ اب شمامہ کو فارغ کر دے ۔۔۔۔۔ اس کے بعد وہ
سیدھا اپنی رہائش گاہ پر واپس آ گیا۔ اب اُسے اس
آرنلڈ کی تلاش تھی۔ تاکہ اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جا
سکے کہ صمارا کی پٹی کو کیوں ریڈ لائن ایریا قرار دلایا جا رہا
ہے ۔۔۔۔۔ آرنلڈ کا نام بتا رہا تھا کہ وہ غیر ملکی ہے لیکن وہ
کون ہو سکتا ہے اور اس کا تعلق کس پارٹی سے ہے۔
اس کے بارے میں اُسے علم نہ تھا۔ وہ اپنے مخصوص
کمرے میں بیٹھا آرنلڈ کے بارے میں مغز کھپائی کرتا رہا
وہ اپنی یادداشت پر مسلسل زور ڈال رہا تھا کہ شاید اس
نام کے کسی غیر ملکی کو اگر وہ جانتا ہو تو اُسے چیک کر
سکے ۔۔۔۔۔ لیکن جب کافی دیر تک اُسے اس بارے
میں کچھ یاد نہ آیا تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
ٹرانسمیٹر پر فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے

مخصوص آواز نکلنے لگی۔
"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔۔ ایوبی کالنگ علی جان اوور"
فواد نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔
"یس۔ علی جان اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر
بعد دوسری طرف سے علی جان کی آواز سنائی دی۔
"شمامہ کو فارغ کر دیا تم نے اوور" ۔۔۔۔۔ فواد
نے پوچھا۔
"یس باس ۔۔۔۔۔ آپ کا کاشن ملتے ہی میں نے
اُسے ڈراپ کر دیا تھا۔ کیا احمد قوصی باہر آ گیا تھا اوور"
علی جان نے پوچھا۔
"اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ میں نے غیر ملکی لہجے
میں بات کی تو پتہ چل گیا کہ یہ معاہدہ صمارا کی پٹی کے لئے
کہا گیا ہے ۔۔۔۔۔ اور کوئی آرنلڈ نامی شخص نے احمد قوصی
سے مل کر معاہدہ کیا ہے اوور" ۔۔۔۔۔ فواد نے
جواب دیا۔
"صمارا کی پٹی تو ریگستان میں کافی اندر ہے باس
اوور" ۔۔۔۔۔ علی جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ اب میں آرنلڈ کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ
اس کے متعلق کسی قسم کے کوائف معلوم نہیں ہیں اس
لئے پریشانی ہو رہی ہے اوور" ۔۔۔۔۔ فواد نے کہا۔
"سر ۔۔۔۔۔ یہاں مصر میں لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی

موجود ہیں۔ اس لئے صرف نام سے تو معلوم نہیں کیا جا سکتا
اور دوسری بات یہ بھی کہ ہو سکتا ہے کہ نام بھی فرضی ہو۔
اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں صمارا کی پٹی کو چیک کرنا
چاہیئے ـــــ تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس قدر خطیر رقم
صحرا کی اس پٹی میں سرکاری آدمیوں کے داخل نہ ہونے
کی غرض سے کیوں دی گئی ہے۔ اور وہ بھی صرف ایک
ہفتے کے لئے وہاں یقیناً کوئی ایسا کام کیا جانا ہو گا جو مصر
کے مفاد میں نہ ہو گا اوور" ـــــ علی جان نے کہا۔

" بالکل ٹھیک۔ علی جان تم نے واقعی انتہائی ذہانت
سے کام لیتے ہوئے تجزیہ کیا ہے۔ ہمیں واقعی آرنلڈ
کے پیچھے وقت ضائع کرنے کی بجائے صمارا کی پٹی کو
خفیہ طور پر چیک کرنا چاہیئے ـــــ لیکن جو تنظیم سرکاری
آدمیوں کے داخلے کی بندش کے لئے اس قدر خطیر رقم
خرچ کر رہی ہے۔ وہ شاید ہمارا بھی وہاں داخلہ پسند نہ
کرے ـــــ اس لئے ہمیں کوئی ایسی پلاننگ کرنی چاہیئے۔
کہ وہ وہاں ہمارے داخلے میں مشکوک نہ ہوں اوور"
فواد نے کہا۔

" یس باس ـــــ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ میرے ذہن
میں ایک پلان آیا ہے۔ ہم اگر ایک ہیلی کاپٹر لے کر
پہلے لیبیا کے سرحدی شہر طبروق چلے جائیں۔ اور پھر
طبروق سے اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے قاہرہ کو پرواز کریں۔

اور صحرائے اعظم کے اوپر پرواز کرتے ہوئے سیوا کے
قریب اتر جائیں۔ اور یہ ظاہر کریں کہ ہیلی کاپٹر خراب ہو گیا
ہے ـــــ اس کے بعد ہم پیدل وہاں سے چلتے ہوئے
البوینی پہنچ جائیں۔ اس طرح ہم صمارا کی پٹی جو کہ البوینی
اور فرفرا کے درمیان پھیلی ہوئی ہے میں داخل ہو جائیں
گے ـــــ اگر ہمیں آگے بڑھنا پڑا تو پھر فرفرا پہنچ کر ہمیں
وہاں سے قاہرہ جانے کے لئے چارٹرڈ ہیلی کاپٹر مل سکتے
ہیں۔ اس طرح ہم صمارا کی پٹی کو چیک کر سکیں گے۔ اگر
ہمیں روکا گیا تو ہم یہی بتائیں گے کہ ہیلی کاپٹر خراب ہو
جانے کی وجہ سے ہمیں مجبوراً پیدل سفر کرنا پڑا ہے اوور"
علی جان نے جواب دیا۔

" گڈ ـــــ تمہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں ہے۔
لیکن یہ بات دیکھ لو کہ سیوا سے البوینی تک تقریباً سو کلو
میٹر کا فاصلہ ہے۔ اور پھر البوینی سے فرفرا تک ساٹھ ستر
کلو میٹر کا فاصلہ ہے ـــــ اب دو آدمی جن کا ہیلی کاپٹر
اچانک خراب ہو جائے۔ وہ خوفناک گرمی میں یہ سفر
کیسے کر سکتے ہیں اوور" ـــــ فواد نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے۔ اس پہلو کی طرف میرا خیال نہ
گیا تھا۔ تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا ہیلی کاپٹر عین صمارا
کی پٹی کے قریب ہی خراب ہو جائے ـــــ اس طرح
ہمیں زیادہ سے زیادہ فرفرا تک پہنچنے کے لئے ساٹھ

ستر کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا ہو گا اوور" ـــــــ علی جان نے جواب دیا۔

"نہیں ۔ یہ بھی بہت فاصلہ ہے ۔ اور ہم پیدل اسے کراس بھی نہ کر سکیں گے ۔ اس طرح کرتے ہیں کہ ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیبیا اور مصر کے سرحدی شہر سیوا سے فرفرا جانے کے لئے نکلتے ہیں ـــــــ اور ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی ابوینی سے فرفراتک کا جائزہ لے لیں گے اگر ضرورت پڑی تو ہیلی کاپٹر کو اتارا بھی جا سکتا ہے ۔ اس طرح بے حد آسانی ہو جائے گی ـــــــ جہاں تک اس مشن کا تعلق ہے تو ہم مصر کی بجائے لیبیا کے ٹڈی مروے شعبے کے ارکان بن جائیں گے ۔ اس شعبے کے افراد صحرا پہ سروے کے لئے اکثر اڑتے رہتے ہیں اوور" ـــــــ فواد نے کہا۔

"پلاننگ تو اعلیٰ ہے باس ۔ لیکن اگر ہمیں روکا گیا تو پھر ہمارے پاس کاغذات بھی واضح درست اور مکمل ہونے چاہئیں ـــــــ اور ہیلی کاپٹر بھی اس شعبے کا اور اس میں موجود مخصوص سامان بھی ہونا چاہیئے ۔ اس کے بغیر کوئی ہمارا اس شعبے سے تعلق نہ سمجھے گا اوور"
علی جان نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ۔ اس مروے ڈیپارٹمنٹ میں میرے دوست موجود ہیں ۔ میں زیادہ سے زیادہ دد

تین روز میں اس کا مکمل بندوبست کر کے تمہیں اطلاع دوں گا اوور اینڈ آل" ـــــــ فواد نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا اُسے یقین تھا کہ وہ ایسے انتظامات کرنے میں کامیاب ہو جائے گا چنانچہ وہ اٹھ کر اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ بھرپور نیند لے کر کل صبح سے اس کام کا باقاعدہ آغاز کیا جا سکے۔

پروفیسر طوبیٰ خاصی عمر کے تھے۔ ان کے سر کے بال مکمل طور پر سفید ہو چکے تھے۔ اور اب بھنوؤں کا زیادہ تر حصہ بھی سفید ہو چکا تھا ——— لیکن ان کے چہرے سے ذہانت اور علم کی روشنی جھلک رہی تھی۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ اور جسم پر انہوں نے سلیپنگ گاؤن پہنا ہوا تھا ——— کلثوم اور عمران کا استقبال انہوں نے خود رہائش گاہ کے صدر دروازے پر کیا تھا۔ کیونکہ ان کے پاس ملازم نہ تھا۔ یہ بات نہ تھی کہ وہ ملازم رکھ نہ سکتے تھے۔ بلکہ پروفیسر طوبیٰ انتہائی تنہا پسند ہونے کی وجہ سے مکمل تنہائی کے خواہاں تھے ——— اس لئے انہوں نے ملازم نہ رکھا تھا۔ کھانے کی انہیں فکر نہ تھی کیونکہ ایک ہمسایہ کے گھر سے باقاعدگی

سے پکا ہوا کھانا انہیں پہنچتا رہتا تھا۔ اور وہ اس کے لئے اس ہمسائے کو خاص رقم ماہانہ ادا کرتے تھے۔ صفائی کے لئے ہفتے میں ایک روز ایک عورت آتی تھی ——— باقی چائے وغیرہ پروفیسر طوبیٰ خود تیار کر لیتے تھے۔ اس لئے انہیں ملازم کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی۔

"آؤ بیٹا۔ میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا" ——— دروازہ کھولتے ہی پروفیسر طوبیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر۔ خالی انتظار سے تو بیٹا نہیں آسکتا۔ اس کے لئے تو شادی انتہائی ضروری ہوتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم تو بُری طرح جھینپ گئی جبکہ پروفیسر طوبیٰ نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

"اوہ۔ تم خاصے خوش مزاج نوجوان ہو" ——— پروفیسر طوبیٰ نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)" عمران نے باقاعدہ ڈگریوں سمیت اپنا تعارف کرایا۔

"اوہ گڈ ——— تو تم ڈاکٹر آف سائنس ہو۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ کس شعبے میں ڈاکٹریٹ کی ہے تم نے" ——— پروفیسر طوبیٰ نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں سر سے پیر تک عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ انہیں لے کر اپنے کمرے کی طرف

جا رہے تھے۔

"جی مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔ عجیب الٹا پلٹا سا لفظ ہے"
عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ـــ کیا پڑھا نہیں جاتا" ـــ پروفیسر طوبیٰ نے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی اس شعبے کا نام۔ وہ ڈگری پر تو لکھا ہوا ہے۔ مجھے
تو جب ضرورت پڑتی ہے میں اپنے باورچی آغا سلیمان پاشا
سے پڑھوا لیتا ہوں" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"یعنی تمہیں مضمون کا نام پڑھنا نہیں آتا اور تم نے ڈاکٹریٹ
کر لیا۔ ویری گڈ۔ اور تمہارا باورچی اسے پڑھ لیتا ہے۔
بہت خوب ـــ تم واقعی خوش مزاج نوجوان ہو"
پروفیسر طوبیٰ نے دھیرے سے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن ان کے
الفاظ میں ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"جی۔ اس کا بھی سارا کریڈٹ آغا سلیمان پاشا کو ہی
حاصل ہے۔ وہ مجھے اس لئے مسلسل مونگ کی دال کھلاتا رہتا
ہے تاکہ میں خوش مزاج بن جاؤں ـــ اس نے بحیثیت
باورچی مونگ کی دال پر تحقیق کر کے ڈی۔ او۔ کے کی ڈگری
حاصل کی ہوئی ہے اور اس کی تحقیق کے مطابق مونگ کی دال
کھانے سے آدمی خوش مزاج بن جاتا ہے ـــ کیونکہ
مسلسل مونگ کی دال کھانے سے اس کا معدہ خراب رہتا
ہے اور اسے کھٹی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ اور معاشرتی تہذیب

کے مطابق چونکہ محفل میں یا کسی کے سامنے ڈکار لینا بدتہذیبی
سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ان ڈکاروں کو ہنسی اور
قہقہوں کی آڑ میں چھپانے پر مجبور ہوتا ہے ـــ اور لوگ
اسے خوش مزاج سمجھ لیتے ہیں" ـــ عمران نے باقاعدہ
فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر طوبیٰ اب کھل کر ہنس رہے تھے۔ وہ اس
وقت اپنے کمرے میں پہنچ چکے تھے جہاں جان آرنلٹ کے
کمرے کی طرح ہر طرف کتابیں اور کاغذ ہی بکھرے ہوئے
نظر آ رہے تھے ـــ کلثوم شاید پروفیسر کے ادب کی
خاطر خاموش تھی۔ لیکن وہ پروفیسر کی نظریں بچا کر عمران کو سختی
سے گھورے جا رہی تھی۔

"اچھا۔ مونگ کی دال کا یہ پہلو تو واقعی بہت حیرت انگیز
ہے۔ لیکن یہ ڈی۔ او۔ کے کیا ڈگری ہے اور کون سی
یونیورسٹی دیتی ہے" ـــ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پروفیسر
طوبیٰ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"جی۔ ڈاکٹر آف کچن۔ اور یونیورسٹی یقیناً ورلڈ کچن یونیورسٹی
ہی ہو گی" ـــ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور
پروفیسر طوبیٰ قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"جی۔ آپ بے شک ڈکار لے لیں۔ ہم بالکل بُرا نہیں
منائیں گے" ـــ عمران نے ان کے قہقہے کے دوران
بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور پروفیسر طوبیٰ عمران کا یہ

کاٹ دار فقرہ سن کر اس بُری طرح ہنسنے لگے کہ انہیں ہنستے ہنستے اچھو لگ گیا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ پروفیسر طوبیٰ کا ادب بہرحال قائم رہنا چاہیے" ——— آخر کلثوم سے نہ رہا گیا تو وہ غصے سے بول پڑی۔

"نہیں کلثوم بیٹی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ عمران صاحب واقعی خوب صورت باتیں کرتے ہیں۔ بنجانے کتنے عرصے کے بعد مجھے اس طرح ہنسنے کا موقع ملا ہے ——— ورنہ خشک مضامین میں سر کھپاتے کھپاتے میں خود بھی خشک ہو گیا تھا" پروفیسر طوبیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے باورچی کو آن ڈیپوٹیشن بھیج دوں۔ تاکہ وہ آپ کو مکمل طور پر خوش مزاج بنا دے۔ آپ کی یہ ساری خشکی دور ہو جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پروفیسر طوبیٰ ایک بار پھر قہقہہ لگا کر رہ گئے۔

"عمران میں کہہ رہی ہوں بکواس ختم کرو۔ ہم ایک علمی مسئلہ کے سلسلے میں آئے ہیں" ——— کلثوم نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ——— کیسا علمی مسئلہ ہے" ——— پروفیسر طوبیٰ نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جی۔ مسئلہ یہ ہے۔ میں بتا دوں اگر تم اجازت دو" عمران یہ کہتے کہتے رک گیا اور پھر ساتھ بیٹھی کلثوم کی طرف

دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"ہاں ہاں بتاؤ" ——— کلثوم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی مسئلہ یہ ہے کہ ڈکار صرف کھٹی کیوں ہوتی ہے۔ میٹھی یا نمکین کیوں نہیں ہوتی" ——— عمران نے کہا۔ اور پروفیسر طوبیٰ نے پہلے تو چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تم بکواس سے باز نہیں آؤ گے۔ میں بتاتی ہوں۔ سر۔ ایک قدیم مقبرے سے ایک کتبہ ملا جس میں کسی مدفون مقبرے کا محل وقوع دیا گیا تھا ——— یہ کتبہ ڈیڈی کی تحویل میں تھا۔ کہ اب اسے چوری کر لیا گیا۔ اور ڈیڈی پریشان ہو گئے۔ پاکیشیا سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان ڈیڈی کے پرانے دوست ہیں ——— ان سے شاید ڈیڈی نے اس پریشانی کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنا ایک سپرنٹنڈنٹ فیاض یہاں بھیجا۔ یہ عمران ان کا لڑکا ہے۔ اور بقول سر رحمان کے یہ ویسے تو انتہا درجے کا محقق ہے ——— لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اسے خواہ مخواہ سر پہ چڑھا رکھا ہے۔ اور یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے ——— چنانچہ یہ بھی فیاض صاحب کے ساتھ آ گیا اور پھر........" ——— کلثوم نے پوری تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اور اس نے اس وقت سانس لیا جب

اس نے کتبے کی واپسی ۔ نتاشا کی موت ۔ اور پھر عمران کے
جان آرنلڈ کے کمرے سے نقشہ اور کتبے کے فوٹو حاصل
کرنے اور دونوں کے درمیان فرق تک ساری تفصیل
نہ بتادی ۔

" انتہائی حیرت انگیز واقعات ہیں ۔ وہ دونوں فوٹو اور
نقشے " ۔۔۔ پروفیسر طوبیٰ نے تفصیل سننے کے بعد
حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

اور عمران نے خاموشی سے جیب سے لفافہ نکال کر
پروفیسر طوبیٰ کی طرف بڑھا دیا ۔

پروفیسر طوبیٰ نے لفافے سے کاغذات نکالے اور
انہیں میز پر رکھ کر جلتے ہوئے ٹیبل لیمپ کو اوپر نیچے کیا ،
اور کاغذات پر جھک گئے ۔

" ہوں ۔۔۔ واقعی فرق موجود ہے " ۔۔۔ پروفیسر
طوبیٰ نے کافی دیر بعد سر اٹھاتے ہوئے کہا ۔

" جی ۔ بہت بہت شکریہ ۔ بس یہی معلوم کرنا تھا " ۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اور پروفیسر طوبیٰ اس کی
بات سن کر چونک پڑے ۔

" برخوردار ۔ تم طنز کر رہے ہو شاید ۔ بہرحال یہ انتہائی
علمی بات ہے ۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو " ۔۔۔ پروفیسر
طوبیٰ نے اس بار بُرا مناتے ہوئے کہا ۔

" اوہ شاید آپ بُرا مان گئے ۔ یہ بات نہیں جناب میرا

مطلب تھا کہ اب یہ فرق کنفرم ہو گیا ہے ۔ کیونکہ میں اس
مضمون میں اتھارٹی نہیں ہوں ۔ اس لئے میں مشکوک تھا کہ
شاید یہ فرق ہماری سمجھ کا پھیر ہو " ۔۔۔ عمران نے فوراً
ہی بات سنبھالتے ہوئے کہا ۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ
بوڑھا پروفیسر اگر اکھڑ گیا تو پھر شاید اور کوئی ایسا آدمی نہ
ملے جس سے وہ اپنا اصل مقصد حل کرا سکے ۔

" اوہ سمجھا ۔ خیر کوئی بات نہیں ۔ لیکن کیا تمہارا مسئلہ
صرف اتنا تھا " ۔۔۔ پروفیسر طوبیٰ نے کہا ۔

" جناب آپ نے دیکھا ہے کہ کتبے کے اس فوٹو
اور اس فوٹو کے درمیان صرف تیسری لائن کے چوتھے
حرف میں جو تصویری حرف خیمے کی شکل کا ہے اس کی
صرف ایک رسی بڑھا دی گئی ہے ۔۔۔ یعنی ایک چھوٹی
سی لائن اور اس طرح یہ خیمے کی شکل والا حرف جسے
اس قدیم زبان میں بڑے ٹیلے کے سمبل کے طور پر
استعمال کیا جاتا تھا ۔۔۔ ایک لائن بڑھ جانے کی
وجہ سے دریا کے سمبل والا حرف بن گیا ۔ یعنی اس طرح
جو فقرہ اس پہلے کتبے کے فوٹو کے لحاظ سے بڑے
ٹیلے کے قریب تھا وہ دریا کے قریب پہنچ گیا ۔۔۔ اور
بڑے ٹیلے اور دریا کے اس فرق کی وجہ سے یہ سارا
نقشہ ہی بدل گیا " ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا ۔ اور اس بار کلثوم کے ساتھ ساتھ پروفیسر طوبیٰ

کی آنکھیں بھی عینک کے اندر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ اوہ ۔۔۔۔ تم یہ زبان نہ صرف جانتے ہو بلکہ اس کی ایسی باریکیوں کا بھی تمہیں علم ہے جس سے بڑے بڑے عالم بھی ناواقف ہیں۔ کیا تم نے اس مضمون میں ریسرچ کی ہے" ۔۔۔۔ پروفیسر طوبیٰ کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"نہیں جناب۔ یہ بات تو مجھے مس کلثوم نے سمجھائی تھی" عمران نے جان بوجھ کر کلثوم پر بات ڈال دی۔

"اوہ نہیں پروفیسر۔ میں تو یہ فرق سن ہی پہلی بار رہی ہوں۔ مجھے تو فرق صرف نقشے میں نظر آیا تھا۔ کتبے کے فوٹو تو مجھے ایک جیسے لگے تھے ۔۔۔۔ اس قدر باریک فرق تو شاید قیامت تک میری سمجھ میں نہ آتا" ۔۔۔۔ کلثوم نے فوراً ہی کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز نوجوان ہو تم۔ مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے کہ اس عمر میں اگر اس مضمون میں تمہاری یہ قابلیت ہے تو پھر یقیناً تم اس مضمون میں بین الاقوامی اتھارٹی تسلیم کر لئے جاؤ گے ۔۔۔۔ یہ فرق تو میری بھی نظر پر نہیں چڑھا۔ میں بھی صرف نقشے کے فرق کو دیکھ رہا تھا" پروفیسر طوبیٰ نے تحسین آمیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی۔ آپ کی مہربانی ہے۔ بہرحال میں صرف یہ پوچھنا

چاہتا تھا کہ یہ بڑے ٹیلے والا جو نقشہ ہے یہ صحرائے اعظم کے کس حصے کا ہے۔ کیونکہ اس میں یہ شمال کی طرف جو نشان ہے۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ نشان ابوالہول کے مقبرے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل تمہاری ریڈنگ حیرت انگیز حد تک درست ہے" پروفیسر طوبیٰ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب اگر یہ واقعی ابوالہول کے مقبرے کا نشان ہے تو پھر یہ مشرق میں جو نشان ہے یہ کسی بلند و بالا مینار کا بنتا ہے ۔۔۔۔ لیکن میرے خیال میں قدیم مصری مینار نہ بناتے تھے اور نہ ہی ایسا کوئی مینار صحرائے اعظم میں کبھی دریافت کیا گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ میں نے اس پر غور نہ کیا تھا" ۔۔۔۔ پروفیسر طوبیٰ نے دوبارہ نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران واقعی کوئی انسان ہے یا کوئی مافوق الفطرت قسم کی کوئی شے ہے ۔۔۔۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس دقیق مضمون پر اتنی گہری نظر رکھتا ہو گا کہ پروفیسر طوبیٰ جیسا عالم آدمی بھی اس

کے سامنے طفلِ مکتب نظر آنے لگے گا۔

"بالکل تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے یقیناً یہ ابوالہول کا نشان نہیں ہوسکتا۔ یہ نقشہ کس نے بنایا ہے، جان آرنلٹ نے یا سر کمال عبداللہ نے"

پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔

"جی۔ یہ جان آرنلٹ والا نقشہ ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ ——— پھر یہ ابوالہول کا نشان نہیں ہے۔ یہ آرمینیا کا نشان ہے۔ کیونکہ جان آرنلٹ کی ایک کتاب میں اس نشان پر میں نے ان کی باقاعدہ ریسرچ پڑھی تھی۔ وہ اسے ابوالہول کا نشان تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ اسے آرمینیا کا نشان قرار دیتے ہیں۔ آرمینیا جانتے ہو قدیم مصری زبان میں کسے کہا جاتا تھا" ——— پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔

"جی یہ لفظ قدیم مصری زبان میں دیوتاؤں کی عبادت گاہ تھا" ——— عمران نے کہا اور پروفیسر طوبیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"گڈ واقعی تم اس مضمون کے ماہر ہو۔ اب اگر اسے آرمینیا تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ نشان مینار کی بجائے کنویں کا بن جاتا ہے اور تم نے دیکھا کہ جان آرنلٹ نے اس نشان کے نیچے اور ہلکی سی لکیریں بھی ڈال دی ہیں۔ یہ ظاہر کرتی ہیں انہوں نے اسے کنویں کے نشان کے طور پر ظاہر کیا ہے" ——— پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔

"اوہ یس۔ بالکل آپ نے قطعاً صحیح اندازہ لگایا ہے۔

ان لکیروں کے بعد تو آپ کا تجزیہ بالکل منطقی ہو جاتا ہے۔ لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جگہ کون سی ہے" عمران نے کہا۔

"اب تو یہ جگہ واضح ہوگئی ہے۔ یہ صحرائے اعظم کے اس حصے کا نقشہ ہے جسے آج کل صمارا کی پٹی کہا جاتا ہے" پروفیسر طوبیٰ نے جواب دیا۔

"صمارا کی پٹی ——— اوہ۔ کیا آپ موجودہ نقشہ سامنے رکھ کر مجھے سمجھا سکتے ہیں کہ یہ صمارا کی پٹی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل۔ ٹھہرو۔ میں نقشہ نکالتا ہوں" ——— پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔ اور پھر اٹھ کر انہوں نے الماری سے ایک نقشہ نکالا۔ یہ شمالی افریقہ کا نقشہ تھا۔ جس میں بحیرہ قلزم۔ بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس کا درمیانی حصہ دکھایا گیا تھا۔ اور اس میں مصر۔ سوڈان۔ لیبیا۔ تیونس۔ الجیریا۔ مراکش۔ نائیجر۔ مالی اور ماریطانیہ کے ملکوں کو ظاہر کیا گیا تھا۔

"دیکھو یہ ہے مصر۔ اور اس کے ساتھ یہ لیبیا" پروفیسر طوبیٰ نے پنسل سے نشان لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیبیا اور مصر کی سرحدی پٹی کے ساتھ یہ علاقہ سیوا

کہلاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ بحیرہ قلزم والی طرف ذرا
ہٹ کر البوینی ہے۔ اور یہ اس کے نیچے علاقہ ہے۔ فرفرا
جسے مصر فرفرا کہتے ہیں ــــــ صمارا کی پٹی۔ البوینی اور
مصر فرفرا کے درمیانی علاقے کو کہتے ہیں۔ یہ تقریباً ساٹھ
ستر کلومیٹر کی پٹی ہے۔ اور یہ پورا علاقہ انتہائی ہولناک قسم
کا ریگستان ہے ــــــ یہاں ریت کے طوفان بھی بہت
اٹھتے ہیں اور پانی کے چشمے بھی نہیں ہیں۔ البتہ یہ فرفرا
میں آبادی خاصی ہے۔ اور یہاں حکومت مصر نے خاصی
ڈویلپمنٹ کی ہے ــــــ یہاں پانی کے بہت سے چشمے
بھی سائنسی طور پر تلاش کئے گئے ہیں اس لئے فرفرا
اب خاصا بڑا شہر بن گیا ہے" ــــــ پروفیسر طوبیٰ نے
جواب دیا۔

"لیکن آپ نے جان آرنلٹ کے نقشے سے کیسے اندازہ
لگا لیا کہ یہ صمارا کی پٹی کا نقشہ ہے" ــــــ عمران نے
پوچھا۔

"آرمینیا کا نشان فرفرا کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ یہاں
قدیم مصر کی ایک عظیم الشان عبادت گاہ کا سراغ ملا ہے۔
اور یہ کنویں والا نشان البوینی کا ہے ــــــ کیونکہ فرفرا
کے بعد چشمہ صرف البوینی میں ہی دریافت ہوا ہے اور
یہ انتہائی قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ اور یہ ہے
نشان علاقہ مولی کا ــــــ یہاں ایک قدیم مقبرہ پہلے

سے دریافت ہو چکا ہے۔ اس طرح حدود اربعہ کے لحاظ
سے یہ نقشہ یقیناً صمارا کی پٹی کا ہے" ــــــ پروفیسر طوبیٰ
نے کہا۔
اور عمران نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
واقعی پروفیسر طوبیٰ نے اس کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل
کر دیا تھا۔
"اور اس نقشے کے مطابق یہ مدفون مقبرہ یہاں دکھایا
گیا ہے" ــــــ عمران نے نقشے کے درمیان ایک
گول دائرے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
"ہاں بالکل۔ اس کتبے کے فوٹو سے واقعی یہ جگہ بنتی
ہے" ــــــ پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔
"لیکن ساٹھ ستر کلومیٹر کا علاقہ تو بہت وسیع علاقہ ہے۔
اتنے بڑے علاقے سے مدفون مقبرہ کیسے تلاش کیا جاسکتا
ہے ــــــ اتنے بڑے علاقے کی کھدائی تو ممکن نہیں
ہے" ــــــ عمران نے کہا۔
"تم نے بتایا ہے کہ تم نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی
ہے" ــــــ پروفیسر طوبیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ ڈگری پر تو یہی لکھا ہوا ہے" ــــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو پھر فزکس کے نئے شعبے سالڈ سٹیٹ فزکس سے
بھی تو تم واقف ہو گے" ــــــ پروفیسر طوبیٰ نے کہا۔

" اوہ ہاں - اب میں سمجھ گیا - اسے سالڈ سٹیٹ نیوکلیئر ٹریک ڈیٹیکٹر کی مدد سے آسانی سے دریافت کیا جا سکتا ہے ——— اوہ - ویری گڈ - اب بات سمجھ میں آ گئی "
عمران نے مسکراتے ہوتے کہا - اور پروفیسر طوبیٰ مسکرا دیئے -

" گڈ ——— اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم نے واقعی سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہے - ورنہ فزکس کے اس شعبے سے تم اس طرح گہری واقفیت نہ رکھتے - یہ بات ایک بار ایک علمی کانفرنس میں زیر بحث آئی تھی ——— اور اس میں اس شعبے کے بڑے معروف سکالر مسٹر جی - ای - سی ٹرائیو نے بھی شرکت کی تھی - اور انہوں نے اس قدیم مقبروں کو تلاش کرنے کے لئے سالڈ سٹیٹ ڈیٹیکٹر کی وضاحت کی تھی ——— تب سے مجھے یاد ہے کہ اس طریقے سے کتنا ہی بڑا علاقہ کیوں نہ ہو - آسانی سے مدفون مقبرے کو تلاش کیا جا سکتا ہے - لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہ ڈیٹیکٹر ابھی مصری حکومت کے پاس نہیں ہیں - البتہ اعلیٰ سطح پر ایکریمیا سے ان کے حصول کی بات چیت ہو رہی ہے " ——— پروفیسر طوبیٰ نے کہا -

" آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہ ایکریمیا کے پاس ہیں "
عمران نے چونک کر پوچھا -

" ان کے حصول کی بات چیت کے لئے جو سرکاری وفد

تھا میں بھی اس میں شامل تھا - لیکن یہ بات چیت یہودی
لی نے ختم کرا دی - کیونکہ اسرائیل ویسے تو مصر کا حلیف
ہے ——— لیکن بہرحال وہ مسلمانوں کا سخت دشمن ہے -
اس لئے وہ مصر کو اس جدید ترین شعبے میں ترقی کرتا دیکھ کر
کیسے برداشت کر سکتا ہے " ——— پروفیسر طوبیٰ نے
اب دیا -

" اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کے پاس لازماً یہ
ٹیکٹر موجود ہوں گے - کیونکہ صحرائے سینا میں بھی قدیم
مصری تہذیب کے آثار مدفون ہیں " ——— عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا -

" بالکل ہیں - اور وہ اسے استعمال بھی کرتے ہیں -
اسرائیل کی دولت مندی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ وہ
ان قدیم خزانوں کو دریافت کر کے انہیں ورلڈ مارکیٹ میں
فروخت کر کے بھاری رقم حاصل کرتا ہے اور وہ اس
رقم کو ——— اسلحے کی خریداری کے لئے استعمال کرتا ہے "
پروفیسر طوبیٰ نے جواب دیا -

" اوہ - تھینک یو جناب - اب ساری بات واضح ہو گئی -
بہرحال آپ کو بے وقت تکلیف دی جس کے لئے میں
معذرت خواہ ہوں " ——— عمران نے ایک طویل سانس
لے کر کاغذات سمیٹتے ہوئے کہا -

" ارے نہیں ——— بلکہ مجھے مسرت ہے کہ میری تم

جیسے ذہین نوجوان سے ملاقات ہو گئی ہے" ـــــ پروفیسر طوبیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ سب جناب آغا سلیمان پاشا کی پکائی ہوئی مونگ کی دال کے کرشمے ہیں۔ ظالم ایسی دال پکاتا ہے کہ ذہن کے چودہ طبق روشن تو کیا ان میں مرچ لائٹیں فٹ ہو جاتی ہیں اگر آپ کہیں تو بھیج دوں کچھ دنوں کے لئے اسے آپ کے پاس" ـــــ عمران نے کاغذات لفافے میں ڈال کر اپنی جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔ اور پروفیسر طوبیٰ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"بس جناب۔ آپ تو سلیمان کا نام سن کر ہی اس زور سے ہنس رہے ہیں اگر آپ نے دال کھا لی تو پھر مس کلثوم کو لگے ہوگا کہ ان کے پروفیسر مینٹل۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے......" ـــــ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"پھر وہی بکواس ـــــ چلو اب واپس چلیں۔ پروفیسر صاحب کو آرام بھی کرنا ہوگا" ـــــ کلثوم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ظاہر ہے۔ آرام تو اس وقت نصیب ہو سکتا ہے جب کہ صنف نازک سے پیچھا چھوٹ جائے۔ آؤ میں ہی بھگت لوں گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ جب کہ پروفیسر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

عمران نے اور فیاض دونوں غیر ملکی بنے ہوئے تھے۔ جب کہ کلثوم کا عمران نے صرف چہرہ بدل دیا تھا۔ اس طرح وہ بھی غیر ملکی نظر آنے لگ گئی تھی ـــــ اور وہ تینوں ایک بڑی سی جیپ میں بیٹھے صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ عمران نے صحارا کی اس پٹی کو خود چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کیا اسرائیلی ایجنٹ وہاں کام کر رہے ہیں یا نہیں ـــــ کیونکہ پروفیسر طوبیٰ کے ساتھ گفتگو کے دوران جب اسے معلوم ہوا کہ اسرائیل کے پاس سالڈ سٹیٹ نیوکلیئر ڈیٹیکٹر جنہیں عرف عام میں ایس۔ ایس ڈیٹیکٹر کہا جاتا ہے موجود ہیں تو اس نے فوری طور پر صحارا جانے کا

فیصلہ کر لیا۔ اس کا پروگرام تو یہی تھا کہ فواد کی مدد سے پروگرام
بنائے گا۔ لیکن دوسرے روز جب اس نے فواد کو فون
کیا تو اس کے ملازم نے بتایا کہ فواد کسی ضروری کام کے
لئے فوری طور پر ملک سے باہر گیا ہے ——— اور کہہ گیا ہے
کہ وہ ایک دو روز بعد لوٹے گا۔ چنانچہ عمران کو اس کے
بغیر ہی پروگرام بنانا پڑا۔ کیونکہ ایس ایس ڈٹیکٹر سے مدفون
مقبرہ بہت ہی کم وقت میں تلاش کیا جا سکتا تھا ——— اس
لئے عمران دو تین دن مزید نہیں رک سکتا تھا۔ اُسے مدفون
مقبرے سے زیادہ اس بات سے دلچسپی تھی کہ آخر اسرائیل
اس مقبرے سے کیا کام لینا چاہتا ہے ——— جس کے لئے
اس نے اس قدر پیچیدہ سازش کی ہے۔ ویسے آرجر سے
ملنے والی فائل کے بعد اُسے یقین ہو گیا تھا کہ مصر میں
اسرائیلی ایجنٹوں کی خاصی تعداد سرگرم عمل ہے ——— اس
طرح یقیناً اس کی یہاں آمد کی خبر بھی اسرائیل کے خفیہ حلقوں
تک پہنچ گئی ہو گی۔ لیکن اب تک کوئی ایسی بات نہ ہوئی تھی
جس سے عمران یہ سمجھتا کہ یہاں اس کی موجودگی کو مارک کیا
گیا ہے ——— لیکن پھر بھی احتیاطاً اس نے اپنا۔ فیاض
کا اور کلثوم کا میک اپ کر لیا تھا۔ کلثوم جھاڑ کے کانٹے
کی طرح اس کے پیچھے پڑ گئی تھی کہ وہ عمران کے ساتھ ہی
اس مدفون مقبرے کی تلاش میں جائے گی ——— پہلے
تو عمران نے اُسے ٹالنے کی کوشش کی لیکن پھر اس نے

اپنا ارادہ بدل لیا۔ اور کلثوم کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔
کیونکہ کلثوم بہرحال ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی تھی۔ اور اس
حیثیت سے اُسے سارا مصری محکمہ آثار قدیمہ جانتا تھا اور
واقعی ہوا بھی ایسا ہی ——— کلثوم کی وجہ سے انہیں چیک
پوسٹ پر نہ روکا گیا۔ اور وہ اطمینان سے صحرا میں داخل ہو
گئے۔ صحرا میں کافی اندر آنے کے بعد چیکنگ پوسٹ والا
چکر ختم ہو گیا تو عمران نے کلثوم کے چہرے پر میک اپ
کر دیا ——— تاکہ اگر اسرائیلی ایجنٹوں سے کہیں بھی واسطہ
پڑ جائے تو وہ کلثوم کو پہچان کر ان کے متعلق نہ باخبر ہو جائیں
عمران نے بھاگ دوڑ کر کے ایسے کاغذات بنوا لئے تھے
جن سے وہ بین الاقوامی سیاح ظاہر ہوتے تھے۔ بڑی
سی جیپ کے اندر موجود تھیلیوں میں عمران نے صحرا میں
استعمال ہونے والا تقریباً سارا سامان بھرا ہوا تھا۔ اس
نے خاص طور پر ان گولیوں کی خاصی بڑی تعداد ساتھ لے
لی تھی ——— جنہیں چوسنے سے پیاس بجھ جاتی تھی۔ اس
کے باوجود پانی کی چھاگلیں بھی کافی تعداد میں موجود تھیں۔
عمران نے صمارا کی بیٹی میں جلد از جلد داخل ہونے کے لئے
——— دریائے نیل کے کنارے پر موجود شہر الیوت
کا انتخاب کیا تھا ——— وہاں سے صمارا کی بیٹی کافی قریب
ہو جاتی تھی۔ جیپ اور دوسرا سامان اس نے کارگو کے
ذریعے پہلے الیوت پہنچایا اور خود وہ جہاز کے ذریعے

ایبوت پہنچ گئے اور پھر وہاں سے وہ صحرا میں داخل ہوئے
سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا۔ اور اس وقت وہ
صحرا میں تقریباً تیس چالیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکے تھے۔
رات کا وقت تھا اس لئے وہ بڑے اطمینان سے
آگے بڑھے جا رہے تھے ۔۔۔ عمران کے ساتھ والی
سیٹ پر کلثوم بیٹھی ہوئی تھی جب کہ پچھلی سیٹ پر فیاض بیٹھا
تھا۔

"اگر جیپ خراب ہو گئی تو" ---- فیاض نے اردگرد
پھیلے ہوئے ہیبت ناک صحرا کو دیکھتے ہوئے قدرے
سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم صحرا میں پکارتے پھرو گے۔ لیلیٰ۔ لیلیٰ۔ اوہ
سوری۔ سلمیٰ۔ سلمیٰ۔ جب کہ مجھے اپنی فکر نہیں ہے۔
میرے پاس اصلی نہ سہی نقلی لیلیٰ تو بہرحال موجود ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سلمیٰ کون ہے" ---- کلثوم نے ہنستے ہوئے
پوچھا۔ وہ اپنی بات جان بوجھ کر نظرانداز کر گئی تھی۔

"فیاض اس کا نصف بدتر ہے" ---- عمران نے
کہا۔ اور کلثوم قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"اچھا۔ سمجھ گئی۔ سلمیٰ فیاض صاحب کی بیگم کا نام ہے"
کلثوم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم غلط سمجھی ہو" ---- عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں محاورہ تو یہی ہے کہ بیوی کو مرد کا نصف بہتر کہا
جاتا ہے۔ اس طرح شوہر واقعی بیوی کا نصف بدتر ہو
گیا" ---- کلثوم نے کہا۔

"محاورہ تو اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن سلمیٰ کو فیاض کی
بیگم کہنے کی بجائے اگر تم فیاض کو سلمیٰ کی بیگم کہو تو پھر
محاورہ بالکل درست ہو جاتا ہے" ---- عمران نے کہا۔
اور کلثوم کے قہقہے سے جیپ گونج اٹھی۔

"بکواس مت کرو۔ تم ہی اسے شہ دے دے
کر سر چڑھا لیتے ہو" ---- فیاض نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"جب سر ہی رن وے بنا ہوا ہو تو پھر کیا رکاوٹ ہو سکتی
ہے" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے فیاض کے
آدھے سے زیادہ گنجے سر پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تم آخر اتنا خرچ کیوں کر رہے ہو۔
حالانکہ وہ مدفون مقبرہ تم اکیلے تلاش نہیں کر سکتے۔ اور
تلاش بھی کر لو تو اس میں سے کچھ نکال نہیں سکتے ---- کیونکہ
قانون کے مطابق مدفون مقبروں سے نکلنے والا ایک تنکا بھی
حکومت مصر کی ملکیت ہوتا ہے" ---- کلثوم نے کہا۔

"میں مقبرے سے کچھ نکالنے تھوڑا جا رہا ہوں"
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر" ---- کلثوم نے حیرت بھرے انداز میں چونک

کر پوچھا۔
"میں تو اس میں کچھ رکھنے جا رہا ہوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"رکھنے جا رہے ہو ——— کیا مطلب۔ کیا رکھنے جا رہے ہو" ——— کلثوم کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔
"مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں موجود حنوط شدہ ممی اپنی زندگی میں اس قدر غصہ ور تھی کہ مرنے کے بعد بھی اس کا غصہ ختم نہیں ہوا ——— اس لئے وہ غصے کی آگ میں جل کر راکھ ہو گئی۔ اب تم خود سوچو۔ جب یہ مقبرہ موجودہ دنیا کے سامنے آئے گا اور وہاں ممی موجود ہی نہ ہو گی۔ تو قدیم مصری بادشاہوں کی کتنی بے عزتی ہو گی ——— اور مجھے چونکہ قدیم بادشاہوں سے بڑی ہمدردی ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کیا یاد کریں گے قدیم مصری بادشاہ" ——— عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔
"بات کیا ہوئی" ——— کلثوم نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔
"ابھی تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ مانتی ہی نہیں۔ دیکھو کوشش جاری ہے۔ مان ہی جائے گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کس کی بات کر رہے ہو۔ کیا صحرا میں آ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" ——— کلثوم اور زیادہ الجھ گئی۔

"جو مانتی نہیں۔ اب دیکھو جبراً تو میں شادی کر نہیں سکتا۔ شریف آدمی ہوں۔ اس لئے تو صحرا میں لے آیا ہوں۔ کیونکہ عشق اور صحرا میرے خیال میں لازم ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں ——— مجنوں اور لیلیٰ کا عشق سستی پنوں کا عشق عمران اور کلثوم کا عشق وغیرہ وغیرہ" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنا جسم دوسری طرف کو سکیڑ لیا اور کلثوم کا گھومتا ہوا ہاتھ سٹیئرنگ سے جا ٹکرایا۔
"ارے ارے۔ صحرا میں ہاتھ پیروں کی بجائے صرف زبان ہلائی جاتی ہے۔ یہاں تو بس پکارا جاتا ہے جیسے مجنوں لیلیٰ کو پکارتا رہا ——— حالانکہ اگر اس کے ہاتھ پیروں میں ذرا بھی حرکت ہوتی تو لیلیٰ کو اٹھا کر لے جاتا۔ اب خود سوچو یہاں صحرا میں کوئی پولیس کے پہرے تو نہیں لگے ہوئے" عمران نے کہا۔ اور کلثوم اس بار بے اختیار ہنس پڑی۔
"تم واقعی شیطان ہو پکے شیطان۔ مجال ہے جو باز آجاؤ۔ لیکن یہ سستی پنوں کیا ہیں۔ میں نے تو پہلے یہ نام کبھی نہیں سنے" ——— کلثوم نے لاچارگی کے سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔
"یہ بھی لیلیٰ مجنوں کی قبیل کے لوگ تھے بے چارے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ تمہیں میں اس قبیل کے انجام سے دوچار نہیں ہونے دوں گا" ——— عمران نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

"اچھا میں سمجھ گئی۔ بہرحال تم کہہ رہے تھے کہ تم کچھ رکھنے جا رہے ہو مقبرے میں"۔۔۔۔ کلثوم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا فیصلہ اب بھی وہی ہے۔ لیکن اب جنس بدل گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جنس بدل گئی۔ یہ آخر تم اچانک بہکی بہکی باتیں کیوں شروع کر دیتے ہو"۔۔۔۔ کلثوم نے بُری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ملکہ سلامت کی ممی مقبرہ میں رکھ دوں گا۔ لیکن اب ملکہ کی بجائے غلام کی ممی رکھی جائے گی۔ پیچھے مڑ کر دیکھو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کلثوم نے تیزی سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

"ارے یہ فیاض صاحب تو گہری نیند سو رہے ہیں۔ اسی لئے خاموشی تھی"۔۔۔۔ کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب معلوم ہو گیا کہ جنس کیوں بدل گئی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کلثوم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"اچھا تو تم مجھے اس مقبرے میں رکھنے کی بات کر

رہے تھے۔ تم ابھی مجھے جانتے نہیں۔ میری بجائے وہاں تم پڑے نظر آتے۔ میں نے باقاعدہ مارشل آرٹ سیکھا ہوا ہے۔ بلیک بلٹ ہوں"۔۔۔۔ کلثوم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر زندہ کیسے پھر رہی ہو۔ لیکن اوہ۔ ارے۔ ہو سکتا ہے۔ تم روح ہو۔ ارے باپ رے۔ اس قدر خوفناک صحرا میں روح کے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر وہی بہکی باتیں۔ سیدھی طرح بکواس نہیں کر سکتے تم" کلثوم ایک بار پھر جھنجلا گئی۔

"کمال ہے۔ بلیک بیلٹ کے بعد تو کوئی زندہ بچ ہی نہیں سکتا۔ سنا ہے ڈاکٹر اس وقت بلیک بلیٹ سے علیحدہ کرتے ہیں جب جسم تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا پڑ جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو تمہارا مطلب بلیک بلیٹ سے پھانسی کا پھندا تھا"۔۔۔۔ کلثوم نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس نے بڑی مشکل سے کسی دلدل میں سے نایاب موتی تلاش کیا ہو

"تو اور کیا۔ بلیک وارنٹ۔ بلیک بلیٹ یہ سب اسی کام تو آتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں مارشل آرٹ کی بلیک بلیٹ کی بات کر رہی ہوں"

کلثوم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مارشل لا ہو یا سول لا۔ بلیک تو بلیک ہی ہے"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم ایک بار پھر اس طرح ہنسی جیسے مجبوراً ہنس رہی ہو۔ جھنجلاہٹ کے بعد جب اُسے خیال آجاتا کہ عمران سے باتوں میں جیتنا ممکن نہیں تو وہ لاچارگی سے ہنس پڑتی ——— ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی اچانک سامنے صحرا کے اونچے ٹیلے کے پیچھے سے سرخ رنگ کا ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا ——— اور پھر وہ جیپ کے اوپر اس طرح منڈلانے لگا جیسے اُسے رکنے کا اشارہ کر رہا ہو۔ ہیلی کاپٹر پر صحرائی چیکنگ پولیس ابابہ کا مخصوص نشان موجود تھا ——— اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ روک دی۔

"لو بھئی آگئے یہ بڑے بابا کی اولاد ابابہ"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ کو روکتے ہوئے کہا۔

اس کی جیپ رکتے ہی جیپ سے کچھ فاصلے پر ہیلی کاپٹر ریت پر اتر گیا اور پھر دو باوردی مصری نوجوان ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے نیچے اترے اور انتہائی

محتاط انداز میں جیپ کی طرف بڑھے۔ ایک مصری تو ایک طرف رک گیا جب کہ دوسرا جیپ کے قریب پہنچ گیا۔

"جی فرمائیے ——— کیا میگزین ختم ہوگیا ہے آپ کی گنوں کا۔ لیکن سوری ہم تو سیاح ہیں۔ ہمارے پاس تصویروں والا میگزین تو ہوسکتا ہے۔ یہ گنوں والا نہیں۔ ویسے ایک بات ہے ——— تم وہ تصویریں دیکھ لو۔ تو تمہیں یہ گنیں بھول جائیں۔ بڑا خوفناک اسلحہ ہے وہ بھی۔ بغیر آواز نکالے دیکھنے والے کو ڈھیر کر دیتا ہے۔ دکھاؤں"

عمران کی زبان اس قدر تیز رفتاری سے چل پڑی کہ نوجوان ایک لفظ بھی جواب میں نہ بول سکا۔

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔ جیپ سے باہر آجاؤ تم لوگ۔ ہم چیک کریں گے" ——— نوجوان نے عمران کے خاموش ہوتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کی تیز نظروں نے جیپ کے اندر کا جائزہ لے لیا تھا۔

"ہم سیاح ہیں مسٹر سارجنٹ۔ اور ہمارے پاس نہ صرف کاغذات ہیں بلکہ ڈاکٹر عمر ابدال کا مخصوص اجازت نامہ بھی ہے ——— جانتے ہو ڈاکٹر عمر ابدال کو" ——— عمران سے پہلے ہی کلثوم نے چیخ کر کہا اور عمران ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ یہاں ڈاکٹر عمر ابدال کا نام سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب کلثوم کو وہ کیسے سمجھاتا۔

"سب کچھ ہم چیک کر لیں گے۔ پہلے تم باہر آؤ۔ اور یہ جو سو رہا ہے اسے بھی باہر نکالو" ——— نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اٹھکیلی بہتر ہے۔ باہر ہی نکل پڑیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کلثوم سے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم مجھے اٹھکیلی کہہ رہے ہو۔ یہ کیا چیز ہے" ——— کلثوم اس سچویشن میں بھی غصہ دکھانے سے باز نہ آسکی۔

"اٹھکیلی نہیں جانتیں۔ حیرت ہے۔ انتہائی مغرور حسینہ کو کہتے ہیں۔ وہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ہماری جان پہ بنی ہوئی ہے اور تمہیں اٹھکیلیاں سوجھ رہی ہیں۔ اٹھکیلیاں اٹھکیلی کی جمع ہی ہوگی ——— اور شاعر کی کم بختی کہ ایک تو مانتی نہیں اس نے اتنی ساری اٹھکیلیاں اکٹھی کر لیں" عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"تم باہر آتے ہو یا پھر" ——— نوجوان نے اس بار غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یا پھر میں اٹھکیلیاں شروع کر دوں یہی کہنا چاہتی ہو تم" ——— عمران نے کہا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

ادھر کلثوم نے پیچھے مڑ کر ہاتھ بڑھایا اور سیٹ پر سوئے ہوئے فیاض کو بری طرح جھنجھوڑ دیا۔

"کیا ہے۔ کیا ہے" ——— فیاض نے بڑبڑا کر کہا۔ اور چونکہ وہ اچانک گہری نیند سے جاگا تھا اس لئے ظاہر ہے اس نے اردو ہی بولنی تھی۔

"باہر نکلو۔ ابابہ چیک کر رہی ہے" ——— کلثوم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر خود بھی اچھل کر نیچے اتر گئی۔

"ابابہ۔ تو کیا اس صحرا میں لڑکیاں چیکنگ کرتی ہیں" فیاض نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ بھی نیچے اتر آیا۔ وہ شاید ابابہ کسی لڑکی کا نام سمجھا تھا۔

عمران اور کلثوم بڑے مطمئن انداز میں ایک طرف کھڑے تھے۔ چنانچہ فیاض بھی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"کہاں ہے وہ ابابہ۔ یہاں تو مجھے نظر نہیں آ رہی" فیاض نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

"یہاں صحرائی چیکنگ پولیس کو ابابہ کہتے ہیں۔ یہ کسی لڑکی کا نام نہیں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ مشین گن بردار جو ایک طرف کھڑا تھا۔ اس نے اپنی مشین گن کا رخ ان کی طرف کر لیا تھا جب کہ جیب

کے قریب موجود نوجوان ان کے نیچے اترتے ہی اچھل کر
جیپ میں داخل ہو گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر عمران اور اس
کے ساتھیوں کے دائیں ہاتھ پر تھا ـــــ البتہ عمران کی
توجہ جیپ کی طرف ہی تھی۔ کیونکہ اس نے سیٹوں کے
نیچے مخصوص خفیہ خانوں میں خاصا جدید اسلحہ بھرا ہوا تھا۔
اس لئے اُسے دراصل اس اسلحے کی فکر تھی۔

اُسی لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک نوجوان نے سر باہر
نکالا۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھوں میں ایک
چھوٹی نال کی گن کی جھلک دکھائی دی اور پھر چٹک کی آواز
کے ساتھ ہی گن کے سرے سے نارنجی رنگ کا شعلہ سا
نکلا اور عمران ۔ کلثوم اور فیاض تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے
کسی نے اچانک انہیں اٹھا کر ریت پر پٹخ دیا ہو۔ وہ
واقعی اس طرح اچھل کر پہلو کے بل ریت پر گرے تھے۔
اور نیچے گرتے ہی عمران نے یک لخت اٹھنے کی کوشش
کی ـــــ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر اس قدر
تیزی سے سیاہ پردہ پھیل گیا کہ اُسے اپنے آپ کو
سنبھالنے کی ایک لمحے کے لئے بھی مہلت نہ ملی۔

فواد رات کو تو یہی پروگرام بنا کر سویا تھا کہ پہلے وہ
لیبیا جا کر اپنے دوستوں کی مدد سے ٹڈل دل ہمروے
کرنے والے شعبے سے مخصوص ہیلی کاپٹر اور کاغذات
اور متعلقہ سامان وغیرہ ارینج کر کے واپس آئے گا۔
اور پھر یہاں سے عمران اور علی جان کو ساتھ لے کر واپس
جائے گا ـــــ اور پھر وہاں سے وہ صحارا کی پٹی کی
چیکنگ کے لئے چل پڑیں گے۔ لیکن صبح جب اس
نے پہلے فون پر لیبیا میں اپنے ایک دوست کو فون
کیا تاکہ اس سلسلہ میں وہ کوئی پیشگی انتظام کر سکے۔
تو اس کے دوست نے سارا ہی مسئلہ حل کر دیا۔ اس
نے بتایا کہ ایک ہیلی کاپٹر کل صبح مشن پر جا رہا ہے۔
لیکن اس میں صرف دو آدمیوں کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

اگر وہ آجائے تو فوری طور پر یہ کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ
دوسری صورت میں مشن پر جانے کے لئے ہیڈ کوارٹر
سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کرنا پڑے گا۔ تو فواد نے
فوری طور پر اپنا پروگرام بدل دیا ——— اس نے
عمران سے بات کرنے کی بجائے پہلے خود اس صمارا
کی پٹی کی چیکنگ کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ اطلاع قطعی مبہم
سی تھی ——— صرف اتنی کہ ابابہ کے چیف کو پچاس
لاکھ مصری پونڈز غیر ملکیوں نے دیئے ہیں کہ اس کی
فورس کا کوئی آدمی ایک ہفتے تک صمارا کی پٹی میں داخل
نہ ہو گا ——— لیکن کیوں۔ اور اس کیوں کا مطلب معلوم
کرنے کے لئے وہ اس پٹی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس
لئے اس نے سوچا کہ پہلے وجہ معلوم کرے۔ اگر کوئی
ایسی بات سامنے آئی جسے عمران تک پہنچانے کی ضرورت
محسوس ہوئی تو وہ پہنچا دے گا ——— ورنہ دوسری صورت
میں وہ براہِ راست ایکسٹو کو بھی رپورٹ کر سکتا تھا۔ چنانچہ
اس نے ملازم سے یہی کہا کہ اگر عمران صاحب کا فون آئے
تو انہیں بتا دیا جائے کہ وہ ایک ضروری کام سے
دو تین روز کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہے۔ اُسے
یقین تھا کہ دو تین روز میں وہ چیکنگ مکمل کر کے واپس
آجائے گا ——— اس کے بعد اس نے علی جان کو
بلایا اور اُسے ساتھ لے کر وہ ایک تیز رفتار چارٹرڈ

طیارے کے ذریعے لیبیا پہنچ گیا۔ وہاں واقعی سمروے
مشن تیار تھا۔ اور چونکہ فواد کا دوست خود اس مشن کا انچارج
تھا ——— اور اس کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ
نے جانا تھا۔ اس لئے فواد کے اصرار پر اس نے مشن
ہی فواد کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ مشن میں کوئی خاص بات
تو نہ تھی۔ عام روٹین کا مشن تھا ——— انہوں نے صحرا
پر پرواز کرنے کے بعد واپس آکر ہیڈ کوارٹر کو صرف
یہی رپورٹ دینی تھی کہ کہیں ٹڈی دل کے انڈے تو
نظر نہیں آئے ——— ایسے مشن ہر ہفتے انجام دیئے
جاتے تھے اس لئے یہ روٹین کا مسئلہ تھا۔ اس لئے
اس نے یہی سوچا تھا کہ فواد سے ملنے والی بھاری رقم
کو ہاتھ سے جانے نہ دے ——— جب فواد واپس
آئے گا تو وہ ہیڈ کوارٹر ہی رپورٹ دے دے گا
کہ مشن خالی رہا۔ کہیں ٹڈیاں یا ان کے انڈے نظر
نہیں آئے ——— فواد نے اُسے بتایا تھا کہ وہ ایک
نہایت اہم کام کے لئے صحرا میں جانا چاہتا ہے۔ اور
چونکہ وہ یہ کام ابابہ کی نظروں سے بچ کر کرنا چاہتا ہے۔
اس لئے سمروے ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے۔ فواد
نے اپنے دوست کے اصرار کے باوجود اُسے اصل
بات کی ہوا بھی نہ لگنے دی تھی ——— بس اس نے
چند بڑے نوٹ اُسے دے دیئے تھے کہ وہ بس

عیش کرے۔ ان نوٹوں کے بعد اس کے دوست
بھی اصرار ختم کر دیا تھا۔ اور فواد علی جان کو ساتھ
ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا صحرا کی طرف چل پڑا تھا ———
کے پاس ایک بریف کیس تھا۔ چنانچہ صحرا میں داخل
ہو کر اس نے ہیلی کاپٹر ایک طرف روکا اور پھر اس
بریف کیس میں موجود ماسک میک اپ سامان کی مدد
سے ان دونوں نے حلیے تبدیل کر لئے ——— اور
فواد اپنے دوست کے حلیے میں تھا۔ جب کہ علی جان
اس کے اسسٹنٹ کے میک اپ میں آگیا۔ فواد
کے دوست کا نام علی پاشا تھا ——— اس لئے فواد
بھی اب علی پاشا بن چکا تھا۔ لیکن علی پاشا کے اسسٹنٹ
کا نام احمد علی تھا۔ اس لئے علی جان نے اپنا وہی نام
برقرار رکھا ——— فواد نے کاغذات علی پاشا سے
لے لئے تھے۔ اسی لئے اب وہ پوری طرح مطمئن
تھا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے صحرا پر اڑا جا
رہا تھا ——— چونکہ یہ ہیلی کاپٹر بالکل جدید اور
خاصا تیز رفتار تھا۔ اس لئے فاصلہ واقعی انتہائی
تیزی سے طے ہو رہا تھا۔
"آخر وہاں ہو کیا رہا ہو گا باس۔ آپ نے کچھ اندازہ
لگایا ہے" ——— ساتھ بیٹھے ہوئے علی جان نے
کہا۔

"نہیں۔ میں نے اندازہ لگانے کی بیحد کوشش
کی ہے۔ لیکن کچھ اندازہ نہیں لگا سکا۔ کوئی بات سمجھ
ہی نہیں آتی ——— بہرحال وہاں پہنچ کر ہی کچھ اندازہ
ہو گا" ——— فواد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور
علی جان نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔
انہوں نے اپنی پرواز طبروق سے شروع کی تھی۔ اس
لئے وہ جلد ہی سرحدی قصبے سیوا کو کراس کرتے ہوئے
لیبیا کی سرحد سے مصر کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ اب
فواد نے ہیلی کاپٹر کا رخ براہِ راست البوینی کی طرف
موڑ دیا تھا ——— کیونکہ سروے ڈیپارٹمنٹ کے آدمی
ہونے کی وجہ سے اب انہیں کسی خطرے کا اندیشہ باقی
نہ رہا تھا۔
ہیلی کاپٹر جیسے ہی البوینی سے دس بارہ کلومیٹر کے
فاصلے پر پہنچا اچانک ٹرانسمیٹر کی بتی جل اٹھی اور ساتھ
ہی ایک تیز اور کرخت آواز ابھری۔
"ہیلو ہیلو ——— پائلٹ شناخت کراؤ۔ اور ہیلی
کاپٹر کی رفتار آہستہ کر دو۔ فوراً۔ ورنہ تمہارے
ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا جائے گا اوور" ——— بولنے
والے کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔
اور فواد اور علی جان نے حیرت بھرے انداز میں
ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور فواد نے رفتار آہستہ

کر لی۔

"کون شناخت مانگ رہا ہے۔ تمہیں ہیلی کاپٹر پر سروے ڈیپارٹمنٹ کا مونوگرام نظر نہیں آ رہا اوور" فواد نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اباہ سیکنڈ چیف کمال بول رہا ہوں۔ رفتار اور آہستہ کر لو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور فواد اور علی جان دونوں اس کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ اباہ کو روکنے کے لئے تو ان غیر ملکیوں نے اباہ کے چیف کو اتنی بھاری رقم ادا کی تھی ___ اور اباہ کے نہ صرف آدمی وہاں موجود تھے بلکہ ان کا سیکنڈ چیف بھی موجود تھا۔ بات کچھ اور الجھ گئی تھی۔ اس لئے فواد نے رفتار اور بھی آہستہ کر لی۔ اب ہیلی کاپٹر انتہائی دھیمی رفتار سے چل رہا تھا۔

"میں علی پاشا بول رہا ہوں۔ سروے انسپکٹر میرے ساتھ میرا اسسٹنٹ احمد علی ہے۔ ہم ٹڈی دل کے سروے پر نکلے ہوئے ہیں اوور" ___ فواد نے جواب دیا۔

"سنو علی پاشا۔ ہیلی کاپٹر کو فوراً نیچے اتار دو۔ مصری حکومت اس علاقے میں ایک اہم ترین مشن سرانجام

دے رہی ہے۔ اس لئے مکمل چیکنگ کے بعد ہی تمہیں آگے بڑھنے کی اجازت دی جائے گی۔ فوراً ہیلی کاپٹر کو اتار لو۔ میں خود آ رہا ہوں ___ اور اگر تم نے حکم کی تعمیل نہ کی تو ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ ہم تمہارے ہیلی کاپٹر کو میزائل سے ہٹ کر دیں۔ فوراً اتار دو اوور" دوسری طرف سے سیکنڈ چیف کمال کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ بیشک اپنی تسلی کر لیں۔ مصری حکومت سے تعاون کرنا ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے ___ میں ہیلی کاپٹر اتار رہا ہوں اوور" فواد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا۔ اور اس کے بعد اس نے اسے ایک اونچے سے ٹیلے کی سائیڈ میں اتار دیا۔

"ٹھیک ہے تم نے عقلمندی سے کام لیا ہے۔ میں آ رہا ہوں چیکنگ کے لئے اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ یہاں تو نہ صرف اباہ بلکہ اس کا سیکنڈ چیف بھی موجود ہے۔ حالانکہ اباہ کو معاہدے کے مطابق یہاں نہیں ہونا چاہئے تھا" ___ ٹرانسمیٹر آف

ہوتے ہی علی جان نے کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب ہے کوئی انتہائی گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے" ____ فواد نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ابابہ کی یہاں موجودگی کے بعد کسی غیر ملکی کے کھیل کھیلنے کی کیا گنجائش باقی رہ سکتی ہے" ____ علی جان نے کہا۔

اُسی لمحے ایک ٹیلے کے پیچھے سے ابابہ کا مخصوص ہیلی کاپٹر نمودار ہوا۔ اور پھر وہ ان کے ہیلی کاپٹر کے قریب آ کر ریت پر اتر گیا ____ فواد اور علی جان ہیلی کاپٹر کو آتا دیکھ کر پہلے ہی اپنے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔ فواد نے کاغذات کا مخصوص بیگ ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ ابابہ کے ہیلی کاپٹر سے چار مسلح افراد نیچے اترے۔ ان کے جسموں پر ابابہ کی مخصوص یونیفارمز تھیں ____ اور ہاتھوں میں مشین گنیں۔ وہ پھیل کر آگے بڑھے اور دوسرے لمحے انہوں نے ان دونوں کو چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا جیسے وہ مجرم ہوں جب کہ ایک لمبا تڑنگا آدمی تیزی سے آگے بڑھا ____ اس کی یونیفارم پر موجود سٹار بتا رہے تھے کہ وہ واقعی سیکنڈ چیف ہے۔

"آپ لوگ ادھر ہو جائیں۔ ہم پہلے ہیلی کاپٹر کی تلاشی لیں گے" ____ سیکنڈ چیف نے کرخت لہجے میں

کہا۔ اور فواد اور علی جان خاموشی سے اس کے اشارے کے مطابق اپنے ہیلی کاپٹر سے کچھ دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے ____ اور سیکنڈ چیف خود اچھل کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا۔ فواد اور علی جان خاموش کھڑے رہے۔ تین مشین گنیں ابھی تک ان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ سیکنڈ چیف تھوڑی دیر بعد نیچے اترا اور تیزی سے ان کی طرف آیا۔

"کاغذات دکھائیں" ____ سیکنڈ چیف نے کہا۔

اور فواد نے خاموشی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ اس کی طرف بڑھا دیا۔

سیکنڈ چیف نے بیگ کھول کر اس میں سے کاغذات نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں تک دیکھنے کے بعد اس نے کاغذات واپس بیگ میں ڈالے اور بیگ فواد کے ہاتھ میں دے دیا۔

"آپ واقعی درست لوگ ہیں لیکن آپ آگے نہیں جا سکتے۔ آپ کو اپنا مشن ملتوی کرنا ہو گا" ____ سیکنڈ چیف نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں" ____ فواد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیونکہ ایک اہم ترین خفیہ سرکاری مشن کے لئے یہ سارا علاقہ ہر ایک کے لئے ممنوعہ قرار دے دیا گیا ہے۔

اور ایسا صرف ایک ہفتے کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ ہفتے بعد اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں" سیکنڈ چیف نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ فواد کوئی جواب دیتا۔ ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نیچے اترا۔

" باس۔ آپ کی ایمرجنسی کال ہے"—— اس نے زور سے آواز دے کر کہا۔

" اوہ اچھا۔ آپ لوگ ابھی رکیں۔ ہوسکتا ہے آپ کو کلیرنس مل جائے۔ میں بات کر کے آتا ہوں" سیکنڈ چیف نے فواد اور علی جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ فواد نے ہونٹ بھینچ لئے—— بات تو اس معاہدے میں بس ایک ہفتے کی تھی۔ لیکن کام معاہدے کے بالکل برعکس ہو رہا تھا۔ معاہدہ تو اس بات کا ہوا تھا کہ ایک ہفتے تک ابابہ یہاں نہ آئے گی—— اور یہاں ایک ہفتے کے لئے ابابہ ہی پکٹنگ کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سیکنڈ چیف دوبارہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب آیا۔

"میں نے بات کر لی ہے۔ لیکن حکام نہیں مانے آپ کو واپس جانا ہو گا۔ اباؤٹ ٹرن"—— سیکنڈ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کا ایک ہاتھ یونیفارم

کی جیب میں تھا۔

" لیکن آپ میری بات تو سنیں"—— فواد نے کچھ کہنا چاہا۔

" نانسنس"—— سیکنڈ چیف نے چیخ کر کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ نکالا اور دوسرے لمحے فواد اور علی جان کے قدموں میں ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور سفید رنگ کا دھواں یک لخت اوپر کو اٹھ کر ان کی ناک سے ٹکرایا۔ اور اس سے پہلے کہ فواد اور علی جان دونوں ہی کچھ سمجھتے۔ ان کے ذہن تاریک ہوتے گئے اور وہ کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح ریت پہ گر گئے۔

لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کمرے کے درمیان ایک بڑی سی میز کے پیچھے کرنل آرچ بیٹھا ہوا تھا ——— میز پر ایک بڑی سی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس کے ایک کونے میں ایک چھوٹی سی سکرین تھی۔ جس پر ریت میں سرنگ کھودنے والی مشین کام کرتی صاف دکھائی دے رہی تھی ——— اور اس مشین کے گرد چاروں طرف خیمے نصب تھے۔ اور وہاں بہت سے لوگ مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ کئی چھوٹی چھوٹی مشینیں ادھر ادھر نصب تھیں جن پر باقاعدگی سے کام ہو رہا تھا۔ ایک طرف ایک دیوہیکل بند باڈی کا ٹرک کھڑا تھا۔ ٹرک کے اوپر پیلے رنگ کی پٹیوں والا کپڑا پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

اچانک مشین کے کونے میں ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر جیسی ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی۔ کرنل آرچ نے چونک کر ادھر دیکھا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— چیکنگ ونگ اے سے روز میر بول رہا ہوں اوور" ——— بٹن دبتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل آرچ اٹنڈنگ یو فرام گولڈن سینڈ ہیڈ کوارٹر اوور" ——— کرنل آرچ نے جواب دیا۔

"باس ایک جیپ کو چیک کیا گیا ہے وہ گولڈن سینڈ کی طرف بڑھ رہی ہے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جیپ گولڈن سینڈ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ کون ہے اس جیپ میں اوور" ——— کرنل آرچ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ یہ جیپ السیوت سے صحرا میں داخل ہوئی ہے۔ اس لئے ہم نے السیوت چیکنگ پوسٹ سے معلوم کیا ہے تو پتہ چلا ہے کہ دو غیر ملکی سیاح اس جیپ میں سوار ہیں ——— اور ان کے ساتھ ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی کلثوم ہے۔ کلثوم کی وجہ سے چیکنگ پوسٹ پر نہ روکا گیا ہے اور نہ چیک کیا گیا ہے اوور" ——— دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی کلثوم ان کے ساتھ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر یقیناً یہ غیر ملکی عمران اور اس کا ساتھی ہوگا ——— کلثوم کے ساتھ وہی ہو سکتے ہیں۔ اوہ ویری بیڈ۔ اسے گولڈن سینڈ کے متعلق کیسے علم ہوا اوور" کرنل آرچ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی ——— یہ کون ہیں باس اوور" ——— دوسری طرف سے روزمیر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ۔ تم انہیں نہیں جانتے۔ اوہ۔ اگر واقعی یہ وہی ہیں تو یہ انتہائی بری خبر ہے اوور" ——— کرنل آرچ نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے باس تو اس جیپ کو راکٹ لانچر کے ذریعے نہ اڑا دیا جائے اوور" ——— روزمیر نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ میں نے صرف خدشہ ظاہر کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بات نہ ہو۔ اور یہ لوگ واقعی ڈاکٹر عمر ابدال کے کوئی اور مہمان ہوں۔ اور صحرا کی سیاحت کے لئے نکلے ہوں ——— ایسوت چیک پوسٹ والوں کو ان کے صحرا میں جانے کا علم ہے۔ ایسی صورت میں اگر انہیں تباہ کر دیا گیا تو کلثوم اور ان کے واپس نہ

جانے کی صورت میں ڈاکٹر عمر ابدال فوری طور پر سرکاری مشینری کو ان کی تلاش پر لگا دے گا۔ اور اس کے بعد ہمارا یہ سارا منصوبہ سامنے آ جائے گا ——— ہاں اگر یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو پھر انہیں لازماً بلاک کرنا پڑے گا اور کلثوم کو اس وقت تک قید میں رکھنا ہوگا جب تک کہ ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا ——— اس لئے تم ایسا کرو فوری طور پر انہیں روک لو۔ اور پھر انتہائی محتاط انداز میں انہیں ریز گن سے بے ہوش کر کے جیپ کو اپنے ونگ میں روک لو۔ جب کہ ان تینوں کو یہاں میرے پاس بھجوا دو اوور" ——— کرنل آرچ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ جیسے آپ کا حکم باس اوور" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سنو روزمیر ——— اگر یہ واقعی عمران ہے تو پھر یہ بات سن لو کہ یہ دنیا کا سب سے خطرناک چالاک اور عیار آدمی ہے۔ اس لئے تم خود اس مشن پر جاؤ گے۔ اور مشن انتہائی احتیاط سے مکمل کرو گے ——— تمہاری ذرا سی لاپرواہی غفلت یا بے احتیاطی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عمران الٹا تم لوگوں پر ہی قابو پا لے گا۔ اور پھر مشن بھی اس کے سامنے آ جائے گا ——— میں چونکہ بہت دور ہوں اس لئے خود نہیں آ سکتا اوور" ——— کرنل آرچ

نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں انتہائی احتیاط سے کام کروں گا اوور"۔۔۔ روزمیر نے جواب دیا۔

"کام مکمل ہوتے ہی مجھے فوری رپورٹ دینا اوور اینڈ آل"۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار مکمل طور پر نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ اُسے عمران کے متعلق سپیشل ایجنسی سے مکمل تفصیلات ملی ہوئی تھیں۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ عمران اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں سے کسی بھی لمحے سچوئشن بدل دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ واقعی پریشان تھا۔ اس پریشانی کے عالم میں اس نے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔۔۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور پھر کھول لیتا۔ اس کے چہرے کے زاویے مسلسل بدل رہے تھے۔ اور پھر اس طرح ٹہلتے ٹہلتے اُسے پندرہ منٹ گزر گئے۔۔۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی پریشانی کا گراف اونچا ہوتا جا رہا تھا۔ اور اب تو چہرے پر دہشت کے آثار نمایاں ہونے لگ گئے تھے۔۔۔ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر ایک بار پھر بول پڑا۔ تو کرنل آرچ اس طرح ٹرانسمیٹر کی طرف جھپٹا جیسے بھوکا عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس نے جلدی سے

ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ روزمیر کالنگ اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی روزمیر کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے لہجے سے اطمینان کا کرنل آرچ پر فوری اور گہرا اثر ہوا۔ اور وہ تیزی سے نارمل ہوتا گیا۔

"یس۔۔۔ کیا رپورٹ ہے روزمیر اوور"

کرنل آرچ نے پوچھا۔ خاص حد تک نارمل ہو جانے کے باوجود وہ لہجے میں موجود اضطراب کو نہ چھپا سکا۔

"باس۔ ہم نے انہیں ریز گن سے آسانی سے بے ہوش کر لیا ہے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے روزمیر نے جواب دیا۔

"کیسے۔۔۔ پوری تفصیل بتاؤ اوور"۔۔۔ کرنل آرچ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے روزمیر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

جواب میں روزمیر نے جیپ کو روکنے۔ ان لوگوں کو باہر نکالنے اور پھر اچانک ریز گن کا ہیلی کاپٹر سے فائر کرنے اور ان کے بے ہوش ہو جانے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری گڈ روزمیر ویری گڈ۔۔۔ اگر یہ واقعی وہی عمران ہے تو سمجھ لو تم نے دنیا کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے لیا ہے۔ انہیں فوری طور پر

میرے پاس بھجوا دو۔ جیپ کو وہیں اپنے پاس روک لو۔ اوور اینڈ آل "۔۔۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ جیسے وہ میلوں مسافت طے کر کے آیا ہو۔

" کاش۔ یہ عمران ہی ہو۔ پھر میں اس کی ایک ایک بوٹی اپنے ہاتھوں سے الگ کروں گا۔ اور اس کا سر کاٹ کر تحفے کے طور پر چیف کو بھجوا دوں گا۔ تاکہ چیف کو پتہ چل سکے کہ کرنل آرچ کتنی صلاحیتیں رکھتا ہے "۔ کرنل آرچ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مشین کے کونے میں لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا۔

" یس سر۔۔۔۔۔ راجر سپیکنگ "۔۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" راجر۔۔۔۔۔ میں کرنل آرچ بول رہا ہوں۔ روز میر اسے ونگ سے دو مردوں اور ایک عورت کو بیہوش کر کے یہاں بھیج رہا ہے۔ جیسے ہی یہاں پہنچیں انہیں بلیک کیبن میں صرف بند ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں اچھی طرح باندھ بھی دینا "۔۔۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا۔

" بے ہوش افراد کو باندھنا ہے "۔۔۔۔۔ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" احمق آدمی ۔۔۔۔۔ وہ ہوش میں آ بھی سکتے ہیں اور

لائے بھی جا سکتے ہیں۔ اور یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں " کرنل آرچ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس باس "۔۔۔۔۔ راجر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" ان کو باندھنے کے باوجود مسلح افراد بلیک کیبن کے باہر تعینات کر دینا۔ اور مجھے اطلاع دینا۔ سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا "۔۔۔۔۔ کرنل آرچ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ یہ کوئی انتہائی خطرناک لوگ ہوں گے۔ تبھی آپ اس قدر انتظامات کا حکم دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے باس۔ اب میں بالکل محتاط رہوں گا "۔۔۔۔۔ راجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور کرنل آرچ نے اوور کہہ کر بٹن آف کر دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ راجر کی طرف سے کوئی اطلاع ملتی۔۔۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جل اٹھا۔ اور بلب جلتے اور ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنتے ہی کرنل آرچ بری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ اگر یہ روز میر کی کال ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ولسن کالنگ باس فرام ونگ تھری اوور۔"
ایک اور بھاری آواز سنائی دی۔ اور کرنل آرچ نے
بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔
"یس۔ کرنل آرچ فرام گولڈن سینڈ ہیڈ کوارٹر اوور"
کرنل آرچ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"سر۔ ونگ تھری نے السیوت کی طرف سے آنے
والے ایک ہیلی کاپٹر کو مارک کیا۔ یہ ہیلی کاپٹر لیبیا
سے پرواز کرتا ہوا آرہا تھا ____ یہ ٹڈی دل کا۔ ۔
سروے ڈیپارٹمنٹ کا ہیلی کاپٹر ہے جو معمول کی پرواز
پر آرہا تھا۔ لیکن چونکہ آپ کی طرف سے ہدایات بے حد
سخت تھیں ____ اس لئے میرے حکم پر ٹی تھری نے
اسے روکا اور پھر اس کی چیکنگ کی۔ چیکنگ کے
دوران تمام کاغذات بھی درست پائے گئے۔ لیکن
ونگ تھراٹل مشین نے ایک حیرت انگیز رپورٹ دی۔
کہ ہیلی کاپٹر اتارنے کے بعد پائلٹ اور اس کے
اسسٹنٹ کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ اس سے پتہ چلتا
ہے کہ انہیں صمارا کی پٹی کا ابابہ سے معاہدے کا علم
ہے ____ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ معاہدہ تو یہ
تھا کہ ایک ہفتے تک صمارا کی پٹی میں ابابہ داخل نہ ہو
گی لیکن یہاں تو اس معاہدے کے الٹ کام ہو رہا
ہے ____ اس رپورٹ کے ملتے ہی میں نے ٹی تھری

کو کال کر کے ان دونوں کو بے ہوش کر کے ونگ ہیڈ
کوارٹر لانے کے احکامات دے دیئے۔ چنانچہ
ٹی تھری نے انہیں بے ہوش کر دیا ____ انہیں
ونگ ہیڈ کوارٹر لایا گیا۔ وہاں ایک اور حیرت انگیز
انکشاف ہوا کہ دونوں ہی میک اپ میں تھے۔ اور
ہیلی کاپٹر کے ایک خفیہ خانے سے ایک بریف کیس
بھی دستیاب ہوا ہے ____ جس میں میک اپ کے
سامان کے ساتھ ساتھ انتہائی جدید قسم کا اسلحہ اور کال
کیچر وغیرہ بھی موجود ہیں۔ اوور" ____ ولسن نے
پوری تفصیل سے بتایا۔
"اوہ ____ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ ونگ ون کی طرف
سے بھی ادھر آتے ہوئے لوگ پکڑے گئے ہیں اور
اب ونگ تھری سے بھی یہ لوگ داخل ہو رہے تھے۔
یہ کون لوگ ہیں ____ ٹھیک ہے تم ان دونوں کو میرے
ہیڈ کوارٹر بھجوا دو۔ میں خود انہیں چیک کرتا ہوں اوور"
کرنل آرچ نے کہا۔
"او۔ کے سر اوور" ____ دوسری طرف سے
کہا گیا۔
اور کرنل آرچ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر
آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی
کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ____ اس نے فون پر

راجہ کو دوبارہ کال کیا۔ اور اُسے ونگ تھری سے آنے
والے دونوں افراد کے بارے میں بھی وہی ہدایات
دیں جو وہ پہلے کلثوم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق
دے چکا تھا —— فون کا بٹن آف کر کے وہ اٹھا۔
اور کیبن کی ایک دیوار کے ساتھ موجود لوہے کی مضبوط
الماری کو کھولا اور اس کے اندر پڑے ہوئے ایک
خاصے بڑے اور جدید قسم کے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس
نے اُسے باہر نکالا —— اور پھر اُسے لا کر اس نے
میز کے ایک خالی کونے میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اس
نے میز پر موجود مشین کی سائیڈ سے ایک تار کھینچی اور
اُسے اس ٹرانسمیٹر کے ساتھ فٹ کر کے اس نے
ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ٹرانسمیٹر
کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو —— کرنل آرچ فرام ہیڈکوارٹر کالنگ
اوور" —— کرنل آرچ نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا
شروع کر دیا۔

"یس —— آپریشنل پوائنٹ گولڈن سینڈ پروجیکٹ
اوور" —— چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی آواز سنائی
دی۔

"کیا پوزیشن ہے ٹھوکھی —— مقبرے تک راستہ بن
گیا ہے یا نہیں اوور" —— کرنل آرچ نے سخت

لہجے میں پوچھا۔

"ہم بس ایک گھنٹے بعد مقبرے میں داخل ہو جائیں گے
سر۔ اس کے بعد وہاں سے سامان نکالنے کا کام شروع
ہو جائے گا اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھوکھی۔ کام کی رفتار اور تیز کر دو۔ چند لوگوں کو شاید
ہمارے اس منصوبے کی بھنک پڑ گئی ہے۔ گو ہم نے
ان لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے —— لیکن اس کے
باوجود ہم محتاط رہنا چاہتے ہیں اوور" —— کرنل آرچ
نے کہا۔

"یس باس —— لیکن کام کی رفتار اس سے زیادہ
تیز نہیں ہو سکتی۔ یہ ٹیکنیکل کام ہے۔ ذرا سی لاپرواہی سے
پورا منصوبہ ختم ہو سکتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو معلوم ہے
کہ ریڈ میزائل بھی یہاں موجود ہیں —— پھر مقبرہ کے
سامان کو بھی انتہائی حفاظت سے پیک کر کے نکالنا ہو گا۔
راستے کو پختہ بنانا ہو گا تا کہ آئندہ یہ راستہ باقاعدگی سے
کام آتا رہے —— کیونکہ فی الحال تو صرف ریت میں سرنگ
لگائی جا رہی ہے اور ایمرجنسی بلاکس رکھ کر راستہ قائم کیا
جا رہا ہے۔ پھر مقبرے کی اندرونی سچوئشن کے مطابق
ریڈ میزائل پروجیکٹ کی پلاننگ چیک آؤٹ کی جائے گی۔
اس کے بعد مقبرے کی چھت اور اس کے فرش کو
ماہرین ایڈجسٹ کریں گے —— اس کے بعد وہاں پروجیکٹ

مشینری کی فٹنگ شروع ہو گی اور آخر میں فائنل چیکنگ کے
بعد ہی پروجیکٹ مکمل ہو گا۔ گو یہ کام کم ازکم ایک ماہ کا ہے۔
لیکن اعلیٰ حکام کے احکامات کے مطابق ہم نے زیادہ
سے زیادہ ماہرین بھی یہاں لگائے ہیں ——— اور کام بھی
مسلسل چوبیس گھنٹے کیا جارہا ہے تاکہ یہ سارا کام ایک ہفتے
میں مکمل ہو جائے۔ اب اس سے زیادہ سپیڈ ممکن ہی نہیں۔
ورنہ ہو سکتا ہے اصل پروجیکٹ کو ہی نقصان پہنچ جائے اوور"
ٹھوکھی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اتنی لمبی تقریر کر دی جیسے مجھے ان ساری تفصیلات
کا علم نہیں ہے اوور" ——— کرنل آرچ نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے جواب دیا۔

"سوری باس۔ دراصل میرا مقصد صرف اتنا بتانا تھا کہ
جس طرح آپ انتظامی کام کی باریکیاں جانتے ہیں اسی طرح
یہ سائنسی کام بھی انتہائی باریکیاں رکھتا ہے اوور"
ٹھوکھی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم بے فکر ہو کر کام جاری رکھو۔ باقی
میں سنبھال لوں گا اوور" ——— کرنل آرچ نے سخت لہجے
میں کہا۔

"یس سر اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور کرنل آرچ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف
کیا اور پھر اس کی فریکونسی دوبارہ ایڈجسٹ کرنے لگا۔

فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن
کیا تو بلب ایک بار پھر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ——— کرنل آرچ کالنگ اوور" ——— کرنل آرچ
نے بار بار فقرہ دوہرایا۔

"یس ——— براڈ اٹنڈنگ فرام آر سی۔ تھرٹی ون ہیرم
ہیڈ کوارٹر اوور" ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز
سنائی دی۔

"براڈ۔ آر سی تھرٹی ون کی کیا پوزیشن ہے اوور"
کرنل آرچ نے کہا۔

"بالکل اوکے ہے باس۔ مکمل طور پر اوکے اوور"
براڈ نے جواب دیا۔

"اسے بالکل اوکے رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں لیکج ہو رہی
ہو۔ ایسی صورت میں کوئی دشمن پروجیکٹ ایریا میں داخل ہو
جاتے اوور" ——— کرنل آرچ نے کہا۔

"سر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ دشمن تو ایک طرف مکھی
بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اور ویسے بھی یہاں دشمن کا کیا کام
اوور" ——— براڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دشمن ہر جگہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر دشمن کے پہنچنے کا اندیشہ
نہ ہو تو پھر آر سی تھرٹی ون کو یہاں نصب کرنے کا کیا فائدہ
اوور" ——— کرنل آرچ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ درست ہے سر۔ بہرحال آپ قطعی بے فکر

رہیں سر۔ آر۔سی بالکل درست کام کر رہی ہے۔ اب میں
ویسے زیادہ محتاط رہوں گا اوور"۔۔۔۔ براڈ نے معذرت
بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا۔
اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور اُسے اٹھا کر
واپس الماری میں رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان
کے آثار نمایاں تھے ۔۔۔۔ کیونکہ اُسے دراصل یہ خطرہ
تھا کہ اگر کلثوم کے ساتھی عمران وغیرہ ثابت ہوتے تو
کہیں یہ خوف ناک لوگ کسی طرح اصل پروجیکٹ ایریا میں
نہ داخل ہو جائیں۔۔۔۔ لیکن اب آر۔سی تھرٹی ون کی صحیح
کارکردگی کی وجہ سے ایسا ممکن ہی نہ رہا تھا۔ اس لئے
وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

درد کی ایک تیز لہر نے عمران کے سوئے ہوئے
ذہن کو یک لخت بیدار کر دیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں
اور پھر اس کے ذہن میں دھماکے سے شروع ہو گئے۔
کیونکہ جو ماحول اُسے نظر آ رہا تھا وہ یکسر اس کی توقعات
کے خلاف تھا۔۔۔۔ اس نے دیکھا کہ وہ لکڑی کے
ایک بڑے سے کیبن کے فرش پر لیٹا ہوا تھا۔ اور
اس کے بازو اور پیروں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔
اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔۔ فوری
طور پر تو وہ نہ اٹھ سکا۔ لیکن پھر دوسری بار کوشش کرنے
سے وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس
کی ٹانگیں چونکہ ٹخنوں پر بندھی ہوئی تھیں اس لئے وہ سیدھی
ہی رہیں اور ہاتھ پشت پر باندھے گئے تھے۔

"تمہیں ہوش آ گیا عمران" ——— اُسی لمحے عمران کو
کیبن کے ایک کونے سے آواز سنائی دی۔ اور
اس نے چونک کر اس کونے کی طرف دیکھا۔ اور پھر ایک
طویل سانس لے کر رہ گیا ——— کیبن کے اس
کونے میں ایک مائیک اور اس کے اوپر مخصوص ٹیلی آئی
صاف نصب ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"ہوش۔ کمال ہے۔ اگر تم اسے ہوش کہتے ہو کہ ہاتھ
اور پیر بندھے ہوئے ہوں۔ تو پھر بے ہوشی تو آزادی
کا نام ہوگا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— اس کا مطلب ہے۔ کاسمک ریز کا اثر
ختم ہو گیا ہے۔ لیکن تمہارے ساتھی ابھی تک ہوش میں
نہیں آئے" ——— اُسی آواز نے دوبارہ کہا۔

"ساتھی" ——— عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر اس
نے تیزی سے دائیں بائیں دیکھا۔ لیکن اس کے
دائیں بائیں کا فرش خالی تھا۔

"تمہارے عقب میں تمہارے ساتھی موجود ہیں"
اُسی آواز نے کہا۔ اور عمران بیٹھے بیٹھے ذرا سا گھوم گیا۔
اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس
نکل گیا ——— اس کے عقب میں واقعی اس کے ساتھی
موجود تھے فیاض اور کلثوم۔ اور دوسرے لمحے عمران
ایک اور بات پر بھی چونک پڑا۔ کیونکہ فیاض اور کلثوم دونوں

کا میک اپ صاف کر دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس
کا میک اپ بھی صاف ہو چکا ہوگا۔ اُسی لمحے فیاض اور
کلثوم دونوں کے جسموں میں حرکت سی محسوس ہوئی۔
اور پھر دونوں نے ہی یکے بعد دیگرے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں ——— وہ دونوں بھی عمران کی
طرح بندھے ہوئے تھے۔

"ہم کہاں ہیں" ——— فیاض نے اٹھنے کی
کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہاں جہاں سے ہم کو بھی ہماری خبر نہیں ملتی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر
اس نے بھی عمران کی طرح اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش شروع
کر دی۔

"یہ مجھے کس نے باندھ دیا ہے" ——— کلثوم کے
لہجے میں حیرت سے زیادہ خوف کی جھلکیاں تھیں۔

"کسی عورت زدہ نے ہی باندھا ہوگا۔ اُسے عورتوں
پر یقیناً اعتبار نہ رہا ہوگا" ——— عمران نے مسکرا کر
جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کلثوم اس کی بات کا جواب
دیتی۔ اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے
عقب میں دروازہ کھلا ——— اور عمران بیٹھے بیٹھے ہی

دوبارہ گھوم گیا۔ واقعی سامنے والی لکڑی کی دیوار کا ایک
حصہ کسی دروازے کی طرح کھل رہا تھا اور پھر دو مسلح
افراد اندر داخل ہوئے ——— ان کے ہاتھوں میں مشین
گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے سائیڈ پر کھڑے ہو گئے۔
اور پھر دروازے سے دو اور آدمی اندر داخل ہوئے۔
انہوں نے اپنے کاندھوں پر ایک ایک بے ہوش
آدمی کو اٹھایا ہوا تھا ——— ان بے ہوش افراد کے
ہاتھ اور پیر بھی بندھے ہوئے تھے۔ انہیں بھی فرش
پر لٹا دیا گیا۔ اور پھر وہ چاروں ہی واپس چلے گئے۔
اور دروازہ بند ہو گیا ——— اب دیوار میں درز تک نظر
نہیں آ رہی تھی۔ عمران نے ان میں سے ایک آدمی کو
دیکھ کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ یہ فواد تھا۔
جب کہ دوسرے آدمی سے وہ ذاتی طور پر واقف نہ
تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ فواد کا ساتھی ہی ہو گا۔

" تم اسے غور سے دیکھ رہے ہو عمران یہ بھی یقیناً
تمہارے ہی ساتھی ہوں گے " ——— وہی آواز دوبارہ
سنائی دی۔

" اگر تم سامنے آ جاؤ تو میں تمہیں بھی غور سے دیکھنے
کے لئے تیار ہوں " ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" میں بھی سامنے آ جاؤں گا لیکن تمہاری موت بن کر "

دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا اور اس
کے ساتھ ہی کلک کی آواز ابھری اور عمران سمجھ گیا کہ
مائیک کا رابطہ ختم ہو گیا ——— اس کا مطلب ہے
ٹیلی آئی کا بھی رابطہ یقیناً منقطع ہو گیا ہو گا۔ چنانچہ
اس نے جلدی سے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں
کی انگلیوں کو موڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع
کر دیئے تاکہ انگلیوں کے ناخنوں میں موجود بلیڈ باہر
آ جائیں ——— اور پھر اس نے انگلیوں کو موڑ کر کلائی
پر بندھی ہوئی رسیوں کو ان بلیڈوں سے کاٹنے کی
کوشش شروع کر دی۔ لیکن چند لمحوں کی کوشش
کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔
رسیاں بالکل کلائیوں کے ساتھ باندھنے کی بجائے
کافی اوپر کر کے باندھی گئی تھیں ——— اور باندھنے
والوں نے اسے واقعی ایسے انداز سے باندھا تھا کہ
وہ کھل بھی نہ سکتی تھیں۔

" عمران ——— یہ ہم کہاں آ گئے ہیں " ——— فیاض
کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

" خاموش رہو۔ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے "
عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر فیاض کی
دوبارہ آواز نہ سنائی دی۔

فواد اور اس کا ساتھی ابھی تک بے ہوش پڑے

ہوتے تھے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں
بھی کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اُسی
لمحے دروازہ کھلنے کی آواز ایک بار پھر سنائی دی اور
پہلے کی طرح دو مسلح آدمی اندر داخل ہوئے ــــ اور
سائیڈوں پر آکر رک گئے۔ اس کے بعد دو اور آدمی
اندر داخل ہوئے اور عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔
کیونکہ ان میں سے ایک نے جو خاصا لمبا تڑنگا اور صحتمند
جسم کا مالک تھا چہرے پر سرخ رنگ کی نقاب پہن رکھی
تھی ــــ آنکھوں میں گہرے رنگ کے شیشوں کا چشمہ
لگا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ اس کا ساتھی بڑے
مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے
ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

نقاب پوش قدم بڑھاتا ہوا اندر آیا اور پھر عمران سے
کچھ فاصلے پر آکر رک گیا۔

"تم مجھے بتاؤ گے عمران کہ تم اس طرف کیوں آ
رہے تھے" ــــ نقاب پوش نے کرخت لہجے میں کہا۔
یہ وہی آواز تھی جو پہلے مائیک سے نکل رہی تھی۔

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں غور سے دیکھوں گا لیکن
کیا تم اتنے بدصورت ہو کہ تمہیں نقاب پہننا پڑ گیا ہے"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"

نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں تو صرف صحرا کی سیاحت کے لئے نکلا تھا۔ لیکن اب
مجھے کیا معلوم تھا کہ آج کل کے زمانے میں بھی صحرائی
قزاق موجود ہیں" ــــ عمران نے معصوم سے لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــ اس کا مطلب ہے کہ تم سیدھے طریقے
سے کچھ نہیں بتاؤ گے" ــــ نقاب پوش نے
غراتے ہوئے کہا۔

"تم سیدھے طریقے سے پوچھو گے تو بتاؤں گا۔ تم
نقاب چہرے پر چڑھا کر آگئے پوچھنے۔ یہ کوئی طریقہ ہے۔
بھلے آدمی یہ نقاب اتارو ــــ اپنا تعارف کراؤ اس
کے بعد پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے۔ ویسے تم میرا نام جانتے
ہو۔ اس سے تو میں یہی سوچ سکتا ہوں کہ تمہارا میرا
تعارف پہلے سے ہے" ــــ عمران نے اس
بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر تم اب
تک زندہ نہ رہتے۔ میرا نام کرنل آرچ ہے"
اس نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور
ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنا نقاب بھی اتار کر ایک
طرف پھینک دیا ــــ البتہ عینک اس کی آنکھوں پر
موجود تھی۔

"لیکن تمہارا چہرہ تو مستطیل ہے۔ میں نے ایسی آرچ یعنی شراب آج تک نہیں دیکھی جو مستطیل شکل کی ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ واقعی اس شکل سے واقف نہ تھا۔

"تمہاری زبان واقعی ضرورت سے زیادہ ہی چلتی ہے۔ بہرحال اب تعارف ہوگیا۔ اب تم بتا دو یہ تمہارے مفاد میں بہتر رہے گا"۔۔۔ کرنل آرچ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ یعنی تمہیں سارے آداب مجھے ہی سکھانے پڑیں گے۔ تعارف کے بعد چائے پلائی جاتی ہے۔ اس کے بعد بات چیت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راجر"۔۔۔ کرنل آرچ نے تیزی سے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے ہاتھ میں مشینی پستول تھا۔

"یس باس"۔۔۔ راجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس لڑکی کلثوم کو گھسیٹ کر آگے لے آؤ۔ اور پھر عمران کے سامنے اس کے جسم میں پستول کا پورا میگزین خالی کر دو"۔۔۔ کرنل آرچ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ راجر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کلثوم کی طرف بڑھ گیا۔

کلثوم اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر بری طرح چیخنے لگی۔ لیکن راجر اسے گھسیٹتا ہوا سامنے لے آیا۔

"میں بتاتی ہوں میں بتاتی ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں بتاتی ہوں"۔۔۔ کلثوم نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور کرنل آرچ نے ہاتھ اٹھا کر راجر کو روک دیا جو اب اپنا پستول سیدھا کر رہا تھا۔

"اگر تم سب کچھ بتا دو کلثوم تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ رکھا جائے گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم ڈاکٹر عمر ابدال کی لڑکی ہو۔۔۔ اور تمہارا کوئی براہ راست تعلق عمران سے نہیں ہے"۔۔۔ کرنل آرچ نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ہم صمارا کی پٹی کو چیک کرنے آ رہے تھے۔ ہمیں پروفیسر طوبیٰ نے بتایا تھا کہ یہ نقشہ صمارا کی پٹی کا ہے"۔ کلثوم نے چیخ کر کہا۔

اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے پہلے بھی کلثوم کو کچھ بتانے سے منع نہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ خود بھی جاننا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔۔۔ ویسے اسے اس بات کا تو یقین ہوگیا تھا کہ کرنل آرچ کا تعلق یقیناً اسرائیل سے ہی ہے۔

"تفصیل بتاؤ۔ تم کس نقشے کی بات کر رہی ہو"۔
کرنل آرچ کے لہجے میں حیرت تھی۔ اور پھر کلثوم نے
اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو
جاتا ہے ——— اور اس نے شروع سے لے کر آخر
تک عمران کی تبلائی ہوئی تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں۔
"ہوں ——— تو جان آرنلڈ نے اپنے طور پر نقشہ کی
کاپی بنا کر رکھ لی تھی۔ مجھے اس بات کا خیال تک نہ
آیا تھا۔ ورنہ عمران کو کسی صورت بھی اصل واقعات کی
ہوا بھی نہ لگتی" ——— کرنل آرچ نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔
"اصل واقعات کیا ہیں" ——— عمران نے سادہ سے
لہجے میں پوچھا۔
"اب تم جا کر فرشتوں سے اصل حالات پوچھنا ویسے
مجھے خوشی ہے کہ تمہارا خاتمہ میرے ہاتھوں سے ہو
رہا ہے" ——— کرنل آرچ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے راجر کی طرف اس طرح ہاتھ
بڑھایا جیسے اس سے مشینی پستول طلب کر رہا ہو۔ اور
راجر نے جلدی سے مشینی پستول اس کی طرف بڑھا دیا۔
"کرنل آرچ۔ ہو سکتا ہے تمہاری خوشی جلد ہی افسوس
میں بدل جائے۔ کیا تم نے اپنے اعلیٰ حکام سے اس
بارے میں بات کر لی ہے" ——— عمران نے یک لخت

سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کس بارے میں" ——— کرنل آرچ نے چونک کر
پوچھا۔
"اس بارے میں کہ تم مجھے اس طرح باندھ کر یہاں
اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے آتے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے
کہ میری یہاں صرف موجودگی ہی اسرائیل کے لئے انتہائی
خطرناک ثابت ہو سکتی ہے" ——— عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔
"اسرائیل ——— اوہ تو تم اپنے آپ کو اسرائیل میں
سمجھ رہے ہو۔ یہ اسرائیل نہیں ہے مسٹر عمران۔ البتہ
تمہارا کٹا ہوا سر ضرور اسرائیل پہنچے گا" ——— کرنل آرچ
نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اچھا تمہاری مرضی۔ بہرحال میرا جو فرض تھا وہ میں نے
پورا کر دیا۔ اب کم از کم مجھ پہ بعد میں گلہ نہ آئے گا"
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"تم مجھے دھمکا رہے ہو۔ تمہارا خیال ہے۔ اسرائیلی
سپیشل ایجنسی کا چیف ایجنٹ تمہاری دھمکیوں میں آ
جائے گا" ——— کرنل آرچ نے بڑے غضب ناک
لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مشینی پسٹل والا ہاتھ
عمران کی طرف سیدھا کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر

دباتا۔ عمران ـــــ فرش پر بیٹھے بیٹھے یک لخت اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی سیدھی ٹانگیں نیزوں کی طرح پوری قوت سے کرنل آرچ کے پیٹ پر پڑیں ـــــ اور کرنل آرچ یک لخت چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل عمران کے اوپر آگرا اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھٹنے سیدھے اور ایک بار پھر کرنل آرچ چیختا ہوا الٹ کر عمران کے سر کے پیچھے فرش پر جا گرا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں دو اور چیخیں بھی بلند ہوئیں اور ساتھ ہی کلثوم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خبردار مشین گن میرے ہاتھ میں ہے"

ادھر کرنل آرچ جیسے ہی الٹ کر عمران کے عقب میں گرا۔ سوپر فیاض اس طرح اچھل کر اس کے سینے پر پوری قوت سے آبیٹھا ـــــ جیسے مینڈک پھدک کر کسی چٹان پر چڑھ بیٹھتا ہے۔

کرنل آرچ نے تیزی سے کروٹ بدلی لیکن ساتھ ہی کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور ایک انسانی چیخ سے گونج اٹھا ـــــ اسی لمحے دوسری چیخ سنائی دی اور یہ چیخ کلثوم کی تھی۔ کلثوم نے واقعی انتہائی حیرت انگیز کارنامہ سر انجام دیا تھا۔ جیسے ہی عمران نے اچھل کر کرنل آرچ پر حملہ کیا تھا۔ کلثوم جو ایک مشین گن بردار کے قریب تھی یک لخت اچھلی اور وہ اس طرح اڑتی

ہوئی مشین گن بردار سے جاٹکرائی تھی۔ جیسے توپ کا گولہ کسی دیوار سے جاٹکراتا ہے۔ اور وہ مشین گن بردار چیخ کر جیسے ہی نیچے گرا کلثوم نے یک لخت اچھل کر اپنے دونوں ہاتھ جسم کے نیچے سے نکال کر اپنے مڑے ہوئے بازوؤں میں ہی مشین گن چھپٹ لی ـــــ اسی لمحے کرنل آرچ کا ساتھی راجر اس سے مشین گن چھیننے کے لئے جھپٹا ہی تھا کہ دوسرے مشین گن بردار نے بوکھلاہٹ میں فائر کھول دیا ـــــ لیکن عین اسی لمحے راجر کلثوم سے مشین گن چھیننے کے چکر میں مشین گن اور کلثوم کے درمیان آگیا۔ اور گولیوں نے اس کی پشت چھلنی کر دی۔ اور راجر کلثوم کے اوپر ہی گرا تھا ـــــ لیکن اس سے پہلے کہ مشین گن بردار اپنی مشین گن کو گھماتا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس سے جاٹکرایا۔ اور وہ بھی چیختا ہوا نیچے گرا۔ اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

کرنل آرچ نے کروٹ بدل کر اپنے آپ کو فیاض کے وزن سے آزاد کیا اور اچھل کر تیزی سے اس مشینی پسٹل کی طرف دوڑا ـــــ جو عمران کا دھکا لگنے سے اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشینی پسٹل تک پہنچتا۔ اچانک راستے میں پڑے ہوئے فواد کی بندھی ہوئی ٹانگیں یک لخت فضا میں اونچی ہوئیں ـــــ اور دوڑتا ہوا کرنل آرچ چیختا ہوا منہ کے بل

فرش پر جا گرا۔ اُسی لمحے عمران نے بھی یک لخت اچھل کر
اپنے بازو ٹانگوں کے نیچے سے نکالے اور انتہائی پھرتی
سے فرش پر بیٹھے بیٹھے مشین گن جھپٹ لی ۔۔۔ ادھر کلثوم
اور پہلے مشین گن بردار کے درمیان مسلسل کشمکش ہو رہی
تھی۔ کلثوم بھی مڑے ہوئے بازوؤں سمیت مشین گن سے
چمٹی ہوئی تھی ۔۔۔ اور وہ آدمی بھی اُسے چھیننے کی کوشش
کر رہا تھا۔ کلثوم چونکہ فرش پر مڑے ہوئے بازوؤں
سمیت لیٹی ہوئی تھی اس لئے وہ آدمی بھی جھکا ہوا تھا۔ اور
پھر اس نے ایک جھٹکے سے مشین گن کلثوم کے ہاتھوں
سے چھینی ۔۔۔ اور اس پر ہی فائر کھولنے لگا تھا۔ کہ
عمران کے ہاتھ چڑھنے والی مشین گن بول پڑی۔ اور
چونکہ اس کا رخ اس وقت اُسی آدمی کی طرف تھا اس
لئے وہ گولیوں کی زد میں آ گیا ۔۔۔ اور چیختا ہوا دھڑام
سے مشین گن سمیت کلثوم کے اوپر ہی گرا۔ عمران نے
تیزی سے گھوم کر دوسرا شکار کرنل آرچ کو کرنا چاہا۔ لیکن
پھر اس نے تیزی سے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی ۔۔۔ کیونکہ
فواد اچھل کر کرنل آرچ پر حملہ کر رہا تھا ۔۔۔ اور اگر عمران
اپنے آپ پر کنٹرول رکھنے میں کامیاب نہ ہو جاتا تو یقیناً
فواد کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ لیکن اس کے
ٹریگر سے انگلی ہٹنے کا فائدہ کرنل آرچ کو پہنچ گیا۔ وہ
کسی پرندے کی طرح اچھلا ۔۔۔ اور تقریباً ہوا میں اڑتا

ہوا کیبن کے کھلے دروازے سے باہر جا گرا۔ عمران
نے اپنی طرف سے تیزی سے گھوم کر مشین گن کا رخ
دروازے کی طرف کرنا چاہا ۔۔۔ لیکن پھر اُسے دوسرا
مشین گن بردار نظر آ گیا جو شاید عمران کے ٹکرانے کے
بعد نیچے گر کر سر پر ضرب کھا بیٹھا تھا۔ اس لئے فوری طور پر
نہ اٹھ سکا تھا ۔۔۔ بلکہ بار بار اپنے سر کو جھٹک رہا تھا۔

"خبردار۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا"
عمران نے تیزی سے گھوم کر اس آدمی کی طرف مشین گن
کی نال کرتے ہوئے کہا۔ اور اس آدمی نے بے اختیار
دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔

"جلدی کرو۔ میرے ایک ساتھی کے ہاتھ کھولو۔ جلدی
ورنہ" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور وہ
آدمی بجلی کی سی تیزی سے قریب موجود فواد پر جھک گیا۔
لیکن پہلے تو اس کے جسم اور مشین گن کے درمیان
بہرحال فاصلہ تھا ۔۔۔ لیکن پھر اس کے آگے بڑھ کر
جھکنے کے بعد یہ فاصلہ بھی ختم ہو گیا تھا اور مشین گن کی
نال اس آدمی کی پسلیوں میں کئی انچ تک گھس گئی تھی۔

"جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
اور پھر چند لمحوں بعد ہی فواد کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔

"اب تم اپنے ہاتھ اٹھا لو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور اس آدمی نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر

لئے۔ اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ فواد نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیر کھولے اور پھر اس نے دوڑ کر وہ مشینی پسٹل اٹھا لیا۔

"کلثوم کے ہاتھ کھولو جلدی" ——— عمران نے چیخ کر فواد سے کہا۔ اور فواد کلثوم کی طرف دوڑ پڑا۔ جو ابھی مڑے ہوئے بازوؤں کے ساتھ فرش پر لیٹی ہوئی تھی۔ چند لمحوں میں کلثوم کے بازو آزاد ہو گئے ——— اور اس نے جلدی سے اپنے پیر کھولنے شروع کر دیئے۔

"پستول کلثوم کو دے کر یہاں آؤ۔ اور میرے ہاتھ کھولو۔ کلثوم تم پستول سے اسے کور کرو" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔ اور کلثوم جس نے واقعی انتہائی پھرتی سے اپنی ٹانگیں کھول لی تھیں۔ فواد کے ہاتھوں سے پستول جھپٹا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے اس نے آگے بڑھ کر پستول اس آدمی کی پشت سے لگا دیا ——— جب کہ فواد عمران پر جھک گیا۔ اور پھر اس نے واقعی عمران کے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے میں انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا۔ عمران نے اپنے ہاتھ آزاد ہوتے ہی خود ہی اپنے پیروں کی بندشیں کھولیں جب کہ فواد اس دوران سو پر فیاض کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"اسے کور رکھنا کلثوم۔ میں ذرا باہر دیکھ آؤں" عمران نے آزاد ہوتے ہی مشین گن اٹھائی اور کھلے دروازے

کی طرف دوڑ لگا دی۔ لیکن باہر نکلتے ہی اُسے یک لخت سائیڈ میں ہونا پڑا۔ کیونکہ دروازے کے سامنے کچھ دور ریت کے ٹیلوں کے درمیان اُسے چھ مسلح آدمی بے تحاشا دوڑتے ہوئے کیبن کی طرف آتے دکھائی دے گئے تھے۔

عمران سائیڈ میں ہوتے ہی ایک لمحے کے لئے رکا اور دوسرے لمحے جب وہ آدمی دوڑتے ہوئے ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہوئے عمران نے کسی جنگلی خرگوش کی طرح کیبن کی سائیڈ سے اس کے عقب میں دوڑ لگا دی۔ کیبن کی عقبی طرف ریت کے ٹیلے ہی تھے ——— عمران دوڑتا ہوا کچھ پیچھے گیا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے دوبارہ کیبن کی پشت کی طرف دوڑ لگا دی۔ قریب پہنچ کر اس نے کسی ہائی جمپر کی طرح چھلانگ لگائی اور پھر فضا میں اڑتا ہوا وہ کیبن کی چھت کے اوپر جا گرا۔ کیبن کی چھت زیادہ بلند نہ تھی ——— اس لئے عمران زوردار جمپ کی وجہ سے اوپر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ چھت چونکہ لکڑی سے بنی ہوئی تھی۔ اس لئے لکڑی کی پٹیوں کے درمیان درزیں تھیں۔ عمران نے منہ درز سے لگایا۔

"میں چھت سے عمران بول رہا ہوں۔ اس آدمی سمیت سب دروازے سے ہٹ جائیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر کسی چھپکلی کی طرح رینگتا ہوا وہ کیبن کے دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ ابھی وہ کنارے تک نہ

پہنچا تھا۔ کہ سامنے کے رخ سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ گولیاں کیبن کے کھلے دروازے کے اندر جا رہی تھیں ـــــ اور عمران جو چھت سے چپکا ہوا تھا اور زیادہ چپک گیا۔ لیکن اب وہ سامنے کے ٹیلوں کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ فائرنگ دو ٹیلوں کی آڑ سے ہو رہی تھی۔ جو کیبن کے بالکل سامنے تھے ـــــ چند لمحے بے تحاشا گولیاں برستی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔ اُسی لمحے ایک ٹیلے کی اوٹ سے تین آدمی نکلے اور کیبن کی سائیڈ سے ہو کر کیبن کی طرف دوڑنے لگے ـــــ جب کہ دوسرے ٹیلے کی آڑ میں فائرنگ کرنے والے موجود تھے۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں۔ پھر جیسے ہی وہ کیبن کے قریب پہنچے عمران نے ٹریگر دبا دیا ـــــ اور تڑتڑاہٹ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی وہ تینوں اچھل کر نیچے گرے۔ اور عمران بجلی کی سی تیزی سے پہلے کھسک گیا ـــــ اور وہ ایک لمحہ اس کی زندگی بچا گیا۔ کیونکہ عین اُسی لمحے دوسرے ٹیلے کی آڑ سے اس پر فائر کھولا گیا۔ لیکن گولیاں کیبن کے کنارے سے ٹکرا کر فضا میں بلند ہو گئیں ـــــ عمران اور زیادہ تیزی سے پیچھے کھسکتا گیا۔ اور پھر اس نے کیبن کے عقب میں ریت پر چھلانگ لگا دی۔ اب گولیاں کیبن کی چھت کے بالکل قریب سے ہو کر گزر رہی تھیں ـــــ لیکن عمران نیچے آ چکا تھا اس لئے

محفوظ تھا۔ وہ پنجوں کے بل نیچے گرا۔ اور پھر جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا کیبن کی سائیڈ سے آگے آنے کی بجائے عقبی طرف ہی ایک ریت کے ٹیلے کی طرف دوڑ پڑا۔ ٹیلے کی آڑ میں پہنچتے ہی اس کے قدموں میں جیسے مشین فٹ ہو گئی ـــــ وہ ایک ٹیلے کے پیچھے سے بھاگ کر دوسرے ٹیلے سے نکل کر تیسرے ٹیلے تک دوڑتا ہوا کیبن کے کافی فاصلے پر سائیڈ میں ایک ٹیلے کی اوٹ میں رک گیا ـــــ اب چھت پر ہونے والی فائرنگ تو بند ہو چکی تھی۔ لیکن ٹیلے کے پیچھے سے کوئی آدمی نہ نکلا تھا۔ البتہ ان تین آدمیوں کی لاشیں عمران کے بالکل سامنے پڑی ہوئی تھیں ـــــ عمران کو صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں فیاض یا کلثوم خاموشی چھا جانے کی وجہ سے کھلے دروازے میں نہ آ جائیں۔ کیبن کے اندر مسلسل خاموشی طاری تھی۔ عمران نے مزید چند لمحے توقف کرنے کے بعد ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے اس ٹیلے کے عقب میں جانے کا فیصلہ کیا جس کے پیچھے فائر کرنے والے چھپے ہوئے تھے ـــــ لیکن ابھی وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ یک لخت ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ اُسے اپنے عقب میں سرسراہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔ اور پھر جیسے ہی اُسے اس سرسراہٹ کا یقین ہوا وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے مشین گن کا رخ اپنے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود ٹیلے کی طرف کیا۔ اُسی لمحے ٹیلے سے ایک سر نمودار

ہوا۔ اور عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑ تڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ابھرنے والا سر یک لخت غائب ہو گیا۔ اور عمران تیزی سے ٹیلے کی سائیڈ میں کھسکتا گیا ——— اور پھر چند مزید لمحوں تک اس ٹیلے کے پیچھے سے کوئی برآمد نہ ہوا تو وہ اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے اس ٹیلے کی طرف دوڑ پڑا۔ گو اس نے ایسا کرتے ہوئے سو فی صد رسک لیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہا تھا ——— لیکن اس ٹیلے کی سائیڈ میں پہنچ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہاں ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کی کھوپڑی گولیوں سے ریزہ ریزہ ہو چکی تھی۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا ——— کیونکہ اب اُسے یاد آگیا تھا۔ کہ دوسرے ٹیلے کی آڑ سے چھت پر ایک ہی گن سے فائرنگ ہوتی رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس ٹیلے کی آڑ میں صرف ایک آدمی تھا۔ جب کہ باقی تین دوسرے ٹیلے کی آڑ میں تھے ——— ویسے عمران اپنے اس طرح زندہ بچ جانے پر خود ہی حیران ہوا تھا۔ اگر اس آدمی سے ذرا سی لاپرواہی نہ ہو جاتی اور وہ ٹیلے پر چڑھتے ہوئے جلدی نہ کرتا تو شاید اس کے جلدی سے گرنے والی ریت کی سرسراہٹ عمران کے کانوں تک نہ پہنچتی اور اس کا نتیجہ یہی ہوتا کہ وہ آدمی بے خبری میں عمران کی پشت کو گولیوں سے چھلنی کر ڈالتا ——— عمران ایک لمحہ کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔

اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔

"باہر آجاؤ۔ اب خطرہ ختم ہو گیا ہے" ——— عمران نے کیبن کے قریب جا کر چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے پہلے وہ کرنل آپرح کا ساتھی کیبن سے باہر نکلا اور اس کے پیچھے فواد۔ اس کے بعد کلثوم اور پھر فیاض اور فواد کا ساتھی باہر آگئے۔

"یہ قابو میں رہ گیا تھا" ——— عمران نے کرنل آپرح کے ساتھی کو زندہ دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا" ——— فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے ادھر ٹیلوں کے پیچھے لے آؤ۔ اب یہ ساری بات بتائے گا۔ ورنہ میں نے ایک تجربہ کرنا ہے کہ اگر زندہ آدمی کو ریت میں دفن کر دیا جائے تو وہ کس طرح تڑپ تڑپ کر جان دیتا ہے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سب کچھ بتا دوں گا۔ مجھے کچھ نہ کہو" ——— اس آدمی نے انتہائی خوف زدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ تم انکار کر دو تاکہ میرا تجربہ مکمل ہو سکے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں پلیز میں بتاتا ہوں" ——— اس آدمی نے اور زیادہ خوفزدہ لہجے میں کہا۔

اب عمران کے سارے ساتھیوں کے ہاتھوں میں

مشین گنیں تھیں۔ کیونکہ انہوں نے وہ تین مشین گنیں بھی اٹھا لی تھیں جو سائیڈ پر پڑی ہوئی لاشوں کے ساتھ ریت پر موجود تھیں۔

"جلدی بتاؤ ساری سچوئشن یہاں کی۔ اور صحارا کی پٹی کی سب بتا دو جلدی"——عمران نے ٹیلے کی آڑ میں آتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

"یہ گولڈن سینڈ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ کیبن بلیک کیبن کہلاتا ہے۔ یہاں سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر شمال کی طرف ہیڈ کوارٹر ہے——وہاں دو کیبن ہیں ایک میں کرنل آرچ رہتا ہے جب کہ دوسرے میں ضروری اسلحہ ہے۔ اس کیبن سے جنوب کی طرف ایک اور کیبن ہے جو راجر کا ہیڈ کوارٹر تھا——وہاں راجر سمیت ہم دونوں ہی مسلح آدمی تھے۔ ہمیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ونگ اے سے ممّوٹھی نے بھیجا تھا۔ ونگ اے یہاں سے بیس کلومیٹر دور ہے——وہاں ممّوٹھی اور اس کے ساتھی اہابہ کی وردیوں میں موجود ہیں وہاں چھ بڑے بڑے خیمے ہیں۔ ان کے پاس ایک ہیلی کاپٹر اور بیس آدمی ہیں——یہ دونوں آدمی ونگ تھری سے ولسن نے بھیجے تھے۔ ونگ تھری پراجیکٹ ایریے کی دوسری طرف بیس کلومیٹر دور ہے۔ کرنل آرچ کے ہیڈ کوارٹر کے بعد پراجیکٹ ایریے کے باہر دس کلومیٹر

راؤنڈ میں آر۔ سی تھرٹی : ون بیرم سکیم کا حلقہ قائم ہے جس میں ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی فضا سے اور نہ ہی زمین کی طرف سے——ممّوٹھی کا ہیڈ کوارٹر اس آر۔ سی تھرٹی ون کے حلقے کے اندر ہے——اس آدمی نے تیز تیز لہجے میں خود ہی سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

"فواد——تم اپنے ساتھی سمیت سائیڈوں کے اونچے ٹیلوں پر چڑھ کر پہرہ دو۔ ہو سکتا ہے کوئی اور ٹیم بھی کرنل آرچ نے روانہ کی ہو"——عمران نے کہا۔ اور فواد اور اس کا ساتھی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مخالف سمتوں میں دوڑ پڑے۔

"یہ پروجیکٹ کیا ہے"——عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم——اسے گولڈن سینڈ پروجیکٹ کہتے ہیں۔ میرا تعلق تو صرف قاہرہ گروپ سے ہے۔ میرا کام صرف یہاں راجر کے ساتھ مل کر پہرہ دینا تھا تاکہ ادھر سے کرنل آرچ کے ہیڈ کوارٹر کی طرف کوئی نہ پہنچ سکے——ویسے وہاں بڑی بڑی مشینیں موجود ہیں۔ اور راجر نے بتایا ہے کہ وہاں ریڈ میزائل ہیں"——اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ——ریڈ میزائل"——عمران نے چونک

کر کہا اور پھر سر ہلا دیا ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑ تڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ آدمی بُری طرح چیختا ہوا پشت کے بل ریت پر گرا ــــ اور صرف چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوگیا۔ کلثوم نے تیزی سے منہ پھیر لیا تھا۔

"آؤ اب ہمیں کرنل آرچ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا ہے۔ جلدی کرو" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور دوبارہ کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔

"میں آر۔سی۔ کتھرٹی ون کے اندر آنا چاہتا ہوں۔ فوراً حلقہ بند کرو۔ اوور" ــــ کرنل آرچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔ اس کے لئے تو پورا حلقہ بند کرنا ہوگا اوور" ــــ دوسری طرف سے براڈنے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ بند کردو۔ اٹ از ایمرجنسی" کرنل آرچ نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ میں بند کر رہا ہوں اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور کرنل آرچ نے اوور اینڈ آل کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور اُسے اٹھا کر دوڑتا ہوا کیبن سے

باہر آگیا۔ اس نے اس ٹرانسمیٹر کو کچھ دور جا کر ریت پر
رکھ دیا۔ اور خود واپس دوڑتا ہوا اپنے کیبن کے ساتھ
بنے ہوئے دوسرے کیبن کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس
کیبن کا دروازہ بند تھا۔ لیکن کرنل آرچ نے بجلی کی سی تیزی
سے اسے کھولا اور کیبن میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ
جب کیبن سے باہر آیا تو اس کے ہاتھوں میں دو کیپسول نما
سلنڈر تھے ـــــ اس نے سلنڈر نیچے رکھ کر کیبن کا
دروازہ بند کیا اور پھر سلنڈر اٹھائے وہ اس طرف کو
دوڑ پڑا جدھر ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ قریب پہنچ کر اس
نے سلنڈر کو ریت پر رکھا ـــــ اور پھر دونوں کیبنوں کی
طرف دیکھنے لگا جیسے ان کا جائزہ لے رہا ہو۔ پھر اس
نے سلنڈر دوبارہ اٹھائے اور دوڑتا ہوا دائیں طرف کو
بڑھ گیا ـــــ کچھ فاصلے پر جا کر وہ ایک جگہ رکا اور اس
نے سلنڈر ریت پر رکھے اور انتہائی تیز رفتاری سے
دونوں ہاتھوں سے ریت ہٹانے لگا۔ نرم ریت تیزی
سے ہٹتی گئی ـــــ اور جب کچھ گڑھا سا بن گیا تو کرنل
آرچ نے ایک سلنڈر اٹھا کر اس میں اس طرح رکھا کہ
اس کا رخ اس کیبن کی طرف تھا جس سے اس نے
سلنڈر اٹھائے تھے ـــــ جب اسے پوری طرح تسلی
ہو گئی کہ سلنڈر کا زاویہ درست ہے تو اس نے انتہائی
تیز رفتاری سے اس پر ریت ڈالنی شروع کر دی۔ چند لمحوں

میں ہی سلنڈر ریت میں دفن ہو گیا۔ ریت برابر کر کے اس
نے ذرا سا ہٹ کر ایک اور جگہ سے ریت ہٹانی شروع
کر دی ـــــ اور پھر اس گڑھے میں دوسرا سلنڈر
اس نے اس طرح رکھا کہ اس کا رخ اس دوسرے کیبن کی
طرف تھا جس میں سے وہ ٹرانسمیٹر اٹھا کر نکلا تھا۔ یہاں
بھی ریت کو برابر کرنے کے بعد وہ تیزی سے دوڑتا
ہوا ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا ـــــ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا
کر کاندھے پر رکھا اور پھر اس نے صحرا کے اندر کی
طرف دوڑ لگا دی۔ اونچے نیچے ٹیلے پھلانگتا ہوا وہ تیزی
سے دوڑتا چلا جا رہا تھا ـــــ مسلسل دوڑنے کی وجہ
سے وہ ہانپنے لگا تو اس نے رفتار آہستہ کر لی۔ لیکن
دوڑنا بند نہ کیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ ایک ٹیلے کے
پیچھے سے نکلا تو اس نے سامنے دو آدمیوں کو کھڑے
دیکھا ـــــ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ یہ آر۔سی
تھرٹی ون کے انچارج براڈ کے گروپ کے آدمی تھے۔
اور شاید براڈ نے انہیں اس لئے بھیجا تھا کہ کرنل آرچ
جب وہاں پہنچے تو وہ اسے لے کر واپس آسکیں۔
"سنو ـــــ بڑے کیبن میں جاؤ اور وہاں میز پر بڑی
مشین رکھی ہوئی ہے۔ وہ اٹھا کر لے آؤ۔ جلدی کرو۔ تم
دونوں مل کر اسے آسانی سے اٹھا لو گے" ـــــ کرنل
آرچ نے ان کے قریب پہنچ کر ہانپتے ہوئے لہجے

ہاتھ سے بھینچ لئے تھے۔ اس طرح فیاض کا منہ کھل گیا تھا۔
اور اس کے کھلے منہ پر رکھی ہوئی عمران کی کلائی سے خون
تیزی سے نکل کر اس کے حلق میں گر رہا تھا ——— چند
لمحوں بعد اس نے یہی عمل کلثوم کے ساتھ دوہرایا۔ اور
پھر اٹھ کر تیزی سے فواد کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس
سارے عمل میں اس کا کافی خون نکل گیا تھا۔ اس لئے اس
کے ذہن پر ایک بار پھر اندھیرے سے چھانے لگے تھے
لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت برداشت سے اپنے آپ پر
کنٹرول رکھے ہوئے تھا ——— فواد کے حلق میں کافی
سارا خون انڈیلنے کے بعد وہ بے دم سا ہو کر ریت پر
فواد کے ساتھ ہی ڈھیر ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچڑ گیا ہو۔ شاید عام
حالات میں اتنا خون نکلنے کی وہ پرواہ تک نہ کرتا۔ لیکن
اس وقت اس کی اپنی جسمانی حالت ایسی تھی کہ وہ واقعی انتہائی
حد تک نڈھال ہو گیا تھا ——— اس نے خون اگلتی ہوئی
کلائی کو موڑ کر ریت کے اندر دبا دیا۔ اور خود لمبے لمبے
سانس لیتا ہوا وہیں پڑا رہا۔ چند لمحوں بعد اسے کراہوں
کی آوازیں سنائی دیں۔ اور ان آوازوں نے جیسے اس
کے جسم کے لئے ٹانک کا کام دیا ——— وہ بجلی کی سی تیزی
سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ریت کے دباؤ کی وجہ سے خون
نکلنا رک گیا تھا۔ اور زخم پر ریت کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ شاید

ریت کی وجہ سے ہی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس
زخم میں کسی نے سرخ مرچیں چھڑک دی ہوں۔ لیکن وہ اس
کی پرواہ کئے بغیر فواد کی طرف مڑا۔ فواد کی آنکھیں کھلی ہوئی
تھیں اور وہ آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا ——— گو فواد کی آنکھوں
میں روشنی انتہائی مدھم تھی۔ لیکن بہرحال عمران کے گرم
گرم خون نے اسے موت کی وادی سے باہر کھینچ لیا تھا۔
عمران مڑ کر کلثوم اور فیاض کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دونوں بھی
ہوش میں آ چکے تھے ——— لیکن وہیں پڑے کراہ رہے
تھے۔ عمران نے فیاض کی نبض دیکھی اور پھر مسکرا دیا۔ فیاض
بھی خطرے کی حد سے باہر آ چکا تھا اور کلثوم کے چہرے
کا رنگ بھی اب بدل گیا تھا۔
"یہ تو بڑے خونخوار ثابت ہوئے ہیں" ——— عمران
نے ان کے قریب ہی ریت پر لیٹتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔
لیکن اس کے چہرے پر ایسی مسرت اور چمک ابھر آئی تھی۔
جیسے اس نے ان تینوں کو موت کے منہ سے واپس کھینچ
کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو ——— اور بات بھی
ایسی ہی تھی۔ یہ تو عمران کا ہی دل گردہ تھا کہ اس حالت میں
اس نے اپنا خون ان کے حلق میں ڈال کر انہیں موت کے
منہ سے نکالنے کے لئے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔
عمران واقعی خاصا نڈھال ہو چکا تھا ——— اس لئے وہ ریت
پر لیٹ گیا۔ اب چونکہ اسے تسلی ہو گئی تھی کہ وہ تینوں موت

کے منہ سے نکل آئے ہیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے
لیٹ گیا تھا۔ فواد کا ساتھی علی جان البتہ ہلاک ہو گیا تھا اور
عمران کو اس کا بے حد افسوس تھا۔ وہ دراصل کیبن میں سب
سے آخر میں داخل ہوا تھا ــــ اور جو چیز بھی کیبن سے آ
کر ٹکرائی تھی وہ شاید براہِ راست علی جان سے آ ٹکرائی تھی۔
اس لئے اس کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ عمران
تو الماری اپنے اوپر گرنے کی وجہ سے آگ سے بچ نکلا تھا۔
جب کہ باقی کیبن کے جلتے ہوئے ٹکڑوں کی زد میں آکر
موت کا شکار ہو چکے تھے۔

"آخ تھو۔ اوہ۔ یہ کیا بدمزہ سی چیز منہ میں آ گئی"
اچانک کلثوم کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھ بیٹھا۔
اور دوسرے لمحے یہی حالت فواد اور فیاض کی بھی ہوئی۔
وہ بھی بُرے بُرے منہ بنا کر تھوکنے لگے۔

"اوہ۔ یہ تو خون ہے۔ لیکن اس قدر بدمزہ۔ اوہ"
فیاض نے تھوکتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار
ہنس پڑا۔

"کمال ہے۔ خون بھی پیتے ہو۔ اور اُسے بدمزہ بھی
کہتے ہو۔ عجیب خونخوار ہو" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے
کہا۔ اور وہ سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ وہ مسلسل
تھوکتے بھی جا رہے تھے۔

"کیا مطلب ــــ یہ خون کہاں سے آ گیا" ــــ کلثوم

نے کہا۔

"کیا کروں۔ خون دے کر تمہیں پالنا پڑتا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے
مختصر لفظوں میں اس کے ہوش آنے سے اب تک کے
تمام حالات انہیں بتا دیئے تاکہ وہ سچوئیشن کو صحیح طور پر
سمجھ سکیں ــــ اور کلثوم سمیت فیاض اور فواد تینوں کی آنکھیں
حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ اوہ۔ تو تم نے اپنا خون پلا کر ہمیں موت کے منہ
سے نکالا ہے۔ جب کہ تمہاری اپنی حالت بھی ہم جیسی ہے"
کلثوم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے سوچا کہ موقع اچھا ہے۔ گندہ خون نکل
ہی جائے جسم سے تو اچھا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور فواد اور کلثوم تو بے اختیار ہنس پڑے۔
جب کہ فیاض کا منہ اور زیادہ بگڑ گیا۔

"تمہارے سارے جسم کا خون گندہ ہے۔ اوہ۔ میری
تو طبیعت ہی خراب ہو رہی ہے۔ توبہ۔ اس قدر بدمزہ
خون۔ تھو۔ تھو" ــــ فیاض نے تھوکتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی عظیم انسان ہو" ــــ کلثوم نے تیزی سے
آگے بڑھ کر عمران کے پیر پکڑنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ بس اس سے زیادہ خون میرے

جسم میں نہیں ہے ۔ بس جو مل گیا اُسے غنیمت سمجھو"
عمران نے جلدی سے اپنے پیر سمیٹتے ہوئے کہا۔ اور
کلثوم مسکرا دی ۔ فواد بھی بڑی عقیدت بھری نظروں سے
عمران کو دیکھ رہا تھا۔

" مجھے افسوس ہے فواد کہ تمہارا ساتھی علی جان شہید ہو
گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ وہ بہت عقلمند اور اچھا دوست تھا۔ کاش وہ
زندہ بچ جاتا" ۔۔۔ فواد نے روہانسے سے لہجے میں
کہا۔ اور اس کی آواز نے واقعی ماحول بدل دیا۔

"یہ ہوا کیا تھا" ۔۔۔ کلثوم نے کہا۔

" وہ لوگ شاید ہمارے انتظار میں تھے۔ انہیں معلوم تھا
کہ ہم ان کی تلاش میں سیدھے کینبز میں آئیں گے۔
اور انہوں نے ہمارا پہلے سے ہی بندوبست کر رکھا تھا۔
اور ایک جان کی قربانی بہرحال انہوں نے لے ہی لی"
عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر سر گھما
کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لیکن ہر طرف ریت ہی ریت تھی۔
ریت کے ٹیلے تھے۔ ریت کے علاوہ وہاں زندگی کے
کوئی آثار نہ تھے ۔۔۔ اچانک ایک ٹیلے کی طرف دیکھتے
ہوئے عمران بری طرح چونک پڑا۔ اور پھر تیزی سے چلتا
ہوا اس ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ٹیلا اس جگہ سے اندر
کی طرف کچھ دور تھا۔

"کہاں جا رہے ہو" ۔۔۔ کلثوم نے حیرت بھرے انداز
میں پوچھا۔ لیکن عمران نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں
وہیں رکنے کے لئے کہا۔ اور خود مسلسل آگے بڑھتا گیا۔
ٹیلے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا ۔۔۔ اور اس طرح آگے
دیکھنے لگا جیسے وہ کسی شیشے کے پار دیکھ رہا ہو۔ لیکن بظاہر
وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ بس وہی عام سی ریت تھی۔ اور ریت
کے ٹیلے تھے جو حدِ نظر تک پھیلے ہوئے تھے۔ عمران وہاں
ریت پر لیٹ گیا ۔۔۔ اور اس نے ریت کے ساتھ چہرہ
لگا کر اوپر کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اور دوسرے لمحے
اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ اس نے ہوا کی
لہروں میں ہلکے نیلے رنگ کی کبھی کبھی اڑتی ہوئی چنگاریاں
واضح طور پر چیک کر لی تھیں ۔۔۔ اس طرح ریت پر لیٹ
کر اگر ذرا اوپر کی طرف دیکھا جائے تو گرم ہوا کی لہروں کو
آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ اور ان لہروں میں کبھی کبھی
ہلکے نیلے رنگ کی اڑتی ہوئی چنگاریوں کا مطلب وہ اچھی
طرح سمجھتا تھا کہ یہ آر۔ سی۔ تھرٹی ون بیرم ریز کی مخصوص
نشانی ہے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ٹیلے کے
پیچھے آر۔ سی۔ تھرٹی ون بیرم سرکل قائم ہے اور اگر وہ
غفلت میں آگے بڑھ جاتے تو اس سرکل کو کراس کرتے
وقت ان کے جسم یکلخت جل کر راکھ ہو جاتے۔ ایسے
جیسے ان کے جسموں پر طاقتور آسمانی بجلی گر گئی ہو۔ وہ تیزی

سے اٹھا اور واپس آگیا۔

"اب ہم نے فوری طور پر آر۔سی۔تھرٹی دن بیرم سرکل پر
کو کراس کرنا ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کرنل آیرچ کو ہمارے
زندہ ہونے کی اطلاع مل جائے۔ اور اس کھلی جگہ پر وہ
ہمیں انتہائی آسانی سے موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے"
عمران نے واپس آکر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیا بلا ہے" ____ کلثوم نے حیران ہو کر پوچھا۔
اور عمران نے اُسے اس کی تھوڑی سی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک ہے۔ اب اسے کراس
کیسے کریں گے" ____ کلثوم نے خوفزدہ ہوتے ہوئے
کہا۔ فیاض کے چہرے پر بھی خوف کی پرچھائیاں رینگنے
لگی تھیں۔ جب کہ فواد خاموش تھا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم گہرائی میں
ریت کو کھود کر سرنگ سی بنائیں اور نیچے سے اسے
کراس کریں۔ کیونکہ ان ریز کی اونچائی تو سطح سے ایک
میل تک ہوتی ہے لیکن گہرائی صرف ایک فٹ تک ہوتی
ہے"۔

"یہ ریز کس چیز سے نکلتی ہیں" ____ فواد نے پوچھا۔

"یہ اچھا سوال ہے۔ اس کا سائنسی طریقہ بڑا عجیب ہے۔
جہاں یہ ریز پیدا کرنا ہوتی ہیں وہاں مخصوص قسم کا مادہ زمین
کے ساتھ ہو کر ایک سرکل میں ایک خصوصی مشین کے ذریعے

دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اس مادے پر بڑی
پروہ مشنری کے ذریعے اوپر سے مخصوص قسم کی ریز
مسلسل ڈالی جاتی ہیں۔ انہیں ایکوم چاک ریز کہتے ہیں۔
عرف عام میں انہیں آر۔سی کہا جاتا ہے ____ آر۔سی
اور بیرم کے ملنے سے یہ مخصوص ریز پیدا ہوتی ہیں۔ اور
تھرٹی دن ان کی طاقت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ
آسمانی بجلی کی طاقت سے اکتیس درجہ زیادہ طاقتور ہیں۔
یہ ان ریز کی انتہائی طاقت ہے ____ اس لئے انہیں
آر۔سی۔تھرٹی دن بیرم کہا جاتا ہے۔ ان ریز میں انسان تو
انسان ہے کوئی ٹینک بھی کراس کرنے لگے تو پلک جھپکنے
میں پورا ٹینک پانی بن کر بہہ جائے گا" ____ عمران نے
اس بار پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا یہ سب کچھ صرف اس مدفون
مقبرے کا خزانہ حاصل کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے"
فواد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ جس قدر اخراجات صرف آر۔سی تھرٹی دن
سکیم پر ان کے روزانہ آرہے ہوں گے۔ ان اخراجات
سے تو ایسے دس خزانے نیلام میں خریدے جا سکتے ہیں۔
یہ کوئی گہرا کھیل ہے ____ اور اسرائیل اس میں ملوث ہے۔
کرنل آیرچ اسرائیل کی سپیشل ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہے"
عمران نے کہا۔ اور فواد نے سر ہلا دیا۔

"اسرائیل —— اوہ - خدا کی پناہ - یہ تو انتہائی خطرناک لوگ ہیں" —— کلثوم اسرائیل کا نام سنتے ہی بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی -

"ٹھیک ہے - تم یہاں بیٹھ کر جل تو جلال تو کا چلہ نکالو - میں ذرا ان سے دو دو ہاتھ کر لوں" —— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا - اور پھر وہ تیزی سے ملبے کی طرف واپس مڑ گیا -

"نہیں - میں تمہارے ساتھ ہوں - اگر تم ہماری زندگیاں بچانے کے لئے اپنا خون ہمیں پلا سکتے ہو تو ہم تمہیں اکیلا موت کے منہ میں کیسے جانے دے سکتے ہیں" —— کلثوم نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا -

"واہ - اسے کہتے ہیں خون کی تاثیر - چند قطروں نے بزدلوں کو بہادر بنا دیا ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا - اور پھر اس نے ملبے میں سے ایک لکڑی اٹھائی جس کا کچھ حصہ آگ میں جلنے سے بچ گیا تھا اور اس لکڑی کو لے کر وہ تیزی سے واپس اس ٹیلے کی طرف بڑھ گیا - ٹیلے کے قریب جا کر اس نے لکڑی کو پوری قوت سے آگے کی طرف پھینکا —— دوسرے لمحے فضا میں ہی ایک شعلہ سا چمکا اور لکڑی راکھ بن کر ہوا میں ہی غائب ہو گئی -

"اوہ اوہ - اس قدر خطرناک - اوہ - اگر اس کا پتہ نہ چلتا تو ہمارا بھی یہی حشر ہوتا" —— کلثوم نے ایک بار پھر خوفزدہ

ہوتے ہوئے کہا -

"عمران صاحب - میرے خیال میں کرنل آرچ یقیناً اس ہرکل کے اندر ہو گا - اور ہو سکتا ہے کہ وہ ان کیبنز کے بالکل قریب ہو - اس لئے ہم اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظروں میں نہ آ جائیں گے" —— فواد نے کہا -

"ہاں - تمہاری بات درست ہے - وہ مقبرہ تو یہاں سے کافی دور ہے - ایسا کرتے ہیں کہ چکر کاٹ کر ذرا فاصلے سے اندر داخل ہوتے ہیں" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا - اور پھر وہ جنوب کی طرف مڑ کر چلنے لگا - باقی ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور پھر کافی دور جا کر عمران رک گیا -

"بس کافی ہے - اب ہم اندر داخل ہو جائیں - کیونکہ اب پیاس بہت بڑھنے لگ گئی ہے - ایسا نہ ہو کہ آر سی تھرٹی دن کی بجائے پیاس سے ہی مر جائیں" —— عمران نے کہا اور پھر ایک جگہ بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے ریت کو کھودنا شروع کر دیا - باقی ساتھی بھی ساتھ ہی شامل ہو گئے —— اور تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے کافی گہرا گڑھا کھود لیا - یہ گڑھا تقریباً چار فٹ گہرا تھا - عمران نے انہیں اشارہ کیا اور وہ سب اس گڑھے میں اتر آئے -

"اب غور سے میری بات سن لو - ہمارے پاس سرنگ بنانے والی مشینری تو موجود نہیں ہے - اس لئے لازماً

ہمیں ریت کو نکال کر آگے بڑھنا ہوگا اور ریت میں بیرم مادہ
لازماً ملا ہوا ہوگا۔ لیکن یہ مادہ اس وقت تک خطرناک نہیں
ہوتا جب تک آر سی ریز ان پر نہ پڑیں۔ اس لئے میں سب
سے آگے بڑھوں گا ـــــ اور جیسے ہی وہ مخصوص سپاٹ
آئے گا میں نیچے سے اس مادہ بھری ریت کو کھود کر باہر
پھینکوں گا آپ اس دوران بے حس و حرکت پڑے رہیں۔
تاکہ آپ اس مادے اور آر سی ریز کی زد میں نہ آسکیں"
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں انہیں سمجھایا۔
اور پھر ان کے سر ہلانے پر عمران نے انتہائی احتیاط
سے ریت کو آگے سے کھودنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ
وہ سرکل کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ لیکن عین سرکل کے قریب
پہنچ کر وہ رک گیا ـــــ ایک لمحے تک سوچتا رہا۔ پھر اس
نے اپنی قمیض اتاری اور اسے ہاتھ اور بازو پر لپیٹ کر
اس نے انتہائی احتیاط سے سطح سے کافی نیچے ریت
میں ہاتھ کو اس طرح آگے گھسیٹنا شروع کر دیا جیسے وہ
کوئی ڈنڈا ریت میں ٹھونک رہا ہو ـــــ تیزی سے ہاتھ
اندر ڈال کر اس نے ایک زوردار جھٹکے سے اسے واپس
کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے اوپر کی ریت ذرا کافی نیچے
بیٹھ گئی۔ عمران نے اب اور زیادہ نیچے ہاتھ ڈال کر
اسی طرح واپس کھینچا ـــــ قمیض لپٹی ہونے کی وجہ سے
کافی مقدار میں ریت باہر کو نکل آئی اور اوپر کی سطح اور زیادہ

نیچے گر گئی۔ اس بار عمران نے اور زیادہ نیچے ہاتھ کر کے
واپس کھینچا تو ریت اور زیادہ بیٹھ گئی۔ اب ریت کی سطح
سے نیچے جہاں ریت موجود تھی تقریباً ڈیڑھ فٹ کا خلا پیدا
ہو گیا تھا تو عمران نے آہستہ آہستہ ایک ایک انچ کر کے
ہاتھ کو اس خلا میں ریت کی سطح کے ساتھ ساتھ آگے کرنا
شروع کر دیا ـــــ باقی سب افراد سانس روکے
ہوئے تھے۔ کیونکہ انہیں بھی علم تھا کہ اگر ریز کی رینج میں
عمران کا ہاتھ ہوا تو پلک جھپکنے میں عمران کا پورا بازو جل کر
راکھ ہو جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے بازو کو
جلنے سے نہ بچا سکے گی ـــــ عمران نے خود بھی سانس
روکا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ سراسر سو فیصد رسک تھا۔ لیکن عمران
کی طبیعت ہی ایسی تھی کہ وہ ایسے رسک لینے میں ذرا بھی
نہ ہچکچاتا تھا۔ اور شاید اسی لئے کامیابی ہمیشہ اس کے
قدم چومتی تھی ـــــ ہاتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا اور
جب عمران کے اندازے کے مطابق اس کا ہاتھ سرکل رینج
کو کراس کر گیا اور جلا نہیں تو اس نے اطمینان کا ایک طویل
سانس لیا اور ہاتھ کو دبا کر اس نے تیزی سے واپس کھینچا
اور کافی ساری ریت باہر کو کھینچ لی۔ اب سطح اور نیچے ہو
گئی تھی ـــــ اب چونکہ ریت کی سطح خطرے کے پوائنٹ
سے کافی نیچے چلی گئی تھی۔ اس لئے عمران نے اب اطمینان
سے دونوں ہاتھوں سے ریت نکال نکال کر ایک طرف ڈھیر

کرنی شروع کر دی۔ اس کے ساتھی اس کی ہدایت کے مطابق
اس کے عقب میں بے حس و حرکت لیٹے ہوئے تھے۔
اور دیکھتے ہی دیکھتے عمران نے وہاں اتنا خلا پیدا کر لیا کہ
وہ آسانی سے رینگ کر دوسری طرف جا سکتا تھا۔ اور پھر
وہ واقعی اطمینان سے آر۔سی تھرٹی ون بیرم جیسے خطرناک
ترین اور مشکل مرحلے کو کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔
"اب ایک ایک کر کے آؤ۔ لیکن اپنے جسم کو خوب
سمیٹ کر"۔۔۔ عمران نے دوسری طرف پہنچتے ہی گڑھے
سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کلثوم اپنے
جسم کو سمیٹے آہستہ آہستہ آگے کی طرف رینگنے لگی۔ ویسے
بظاہر یہ ایک عجیب و غریب منظر تھا کہ وہ تین چار فٹ کے
فاصلے پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود تھے۔
اور درمیان میں کوئی ایسی چیز نظر نہ آ رہی تھی جس کے لئے
سمجھا جائے کہ وہ اس قدر احتیاط کر رہے ہیں لیکن ان
سب کو معلوم تھا کہ درمیان میں نظر نہ آنے والی انتہائی
خوف ناک موت کی دیوار موجود ہے۔۔۔ یہ واقعی اس قدر
خوف ناک حربہ تھا کہ اگر عمران کو پہلے کیبن سے اغوا ہونے
والے اس آدمی نے آر۔سی تھرٹی ون بیرم کے متعلق نہ
بتایا ہوتا تو یقیناً عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت جل
کر راکھ ہو چکا ہوتا۔۔۔ اور حقیقتاً اب اُسے احساس ہو رہا
تھا کہ اس نے اپنے اس محسن کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

انتہائی سفاکی سے گولی مار دی ہے۔ اور شاید زندگی میں
پہلی بار عمران کو اپنے اقدام پر پچھتاوا سا محسوس ہو رہا تھا۔
حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس آدمی کا مزید زندہ رہنا خود ان سب
کی زندگیوں کے خاتمے کا باعث بن جاتا۔۔۔ لیکن کچھ بھی
تھا اس وقت عمران کو بہرحال اس آدمی کو گولی مارنے
پر پچھتاوے کا احساس ہو رہا تھا۔
کلثوم صحیح سلامت اس موت کے مرحلے کو کراس کر آئی۔
اور پھر اس کے بعد فیاض اور آخر میں فواد بھی جب اس
طرف پہنچ گیا تو عمران سمیت سب نے اطمینان کا ایک گہرا
سانس لیا۔۔۔ ان سب کو واقعی ایسے محسوس ہو رہا تھا
جیسے وہ حقیقی معنوں میں پل صراط کو پار کر آئے ہوں۔
"اب بکھر کر آگے بڑھو۔ ہو سکتا ہے انہیں ہماری اس
کراسنگ کی خبر ہو گئی ہو۔ اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے
کہ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے
کہا۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ادھر
ادھر بکھر کر ٹیلوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔
البتہ کلثوم کو عمران نے اپنے ساتھ ہی رکھا تھا۔ وہ سب
تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک عمران کو ایک
ٹیلے کے پیچھے حرکت سی محسوس ہوئی اور دوسرے لمحے
عمران کے حلق سے ریت پر اچھلنے والے زرد ڈنڈے جیسی
تیز آواز نکلی۔ یہ خطرے کا مخصوص سائرن تھا۔ اس لئے سب

لوگ یہ آواز سنتے ہی تیزی سے ٹیلوں کے پیچھے دبک گئے۔
"تم یہیں رکو۔ میں ان کے عقب میں جانے کی کوشش کرتا ہوں" —— عمران نے کلثوم سے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔ اور پھر سانپ کی سی تیزی سے ریت پر رینگتا ہوا سائیڈ میں بڑھ کر ایک ٹیلے کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔
لیکن اس کے بعد کلثوم کو کسی ٹیلے کی اوٹ سے کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو وہ خاموش پڑی رہی۔ پھر اسی حالت میں اُسے دس منٹ گزر گئے۔ فواد اور فیاض بھی اُسے سائیڈ کے ٹیلوں میں دبکے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے —— اور پھر جیسے اعصاب پر دھماکہ ہوتا ہے اس طرح کلثوم کے اعصاب پر پہنچتی ہوئی آواز نے دھماکہ پیدا کر دیا۔

"خبردار ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دیئے جاؤ گے" —— کلثوم کو اپنے عقب سے آواز سنائی دی۔ اور وہ بے اختیار پیچھے مڑی۔ اور دوسرے لمحے ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان کے عقب میں چار افراد مشین گنوں سے مسلح اس طرح کھڑے تھے جیسے زمین سے اچانک نمودار ہو گئے ہوں۔ ظاہر ہے مشین گنوں کا رخ انہی کی طرف تھا —— فواد اور فیاض کو بھی حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ کیونکہ وہ مجبور تھے ان کے پاس اسلحہ بھی نہ تھا۔ اور مشین گنوں اور ان کے

درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ وہ ان لوگوں پر چھلانگ بھی نہ لگا سکتے تھے۔
"ارے بھائی چل تو رہا ہوں۔ آخر ریت پر چل رہا ہوں۔ سکیٹنگ تو نہیں کر رہا" —— اسی لمحے کچھ فاصلے پر ایک ٹیلے کی اوٹ سے عمران کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے دوسرے لمحے عمران سر پر ہاتھ رکھے ٹیلے کی اوٹ سے نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو افراد تھے اور کلثوم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔
عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا گیا۔ اور پھر انہیں سروں پر ہاتھ رکھے آگے بڑھنے کا حکم ملا۔
"یار جہاں لے جا رہے ہو وہاں پانی بھی ہے۔ میرا تو پیاس کے مارے دم نکلا جا رہا ہے" —— عمران نے مڑ کر کہا۔
"خاموشی سے چلتے چلو۔ ورنہ میں خون میں نہلا دوں گا" ایک مشین گن بردار نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور عمران منہ بنا کر آگے بڑھ گیا۔ انہیں واقعی انتہائی مہارت سے گھیرا گیا تھا۔
"یہ لوگ نہ صرف خاصے جلے ہوئے ہیں بلکہ ان کی حالت بھی خراب ہے۔ پھر بھی یہ آدھی سرکل کراس کر آئے ہیں" ایک مشین گن بردار نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم دل جلے ہیں بھائی۔ اور جن کے دل جلے ہوئے ہوں انہیں جسموں کے جلنے کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے" عمران نے مڑے بغیر کہا۔

"ابھی تم دل سمیت سارے جل جاؤ گے۔ فکر نہ کرو" ایک مشین گن بردار نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جب دل ہی جل گیا تو بھائی پھر جی کر کیا کریں گے" عمران نے باقاعدہ گانا گانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو ورنہ ....." ایک مشین گن بردار نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یار۔ یہی زبان تو جلنے سے بچ گئی ہے۔ تم اسے بھی جلانا چاہتے ہو۔ ویسے کرنل آرچ ہے تو بخیریت۔ میں نے تو سنا تھا کہ کرنل آرچ کی محراب کچھ ٹیڑھی ہوگئی ہے" عمران بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

"تم خاموش رہو۔ خواہ مخواہ کی بکواس سے فائدہ۔ اپنے ساتھ ہمارا بھی بیڑہ غرق کراؤ گے" ——— اس بار ساتھ چلتی ہوئی کلثوم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ ریت کا سمندر ہے۔ یہاں بیڑے غرق نہیں ہو سکتے۔ البتہ دفن ضرور ہو سکتے ہیں۔ اور دفن ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کبھی نہ کبھی کوئی پارٹی اس مدفون خزانے کو نکالنے کے لئے آ ہی جائے گی"

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ اور پھر تھوڑا آگے جانے کے بعد انہیں دور سے ریت پر موجود ایک بڑا کیبن اور اس کے گرد نصب خیمے نظر آنے لگے اور عمران غور سے اس کیبن اور خیموں کو دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں ایک نئی پلاننگ مرتب ہونی شروع ہوگئی تھی۔

براڈ کیبن سے نکل کر بے تحاشا دوڑتا ہوا ایک خیمے تک پہنچا اور پھر اس کا پردہ ہٹا کر وہ اس طرح اندر گیا جیسے وہ کسی قیامت سے بچنے کے لئے بھاگ رہا ہو ــــ اس کا سانس چڑھا ہوا تھا۔ آنکھیں جوش سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ اور چہرے کا ایک ایک عضو پھڑک رہا تھا۔

"کرنل آرچ کرنل آرچ" ــــ براڈ نے خیمے میں گہری نیند سوئے ہوئے کرنل آرچ کو بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ کیا ہے" ــــ کرنل آرچ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ پکڑے گئے۔ میں نے انہیں پکڑ لیا ہے۔ وہ

بے بس ہو گئے ہیں" ــــ براڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کون پکڑے گئے۔ کن کی بات کر رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا" ــــ کرنل آرچ نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ جنہیں آپ عمران اور اس کے ساتھی کہہ رہے تھے" براڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی پاگل ہو گئے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی تو باہر کیبن میں ہی ہلاک ہو گئے تھے" ــــ اب کرنل آرچ کے لہجے میں بھی حیرت کا عنصر غالب آ گیا تھا۔

"وہ ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ صرف معمولی سے جل ضرور گئے تھے۔ اور وہ آر سی سرکل بھی کراس کر آئے تھے۔ لیکن دیو مشین نے ان کی موجودگی کی نشاندہی کر دی۔ اور میں نے انہیں پکڑ لیا" ــــ براڈ نے دونوں ہاتھ پرجوش انداز میں رگڑتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ مجھے احمق بنانے آ گئے ہو۔ آر۔سی سرکل کون کراس کر سکتا ہے۔ کیا اب یہ بات بھی تمہیں سمجھانی پڑے گی ــــ تمہیں آخر ہوا کیا۔ میں تو تمہیں اچھا بھلا چھوڑ کر آیا تھا" ــــ کرنل آرچ اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ وہ زندہ سلامت ہیں۔ ایک

عورت اور تین مرد ۔ وہ سرکل بھی کراس کر آئے پھر بھی زندہ سلامت ہیں ۔ آپ کو یقین نہیں آ رہا ۔ آئیے ۔ خود دیکھ لیجئے ۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ یقین نہیں کریں گے ۔ اس لئے میں نے انہیں وہیں گولی نہیں ماری —— بلکہ یہاں لا کر قید کر دیا ہے" براڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا ۔

"اوہ —— کہاں ہیں وہ" —— کرنل آرچ اب واقعی بوکھلا گیا تھا ۔ وہ تو اسی لئے اطمینان کی گہری نیند سو رہا تھا کہ اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا تھا ۔ لیکن اب براڈ کہہ رہا تھا کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ آر ۔ سی سرکل بھی کراس کر آئے ہیں اور تب بھی زندہ ہیں ۔ یہ ساری باتیں واقعی یقین نہ آنے والی تھیں ۔

"آئیے میرے ساتھ ۔ آئیے" —— براڈ نے کہا ۔ اور تیزی سے خیمے سے باہر نکل گیا ۔

کرنل آرچ بھی بجلی کی سی تیزی سے اس کے پیچھے خیمے سے باہر آیا ۔ اور وہ دوڑتے ہوئے کیبن کی دوسری سائیڈ پر موجود ایک بڑے سے سرخ رنگ کے خیمے کی طرف دوڑ پڑے ۔ جس کے باہر چھ مشین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے —— یہ مخصوص قسم کا خیمہ تھا جسے باہر سے اس طرح بند کیا جا سکتا تھا کہ اندر سے اسے کسی صورت بھی نہ کھولا جا سکتا تھا ۔

خیمے کے باہر کھڑے ہوئے مسلح افراد ان دونوں کو دوڑ

کر خیمے کی طرف آتے دیکھ کر اٹن شن ہو گئے ۔

"نکالو —— انہیں باہر نکالو تاکہ کرنل آرچ کو یقین آ جائے" براڈ نے دور سے ہی چیخ کر کہا ۔

اور ایک مسلح محافظ نے جلدی سے خیمے کا باہر سے لگا ہوا بند کھولنا شروع کر دیا ۔ بند کھلتے ہی اس نے پردہ ہٹایا ۔ اور مشین گن سیدھی لئے وہ اندر داخل ہو گیا ۔

"اوہ —— اگر یہ واقعی زندہ ہیں تو پھر تم نے انتہائی خطرناک کام کیا ہے ۔ انہیں فوراً گولی مار دینی تھی" —— کرنل آرچ نے چیختے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے خیمے میں داخل ہونے والا مسلح آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر نکل آیا ۔

"خیمہ خالی ہے ۔ وہ اندر نہیں ہیں" —— اس نے باہر نکلتے ہی چیخ کر کہا ۔ اور اس کی بات کا اثر باقی مسلح افراد کے ساتھ ساتھ براڈ اور کرنل آرچ پر اس طرح ہوا جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ گئے ہوں ۔

"خیمہ خالی ہے —— کیا مطلب ۔ وہ کہاں گئے" —— براڈ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ خود خیمے کی طرف دوڑ پڑا ۔ باقی مسلح افراد بھی دوڑ کر اس کے پیچھے داخل ہوئے ۔ اور کرنل آرچ بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا ۔ لیکن خیمہ واقعی خالی تھا وہاں عمران اور اس کے ساتھی تو کجا کوئی کیڑا تک موجود نہ تھا ۔

"یہ کہاں گئے ۔ کیا یہ جن بھوت تھے جو غائب ہو گئے ۔ کہاں

گئے"۔۔۔۔ براڈ شدت حیرت سے بُری طرح ناچنے لگا۔

"اوہ باس ۔ یہ ریت ہٹی ہوئی ہے۔ وہ لوگ سائیڈ خیمے میں ہیں"۔۔۔۔ اچانک ایک مسلح آدمی نے چیخ کر ایک طرف اشارہ کیا اور وہ سب بوکھلاتے ہوئے انداز میں خیمے سے باہر نکل کر اس طرف کے ملحقہ خیمے کی طرف دوڑ پڑے۔ لیکن یہ خیمہ بھی خالی تھا۔ اور پھر وہ سب بُری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر آ گئے۔

"اوہ اوہ۔۔۔۔ انہیں تلاش کرو۔ سارے علاقے کو گھیر لو۔ جہاں وہ نظر آئیں انہیں گولی مار دو"۔۔۔۔ براڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے مسلح ساتھی تیزی سے ادھر ادھر دوڑتے چلے گئے۔

"کیا تم صحیح کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی وہ زندہ ہیں۔ کیا تم سب نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ آپ کو یقین کیوں نہیں آیا۔ اوہ۔ آپ دیکھیں وہ ابھی پکڑے جائیں گے۔ اوہ۔ ویو مشین۔ اوہ۔ مجھے ویو مشین پر چیک کرنا چاہیئے"۔۔۔۔ براڈ نے کہا۔ اور پھر بے تحاشا انداز میں وہ کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔ کرنل آرچ بھی اس کے پیچھے دوڑا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کیبن میں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے داخل ہوتے اچانک مشین گن کی تیز آواز کے ساتھ

براڈ کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی۔ اور وہ ریت پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ کرنل آرچ بجلی کی سی تیزی سے نیچے گرا۔ اور اس نے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور باہر کھینچ لیا۔ لیکن اُسی لمحے ایک بار پھر مشین گن تڑتڑائی۔۔۔۔ اور کرنل آرچ کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر کہیں ریت میں گر کر غائب ہو گیا۔ اُسی لمحے خیموں اور کیبن کی سائیڈوں سے بھی مشین گنوں کے تڑتڑانے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر سکوت چھا گیا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کرنل آرچ"۔۔۔۔ اچانک عمران کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل آرچ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران اسی سرخ خیمے کے دوسری طرف والے خیمے کے دروازے میں مشین گن سنبھالے کھڑا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھی دیگر خیموں کے پیچھے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

کرنل آرچ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ وہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"فواد۔۔۔۔ کرنل آرچ کو ٹائی کر دو"۔۔۔۔ عمران نے مشین گن سمیت اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اور فواد نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر پوری قوت سے مشین گن کا دستہ کرنل آرچ کی کھوپڑی پر جما دیا۔ کرنل آرچ لڑکھڑا

کہ نیچے گرا ہی تھا کہ فواد نے جھپٹ کر اُسے اٹھایا۔ اور دوسرے لمحے وہ اس کے بازو پشت پر کر کے انہیں رسی سے باندھ رہا تھا۔ فواد نے واقعی انتہائی برق رفتاری سے کام کیا تھا۔ رسی پہلے ہی اس کی کمر کے گرد موجود تھی۔

"بس کافی ہے۔ اب اسے اٹھا کر کھڑا کر دو۔ اور خود جا کر مزید ادھر ادھر تلاش کرو۔ شاید کوئی آدمی چھپا ہوا ہو"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور فواد سر ہلاتا ہوا ریت پر پڑی اپنی مشین گن اٹھا کر دوڑ پڑا۔ کلثوم اور فیاض دونوں عمران سے ذرا ہٹ کر خاموش کھڑے تھے۔

"کرنل آرچ۔ تمہارا تعلق تو اسرائیل کی سپیشل ایجنسی سے ہے۔ اور تم اس ایجنسی کے چیف ایجنٹ ہو۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اب اسرائیل میں عقلمندوں کا قحط پڑ گیا ہے جو انہوں نے تم جیسے احمق کو چیف ایجنٹ بنا دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مجھے دراصل براڈ کی بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔ اس لئے میں مار کھا گیا۔ ورنہ کرنل آرچ ہزار آنکھیں رکھتا ہے"۔ کرنل آرچ نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"مطلب یہ ہوا کہ تمہاری ہزار کی ہزار آنکھیں اندھی ہیں۔ تم ایک معمولی سی بات پر بھی غور نہ کر سکے۔ ہم نے جان بوجھ کر خیمے کی دائیں طرف کے پردے کے نیچے ریت ہٹائی

تاکہ تم یہی سمجھو کہ ہم دائیں طرف والے خیمے کی طرف گئے ہیں۔ لیکن ہم گئے بائیں طرف والے خیمے کی طرف تھے۔ تم اتنے معمولی سے ڈاج میں آ گئے۔ حالانکہ تمہیں ان اطراف کے خیمے چیک کرنے چاہئیں تھے۔ جب تم یہ نہیں کر رہے تھے تو ہم ساتھ والے خیمے میں موجود تھے۔ ہمارے پاس اسلحہ نہ تھا اور اگر تم اس طرف آ جاتے تو ہم حقیر چوہوں کی طرح دوبارہ قابو میں آ جاتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی مجھے یہ خیال نہ آیا تھا۔ لیکن تم زندہ کیسے بچ گئے۔ اور تم نے آر۔سی ہرکل کیسے کراس کیا"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دراصل ہم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے موت ہمارے قریب نہیں آتی۔ اب دیکھو جیسے ہی تم دونوں کیبن کی طرف بھاگے۔ میرے ساتھی پچھلی طرف سے پردہ ہٹا کر باہر نکلے اور پھر انہیں فوری طور پر ساتھ والے خیمے سے اسلحہ مل گیا۔۔۔۔ انہوں نے ایک مشین گن میری طرف بھی اچھال دی۔ اس کے بعد کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ تم بے بس ہو۔ جب کہ تمہارے وہ چھ ساتھی مشین گن کی آواز سن کر اکٹھے ہی ادھر دوڑ پڑے۔ نتیجہ یہ کہ آسانی سے شکار ہو گئے"۔۔۔۔ عمران نے اس طرح اُسے بتانا شروع کر دیا جیسے وہ کرنل آرچ کو کوئی

دلچسپ کہانی سنا رہا ہو۔

"تم مجھے بتاؤ کہ تم زندہ کیسے بچے اور آر۔سی سرکل تم نے کیسے کراس کیا"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا۔

"وہ بھی بتا دوں گا۔ یہ کہانی تو تمہیں اس لئے سنا رہا ہوں تاکہ تمہیں بتا سکوں کہ سپیشل ایجنسی میں واقعی احمق بھرتی ہو گئے ہیں۔ اس طرح ایک دوسرے سے جوڑ کر خیمے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ خیمے اگر یہ اس طرح جڑے ہوئے نہ ہوتے تو پھر واقعی اس بار ہم بُری طرح پھنس گئے تھے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ اسس براڈ کی حماقت تھی۔ کاش مجھے پہلے اس بات کا خیال آ جاتا کہ تم زندہ بھی بچ سکتے ہو تو پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے یہاں تک پہنچ سکتے ہو"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے کہا

"اوہ واقعی مجھے خیال نہیں آیا ورنہ میں تمہیں ٹیلی فون کر دیتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے فواد دوڑتا ہوا آیا اور عمران نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

"اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے تمام خیمے چیک کر لئے ہیں" فواد نے کہا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔

"گڈ۔ میں اس اطلاع کے انتظار میں کرنل آرچ سے گپ شپ کر رہا تھا۔ کیونکہ اگر ایک بھی آدمی زندہ موجود ہوتا تو ہم سب

ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتر سکتے تھے۔ ہاں اب کرنل آرچ تم مجھے کم سے کم لفظوں میں یہ بتا دو کہ یہ سارا کھیل کیا ہے۔۔۔۔ تم لوگ اس مدفون مقبرے کو کس مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مدفون مقبرہ۔۔۔۔ کیسا مدفون مقبرہ"۔۔۔۔ کرنل آرچ نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر کوئی مدفون مقبرہ نہیں ہے تو ابھی بنا دیتا ہوں۔ بس ایک ٹریگر دبانے کی دیر ہے۔ تم ریت کے نیچے اور مدفون مقبرہ موجود"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے واقعی ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گولیاں بارش کی طرح کرنل آرچ کے جسم سے ٹکرائیں اور کرنل آرچ چیخ کر نیچے گرا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ساکت ہو گیا۔

"تم بڑی بے دردی سے انسانوں کو قتل کر دیتے ہو" کلثوم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ انسان نہیں ہیں بلکہ انسانیت کے لئے زہریلے سانپ ہیں مس کلثوم عمرابدال"۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے خواہ مخواہ اسے مار دیا۔ اس پر تشدد کر کے بھی اس سے پوچھ گچھ کی جا سکتی تھی"۔۔۔۔ فیاض نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ منیات کا عام سمگلر نہیں ہے۔ سپیشل ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہے۔ اس نے جس لہجے میں مجھے جواب دیا تھا۔ وہی لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ کچھ نہیں بتائے گا۔ چاہے اس کی ایک ایک بوٹی کیوں نہ علیحدہ کر دی جائے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر مشین گن ایک طرف پھینک کر وہ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے کھلے دروازے سے بے پناہ شور باہر آتا سنائی دے رہا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے چلنے لگے تو عمران رک گیا۔

"نواد اور فیاض۔ تم دونوں ادھر ادھر رک کر پہرہ دو گے۔ اور انتہائی خبردار رہنا۔ کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے"۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اور پھر مڑ کر کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اس نے کلثوم کو کوئی ہدایت نہ کی تھی۔ اس لئے کلثوم اس کے پیچھے چلتی ہوئی کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

"اف اللہ۔ کس قدر شور ہے"۔۔۔ کلثوم نے کیبن کے اندر داخل ہوتے ہی بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ مشین گن اس نے کاندھے سے لٹکائی ہوئی تھی۔ لیکن عمران اطمینان سے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ کیبن میں پہنچ کر اس کی نظریں وہاں میز پر موجود مشینوں پر پڑیں تو وہ انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ کلثوم بھی

اس دوران اندر آ چکی تھی۔

"دروازہ بند کر دو"۔۔۔ عمران نے مڑ کر کہا۔ اور ساتھ ہی اشارہ بھی کر دیا۔ کلثوم نے دروازہ بند کر دیا۔ اور دروازہ بند ہوتے ہی شور یک لخت ختم ہو گیا۔

عمران کرسی پر بیٹھ کر غور سے اس مشینری کو دیکھنے لگا۔ اور پھر اس کی نظریں اس مشین پر جم گئیں جو کرنل آیرج اپنے ساتھ اپنے کیبن سے لے آیا تھا۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔۔۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اس پر موجود سکرینیں روشن ہو گئیں اور عمران ان سکرینوں پر ابھرتے ہوئے منظر دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔۔۔ مناظر میں صحرا کا ایک منظر نظر آ رہا تھا۔ جہاں خیمے نصب تھے۔ اور ریت میں سرنگ بنانے والی مشینیں موجود تھیں۔ ایک طرف بہت سے لوگ ایک بڑے ٹرک میں سے سرخ رنگ کے بڑے بڑے میزائل ان لوڈ کر رہے تھے۔ جب کہ ویسے ہی ایک دوسرے ٹرک میں بڑے بڑے گتے کے پیکٹ رکھے جا رہے تھے۔۔۔ ایک سائیڈ پر ایک مشین کے ذریعے ایک کافی لمبی چوڑی مشین کو ریت کے اندر ایک بڑے سے سوراخ میں بڑی احتیاط سے لے جایا جا رہا تھا۔ عمران غور سے اس ساری کارروائی کو دیکھتا رہا۔

"اوہ۔ تو یہ ہے ان کا پراجیکٹ۔ یہ یہاں ریڈ میزائل کا اڈہ بنا رہے ہیں" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ریڈ میزائل کا اڈہ ——— کیا مطلب" ——— کلثوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کچھ دیر خاموش رہو تو بہتر ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کلثوم سے کہا۔ اور پھر اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ اس پر پہلے سے ایک فریکونسی ایڈجسٹ تھی اور عمران نے اس فریکونسی کو چیک نہ کیا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ——— کون کال کر رہا ہے اوور" ——— اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز ابھری۔

"کرنل آرچ سپیکنگ اوور" ——— عمران نے کرنل آرچ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے پیچھے کھڑی ہوئی کلثوم چونک کر عمران کو دیکھنے لگی۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ عمران کی آواز ہے یا واقعی مردہ کرنل آرچ بول پڑا ہے۔

"اوہ کرنل آرچ۔ دراصل ٹرانسمیٹر آن کر کے آپ خود پہلے کال کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے حیرت ہوئی تھی کہ کال

تو آپ کی طرف سے ہی ہے۔ لیکن آپ بول نہیں رہے تھے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کچھ سوچ رہا تھا۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ——— عمران نے گول مول سا جواب دیا۔ کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کس سے بات کر رہا ہے اور بات کرنے والا کہاں سے بول رہا ہے۔

"اوہ سر۔ کام انتہائی تیزی سے مکمل ہو رہا ہے۔ اور سر پہلے تو میرا خیال تھا کہ گولڈن سینڈ پراجیکٹ ہفتے سے پہلے مکمل نہ ہو سکے گا ——— لیکن سر۔ اب صرف کل کا کام باقی ہے۔ مقبرے میں سے کچھ زیادہ سامان نہیں نکلا۔ اور دوسری بات یہ ہوئی کہ مقبرے کی نچلی تہہ اس قدر پختہ ہے کہ ریڈ میزائل ——— آپریٹنگ مشینری آسانی سے اس پر فٹ ہو سکتی ہے۔ ورنہ پہلے یہی خیال تھا کہ اس کا باقاعدہ فونڈیشن تیار کرنا پڑے گا جس میں دو روز لگ جانے تھے ——— آپ بے شک چیف باس کو رپورٹ دے دیں کہ زیادہ سے زیادہ چھتیس گھنٹوں کے اندر یہ آپریشن مکمل ہو جائے گا تاکہ وہ ماہرین کو فوراً یہاں بھجوا دیں اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بولنے والا اسی جگہ سے بول رہا ہے۔ جہاں کے مناظر اسے دوسری مشین کی سکرینوں پر نظر آ رہے تھے۔ اور اس

کے ساتھ ہی اس کا اندازہ بھی سو فیصد درست نکلا تھا۔ کہ
اس مدفون مقبرے میں اسرائیل ریڈ میزائل کا خوف ناک
اڈہ تعمیر کر رہا ہے۔

" اگر ایسی بات ہے تو پھر فالتو آدمیوں کو واپس نہ بھیج
دیا جائے اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

" کیا ضرورت ہے سر۔ جب ماہرین یہاں کا مستقل
چارج سنبھال لیں گے تو پھر ہم سب اکٹھے ہی یہاں سے
چل دیں گے۔ ورنہ ٹرانسپورٹ طیاروں کو دو تین چکر کاٹنے
پڑیں گے ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ یہ طیارے مصری راڈار
پر چیک کر لئے جائیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ لیکن جب تک میں خود
پراجیکٹ کی تکمیل کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ میں
چیف باس کو رپورٹ کیسے دے سکتا ہوں اوور"
عمران نے کہا۔

" اوہ کرنل آبرچ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ مجھے
اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں کس قدر ذمہ دار آدمی ہوں۔ اب
آپ کو ٹموتھی کی ذمہ داری پر بھی شک گزرنے لگا ہے
اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے جو یقیناً
ٹموتھی تھا انتہائی ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" یہ بات نہیں۔ یہ سپیشل ایجنسی کا اصول ہے۔ تم جانتے ہو
کہ ہمیں ہر صورت میں اصول پر چلنا پڑتا ہے اوور"
عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اصول ٹھیک ہے۔ جناب اصول کی بات ٹھیک
ہے جناب اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اور سنو۔ میں خود چونکہ اہم پوائنٹ پر ہوں اس لئے خود
نہیں آسکتا بلکہ اپنے چار ایجنٹ بھیج رہا ہوں۔ یہ واپسی پر
مجھے رپورٹ دیں گے اور ان کی رپورٹ پر میں چیف باس
کو رپورٹ دوں گا ـــــ اور یہ بھی بتا دوں کہ خاص مقصد
کے لئے ان کی شناخت چھپائی گئی ہے۔ ان میں سے
دو مرد ایشیائی میک اپ میں اور ایک عورت اور ایک مرد
مصری میک اپ میں ہیں۔ یہ چاروں سپیشل ایجنسی سے متعلق
ہے ـــــ چونکہ شناخت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ اس لئے
بہتر ہے کہ ہم کوڈ استعمال کریں۔ میرے آدمی کوڈ استعمال
کریں گے آل زیرو۔ اور تمہارے آدمی اس کے جواب
میں کوڈ استعمال کریں گے نل زیرو۔ تم سمجھ گئے اوور"
عمران نے کہا

" بالکل ٹھیک ہے جناب۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اوور"
دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ
کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور ایک بار پھر اس سکرین کو دیکھنے
لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ کلثوم ۔ اب ہم ان کے گولڈن سینڈ پروجیکٹ کو ورلڈ گولڈ میں بدل دیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس ساری مشینری کا کیا ہو گا ۔ کیا یہ یونہی چلتی رہے گی" ــــ کلثوم نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ یہ ہمارے فائدے میں ہے ۔ اس طرح فوری طور پر باہر سے کوئی اندر داخل نہ ہو سکے گا ۔ ویسے بھی یہ تمام آٹومیٹک مشینری ہے ۔ جب ہم مشن مکمل کر لیں گے تو پھر اسے بند کر دیں گے ــــ اور اس کے بعد ڈاکٹر عم ابدال کو دعوت ولیمہ میں بلائیں گے ۔ کیا خیال ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے اس صحرا میں دعوت کرنے کی ۔ ہم واپسی پر قاہرہ کے سب سے بڑے ہوٹل میں دعوت نہیں کر سکتے" ــــ اس بار کلثوم نے بڑے شرمیلے سے لہجے میں کہا ۔ اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی ۔ اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا ۔ کلثوم کا یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ اب مذاق سنگین صورت اختیار کر گیا ہے ــــ کلثوم اب عمران سے شادی پر تیار ہو گئی ہے ۔ اور عمران جانتا تھا کہ کلثوم جس طرح کی جذباتی لڑکی ہے ۔ اس نے جھاڑ کا کانٹا بن جانا ہے ۔ لیکن ظاہر ہے عمران تو بس مذاق کی حد تک ہی جا سکتا تھا ۔ اس سے آگے کی سرحد

پار کرنے کی حسرت تو جولیا کی بھی پوری نہ ہوئی تھی ۔ کلثوم بھلا کس قطار شمار میں تھی ۔

کیبن سے باہر نکل کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو بڑی تفصیل سے ہدایات دیں ۔ اور پھر ایک خیمے سے انہیں لباس بھی فراہم ہو گئے ۔ اور مخصوص قسم کا اسلحہ بھی ۔ ایک طرف ریت پر چلنے والی ایک طاقتور جیپ بھی موجود تھی ۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اس جیپ پر بیٹھے اور جیپ تیز رفتاری سے صحرا میں اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر عمران کے اندازے کے مطابق مدفون مقبرہ ہو سکتا تھا ــــ عمران اور اس کے ساتھی ذہنی طور پر پوری طرح مطمئن تھے کہ اب اس مشن کی تکمیل میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی لیکن تقدیر شاید ان کے اس اطمینان پر طنزیہ انداز میں مسکرا رہی تھی ۔

کیبن میں بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے ٹھوتھی کے
چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے
سامنے ایک بڑی میز پر مستطیل سی مشین موجود تھی۔ جس پر
گولڈن سینڈ پراجیکٹ پر ہونے والی تمام کارروائی اُسے
سکرین پر نظر آرہی تھی ——— اور اس مشین کے ذریعے وہ
سب لوگوں کو اس کیبن میں بیٹھے بیٹھے ہدایات جاری کرتا
رہتا تھا۔ یہ کیبن ایک لحاظ سے گولڈن سینڈ پروجیکٹ کا
کنٹرول آفس تھا۔ ٹھوتھی کے ساتھ ہی اس کا اسسٹنٹ
داکر بیٹھا ہوا ایک دوسری مشین کو سنبھالے ہوئے تھا۔

"باس۔ آپ کچھ زیادہ ہی پریشان دکھائی دے رہے
ہیں" ——— داکر نے ٹھوتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"داکر۔ میں سخت الجھن میں ہوں۔ مجھے اپنے ذہن پر یقین

نہیں آرہا۔ لیکن بات ہی ایسی ہے کہ یقین کرنا ہی پڑتا ہے"
ٹھوتھی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
وہ خود اپنے آپ پر واضح نہ ہو رہا ہو۔

"کیسی الجھن باس" ——— داکر نے چونک کر پوچھا۔ اس
کے چہرے پر قدرے حیرت کے آثار تھے۔ کیونکہ وہ اچھی
طرح جانتا تھا کہ ٹھوتھی اسرائیل کا انتہائی اہم اور قابل سائنسدان
ہے۔ لیکن اس وقت وہ اس طرح بات کر رہا تھا جیسے اس
کا ذہن ماؤف ہو رہا ہو۔

"داکر۔ تمہیں معلوم ہے کہ گولڈن سینڈ پروجیکٹ کو اسرائیل
کی سپیشل ایجنسی ہینڈل کر رہی ہے۔ اور کرنل آرچ جو کہ سپیشل
ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہے۔ یہاں کا مقامی انچارج ہے۔ ابھی
کرنل آرچ کی کال آئی ہے ——— اس میں اس نے کہا ہے
کہ وہ خود یہاں آکر چیک کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ کرنل آرچ
کو اچھی طرح معلوم ہے کہ موجودہ پلاننگ میں یہ بات خاص
طور پر طے کی گئی تھی کہ کرنل آرچ یا اس کا کوئی آدمی آپریشن
رینج میں نہ داخل ہوگا نہ مداخلت کرے گا ——— آپریشن کا
مکمل چارج میرے پاس ہے اور کرنل آرچ اور اس کے
ساتھی صرف حفاظتی انتظامات کے انچارج ہوں گے۔ کرنل
آرچ کو اس بات کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے میرا اور کرنل آرچ
کا رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہی ہے ——— البتہ کرنل آرچ کو ایسی
مشنری مہیا کی گئی تھی کہ وہ اس کی مدد سے آپریشن کے مختلف

پہلوؤں کو انتظامی نقطۂ نظر سے چیک کر سکے۔ لیکن اب کرنل آپرچ کہہ رہا ہے کہ وہ خود یہاں آنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے خود اصول کی بات کی ہے۔ بس اسی بات نے میرے ذہن میں بھونچال پیدا کر دیا ہے ۔۔۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کرنل آپرچ کم از کم ایسی بات نہیں کہہ سکتا" ۔۔۔ ٹھوکتی نے کہا۔

"اوہ تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ کال کرنل آپرچ کی نہیں تھی۔ واکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہی تو مسئلہ ہے کہ کال کرنل آپرچ کی ہی تھی۔ کیونکہ میں اس کا لہجہ اور اس کے بات کرنے کے انداز سے بخوبی واقف ہوں۔ لیکن کرنل آپرچ ایسی بات ہرگز نہیں کر سکتا۔ اور مزید چونکا دینے والی بات یہ ہوئی کہ کرنل آپرچ خود نہیں آ رہا بلکہ وہ اپنے آدمی بھیج رہا ہے ۔۔۔ اور یہ آدمی ایشیائی اور مصری میک اپ میں ہیں۔ اور ان میں ایک عورت بھی ہے۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس پورے مشن میں کہیں بھی کسی جگہ بھی کوئی عورت موجود نہیں ہے" ۔۔۔ ٹھوکتی نے کہا۔

"اوہ باس۔ پھر یقیناً کوئی اہم چکر ہے۔ میرا خیال ہے آپ اس سلسلے میں براہِ راست سپیشل ایجنسی کے چیف باس سے بات کر لیں" ۔۔۔ واکر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ تمہارا مشورہ درست ہے"۔ ٹھوکتی نے اس طرح کہا جیسے وہ خود بھی اسی پہلو پر سوچ رہا تھا۔

لیکن شاید وہ پوری طرح فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔ لیکن واکر کے کہنے پر اس نے فوری فیصلہ کر لیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔ اس نے جلدی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ اور پھر اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹھوکتی کالنگ فرام گولڈن سینڈ پروجیکٹ آپریشنل پوائنٹ اوور" ۔۔۔ ٹھوکتی نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔ ایچ۔ کیو۔ ایس۔ ایجنسی اٹنڈنگ اوور"
چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہوئی۔

"ٹھوکتی کالنگ۔ فار چیف باس آف ایس ایجنسی۔ اٹ از ایمرجنسی اوور" ۔۔۔ ٹھوکتی نے تیز لہجے میں کہا۔

"سپیشل کوڈ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں ہنگامی کال کر رہا ہوں۔ گولڈن سینڈ پروجیکٹ کے آپریشنل پوائنٹ سے۔ انچارج ٹھوکتی۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی اوور" ۔۔۔ ٹھوکتی نے تیز تیز لہجے میں کہا کیونکہ اُسے کسی سپیشل کوڈ کا علم نہ تھا۔

"یس۔ ایس۔ ون اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے ٹھوکتی۔ تم نے براہِ راست ہیڈ کوارٹر کال کیوں کی ہے اوور"
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور بھاری آواز ٹرانسمیٹر پر گونجی۔

"میں چیف باس آف سپیشل ایجنسی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

اٹ از ٹاپ ایمرجنسی ۔ پلیز ان سے فوراً بات کرائیں اوور،
ٹھوکتی نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔
" یس چیف باس ہی بول رہا ہوں ۔ میرا کوڈ نام ایس ۔ ون
ہے اوور" ـــــ اسی بھاری آواز نے کہا ۔
" اوہ باس ۔ ایک انتہائی الجھن درپیش ہے ۔ پلیز پہلے میری
بات سن لیں ...... " ـــــ ٹھوکتی نے کہا اور پھر اس نے
کرنل آپرح کی کال اور اپنی الجھن پوری تفصیل سے بیان کر دی ۔
" اوہ اوہ ـــــ یہ واقعی حیران کن بات ہے ۔ اور یہ
ایشیائی اور مصری آپریشنل پوائنٹ پر پہنچ تو نہیں گئے اوور"
چیف باس نے چیختے ہوئے پوچھا ۔
" نہیں باس ۔ ویسے بھی وہ آر ۔ سی تھرٹی ون بیرم کراس
کر کے ہی یہاں پہنچیں گے ۔ کیونکہ کرنل آپرح کا کیمپ تو آر ۔ سی
سرکل سے باہر ہے اوور" ـــــ ٹھوکتی نے جواب دیا ۔
" اوہ ٹھوکتی ۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے براہِ راست بات کر
لی ۔ مجھے شک پڑ رہا ہے کہ معاملہ بے حد گڑبڑ ہے ۔ ان
ایشیائی اور مصری مسئلے نے بات کو واقعی الجھا دیا ہے ۔ تم
فوری طور پر اپنے آدمیوں کو حکم دے دو کہ وہ آپریشنل پوائنٹ
کو چاروں طرف سے گھیر لیں ـــــ اور اگر میری دوسری کال
تک یہ لوگ پہنچ جائیں تو انہیں ہر صورت میں آپریشنل پوائنٹ
سے دور روک دیا جائے ۔ میں ابھی مکمل چیکنگ کر کے تمہیں
براہِ راست کال کرتا ہوں ۔ تمہاری سپیشل فریکونسی کیا ہے اوور"

چیف باس نے کہا ۔
اور جواب میں ٹھوکتی نے اپنی مخصوص فریکونسی بتا دی اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ آف ہو گیا ۔
ٹھوکتی نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور میز پر رکھے
ہوئے سرخ رنگ کے وائرلیس فون کا رسیور اٹھا لیا ۔
" یس باس ـــــ ٹیک وڈ اٹنڈنگ " ـــــ رسیور
اٹھاتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔
" ٹیک وڈ ۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اپنے سارے آدمیوں کو
مسلح کر کے آپریشنل پوائنٹ سے کم از کم چار کلومیٹر کے
فاصلے پر چاروں طرف تعینات کر دو ۔ چار افراد آپریشنل
پوائنٹ کی طرف آ رہے ہیں ـــــ ان میں ایک عورت
اور تین مرد ہیں ۔ ان میں سے دو ایشیائی اور دو مصری ہیں
یہ لوگ نجانے کس طرف سے آئیں اور کس چیز پر آئیں یا کس
وقت پہنچیں ۔ کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔ لیکن تم نے انتہائی سخت
چیکنگ کرنی ہے ـــــ تم نے انہیں اس طرح روکنا ہے
کہ انہیں کوئی شک نہ پڑے ۔ کیونکہ ابھی یہ طے ہونا ہے
کہ یہ ہمارے اپنے آدمی ہیں یا کوئی دشمن ہیں ۔ تم انہیں روک
کر یہ کہہ دینا کہ باس ٹھوکتی خود آ رہے ہیں اور وہ آپ کو
خود اپنے ساتھ لے جائیں گے ـــــ اس کے بعد جو بھی
صورت حال ہوئی میں خود وہاں پہنچ کر واضح کر دوں گا ۔ لیکن ان
کی آمد کی فوری اطلاع زیرو ٹرانسمیٹر پر تم نے دینی ہے ۔ ویسے

اپنے آدمیوں کو بتا دینا کہ آنے والے کو ڈآل زیرو کہیں گے
اور تمہارے جو آدمی بھی ان سے ٹکرائیں وہ جواب میں فل زیرو
کہیں گے۔ لیکن تم نے انہیں ہر صورت میں وہیں روکنا ہے۔
آگے نہیں آنے دینا ــــ لیکن انداز ایسا رکھنا کہ وہ کوئی بات
محسوس نہ کر سکیں۔ میرا خیال ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو
گے"ــــ ٹموتھی نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایسا ہی
کروں گا"ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ٹموتھی نے
اوور کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"کوئی گڑبڑ ہے ضرور۔ چیف باس بھی ایشیائی اور
مصری میک اپ کی بات پر بھی چونکا ہے"ــــ رسیور
رکھ کر ٹموتھی نے واکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے وہ اب کرنل آرچ سے براہِ راست بات
کرے گا۔ اس کے بعد ہی کوئی بات سامنے آئے گی
بہرحال ہم نے تو اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ اس طرح ہم پہ
کوئی ذمہ داری نہ آسکے گی"ــــ واکر نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"اوہ واکر۔ براڈ سے کیوں نہ بات کی جائے۔ کرنل آرچ نے
لازماً اُسے کہا ہو گا کہ وہ آر سی تھرٹی ون بیرم ریز کا سرکل
ختم کر دے۔ تب ہی اس کے آدمی یہاں پہنچ سکیں گے۔
حالانکہ بذات خود یہ بات پلاننگ کے خلاف ہے۔ ــــ ٹ

ہوا تھا کہ آر سی تھرٹی ون بیرم سرکل مشن مکمل ہونے تک کسی
صورت بھی ختم نہ کیا جائے گا"ــــ ٹموتھی نے تیز لہجے
میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ واکر اس کی بات کا کوئی جواب
دیتا اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں بلند ہونے
لگیں۔ اور ٹموتھی اور واکر دونوں چونک پڑے۔ ٹموتھی نے
جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ ایس ون کالنگ فرام ایچ کیو۔ ایس ایجنسی
اوور"ــــ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی چیف باس کی تیز آواز
سنائی دی۔

"یس سر۔ ٹموتھی اٹنڈنگ اوور"ــــ ٹموتھی نے فوراً
ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹموتھی۔ کرنل آرچ سے تمہاری بات کس وقت ہوئی ہے۔
میرا مطلب ہے۔ مجھے کال کرنے سے کتنی دیر پہلے اوور"
چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ کو کال کرنے سے زیادہ سے زیادہ پانچ
دس منٹ پہلے بات ہوئی ہو گی اوور"ــــ ٹموتھی نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اُسے چیف باس کی یہ
بات پوچھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہو۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ سنو ٹموتھی۔ کرنل آرچ مر چکا ہے
اور براڈ بھی زندہ نہیں ہے۔ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں ایسا

انتظام موجود ہے کہ ہمارے ایجنٹ جیسے ہی مرتے ہیں۔
یہاں موجود ایک مشین میں یہ بات محفوظ ہو جاتی ہے۔ ہمارے
تمام ایجنٹوں کے جسموں میں سپیشل ٹرانسمیٹر موجود ہوتے ہیں۔
جو کہ انسانی خون کی روانی سے کام کرتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی
ایجنٹ مرتا ہے یہ ٹرانسمیٹر کام کرنا بند کر دیتا ہے۔ اس
طرح مشین میں یہ بات نوٹ ہو جاتی ہے —— میں نے
کرنل آرچ کو کال کیا لیکن وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر
میں نے اپنے ایجنٹ براڈ کو کال کیا۔ کیونکہ وہی آر۔سی
تھرٹی دن بیرم سرکل کا انچارج ہے۔ لیکن اس کی طرف
سے کال اٹنڈ نہ کی گئی۔ تو میں نے فوری طور پر اس مشین سے
رابطہ قائم کیا۔ تب معلوم ہوا ہے کہ کرنل آرچ اور براڈ دونوں
ہلاک ہو چکے ہیں —— اور جو وقت مشین نے نوٹ کیا ہے
اس کے مطابق تمہاری کال سے یہ وقت دس بارہ منٹ پہلے
کا ہی بنتا ہے۔ اور خاص بات یہ ہے کہ براڈ کے مرنے کا
وقت کرنل آرچ کی موت سے پہلے کا ہے۔ اس کا مطلب
ہے کہ پہلے براڈ کو مارا گیا ہے اور بعد میں کرنل آرچ کو۔ حالانکہ
بظاہر یہ بات انتہائی عجیب ہے —— کیونکہ کرنل آرچ آر۔
سی تھرٹی۔ دن بیرم سے باہر ہے۔ اور براڈ آر۔سی۔ تھرٹی
دن بیرم کے اندر ہے اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ
آر۔سی تھرٹی دن بیرم باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ ہماری مشین
نے اسے چیک کیا ہے اوور" —— دوسری طرف سے

چیف باس کا اپنا لہجہ بے حد الجھا ہوا تھا۔
" بظاہر تو یہ سب کچھ ناممکن لگ رہا ہے باس۔ پہلے براڈ
کو وہ کیسے مار سکتے ہیں۔ اگر وہ مارتے تو پہلے کرنل آرچ کو
مارتے۔ پھر کسی طرح آر۔سی تھرٹی دن بیرم کراس کر کے وہ
براڈ تک پہنچتے اور پھر اسے ختم کرتے۔ اور جب کہ آر۔سی
تھرٹی دن بیرم کام بھی کر رہی ہے تو پھر ایسا ہونا ناممکن ہے
عجیب الجھا ہوا مسئلہ ہے اوور" —— ٹھوتھی نے کہا۔
" ہاں۔ بہرحال اس میں کوئی نہ کوئی چکر ہے۔ اور سنو میرا
حکم اب یہ ہے کہ یہ ایشیائی اور مصری میک اپ میں جو
لوگ بھی ملیں انہیں آپریشن پوائنٹ سے پہلے ہی ختم کر دو اور
اگر یہ لوگ وہ ہیں جن کا مجھے اندازہ ہے تو پھر یہ دنیا کے
سب سے خطرناک لوگ ہیں —— ان کے لئے کچھ بھی ناممکن
نہیں۔ بہرحال یہ جو بھی ہیں ان کی موت ہر صورت میں ضروری
ہے۔ چاہے یہ سپیشل ایجنسی کے ہی کیوں نہ ہوں اوور"
چیف باس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔
" جیسا آپ کا حکم باس۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں
آسانی سے گرفتار کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے پوچھ گچھ
کے ذریعے صورت حال معلوم کی جا سکتی ہے اوور"
ٹھوتھی نے کہا۔
" نہیں۔ میں کسی قسم کا کوئی رسک ہرگز نہیں لے سکتا۔ تم
انہیں ختم کر دو۔ اور سنو۔ اس کے لئے تم ہیلی کاپٹر استعمال

کمرہ۔ ان پر اچانک اور مسلسل بمباری کر دو۔ ان کے ٹکڑے
اڑا دو۔ کسی قسم کی پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑنا۔ اور مجھے فوراً
رپورٹ دو میں منتظر رہوں گا اوور" ـــــ چیف باس نے
کہا۔

"یس باس۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے
حکم کی حرف بحرف تعمیل ہو گی اوور" ـــــ ٹموتھی نے کہا۔
اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے۔ مجھے خود اس
مشن پر جانا ہو گا۔ واکر۔ تم میری عدم موجودگی میں کنٹرول سنبھالو
گے۔ اور اگر ٹیک وڈ کی کال آئے تو اسے کہہ دینا میں
خود اس کے پاس پہنچ رہا ہوں" ـــــ ٹموتھی نے کرسی
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ بیرونی دروازے کی طرف
بڑھتا۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ اور ٹموتھی تیزی سے مڑ کر ٹرانسمیٹر کی طرف جھپٹا۔ اس
نے میٹر دیکھا تو فریکونسی شارٹ رینج کی تھی۔ اس کا مطلب
تھا کہ یہ کال لازماً ٹیک وڈ کی طرف سے کی جا رہی ہے۔
اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ٹیک وڈ کالنگ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر
آن ہوتے ہی ٹیک وڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس ٹموتھی اٹنڈنگ ـــــ کیا بات ہے اوور" ـــــ ٹموتھی
نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک جیپ آر سی کنٹرولنگ پوائنٹ کی طرف
سے آپریشنل پوائنٹ کی طرف آ رہی ہے۔ جیپ آر۔ سی
کنٹرول والوں کی ہے۔ اس پر ان کا مخصوص نشان موجود
ہے ـــــ ابھی یہ دو کلومیٹر دور ہے۔ کیا یہی ہماری مطلوبہ
جیپ ہے۔ میں نے اس لئے پوچھنا مناسب سمجھا کہ آر۔ سی
کی طرف سے کوئی اور لوگ بھی تو آ سکتے ہیں اوور"
ٹیک وڈ نے کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ اسے روکو۔ اس پوائنٹ پر تمہارے
کتنے آدمی ہیں اوور" ـــــ ٹموتھی نے چیختے ہوئے
کہا۔

"میرے سمیت چار آدمی ہیں باس۔ باقی تو دوسرے
پوائنٹس پر ہیں۔ آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ چاروں طرف
پکٹنگ کرنی ہے اوور" ـــــ ٹیک وڈ نے پریشان سے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تم انہیں میری پہلی ہدایات کے مطابق روکو۔
اور سنو۔ میں خود ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں میرے آنے
تک انہیں کسی قسم کا شبہ نہ ہونے دینا اوور"
ٹموتھی نے کہا۔

"یس باس اوور" ـــــ ٹیک وڈ نے کہا۔ اور ٹموتھی

نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اتنی جلدی یہ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ جب کہ آر۔ سی تھرٹی ون بھی کام کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ واکر خیال رکھنا" ـــــ ہوتھی نے کہا۔ اور پھر واکر کے سر ہلانے پر وہ دوڑتا ہوا کیبن کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے جیسے ہی جیپ ایک ٹیلے کی سائیڈ سے باہر نکالی۔ وہ چونک پڑا۔ کیونکہ تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی جیپ کھڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز سرخ رنگ کی یونیفارم پہنے ہوئے انتہائی جدید ساخت کی مشین گنیں ہاتھوں میں اٹھائے چار افراد کھڑے ہوئے تھے ـــــ ان میں سے ایک آدمی جو خالی ہاتھ تھا۔ اس نے آنکھوں سے دوربین لگائی ہوئی تھی اور پھر اس آدمی نے دوربین ہٹائی اور تیزی سے جیپ کے اندر چلا گیا۔

" پوری طرح ہوشیار رہنا۔ یہ کھیل کا آخری راؤنڈ ہے" عمران نے پیچھے مڑے بغیر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" اب کیسا راؤنڈ۔ اب تو سب کچھ طے ہو گیا ہے" سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی کلثوم نے حیرت بھرے لہجے

یں کہا۔

" بعض اوقات نورا کشتی بھی اصل مقابلے میں بدل جاتی ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نورا کشتی ـــــ یہ کیا ہوتی ہے " ـــــ کلثوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دو پہلوان کشتی کرنے سے پہلے ہار جیت طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر دیکھنے والوں کے لئے کشتی کا باقاعدہ ڈرامہ سٹیج کیا جاتا ہے۔ لیکن انجام وہی ہوتا ہے جو پہلے سے طے شدہ ہو ـــــ اگر یہ مثال اچھی نہ لگے تو دوسری مثال دے دیتا ہوں۔ جس طرح میاں بیوی میں نورا کشتی ہوتی ہے۔ مہمانوں اور رشتہ داروں کے سامنے۔ کہ شوہر صاحب گال پھلائے ہوئے بڑے رعب دبدبے سے بول رہے ہوتے ہیں اور بیگم سر جھکائے سہمی ہوئی کانپ رہی ہوتی ہے ـــــ لیکن جیسے ہی مہمان اور رشتہ دار گئے کرداروں کی ایکٹنگ یک لخت بدل گئی اور پھر شوہر سر جھکائے برتن صاف کر رہا ہوتا ہے اور بیگم صوفے پر بیٹھی فلمی رسالہ پڑھ رہی ہوتی ہے ـــــ اور ساتھ ہی شوہر کی پچھلی سات نسلوں کو بھی کوسا جا رہا ہوتا ہے کہ دیکھو کیسی نسل ہے۔ برتن صاف کرنے ہی نہیں آتے۔ مرد بنے پھرتے ہیں" ـــــ عمران کی زبان چل پڑی اور کلثوم اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" مجھے یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے " ـــــ کلثوم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یقین نہ آئے تو اپنے بھائی جان سوپر فیاض سے پوچھ لو۔ اس کے ہاتھوں پر راکھ کے دھبے موجود اور سر سے بال غائب ہیں " ـــــ عمران نے کہا اور کلثوم ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

" بکواس مت کرو۔ تم نے مجھے خواہ مخواہ بور کر رکھا ہے۔ نہ کسی چیز کا سر نظر آتا ہے نہ پیر۔ بس احمقوں کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ دوڑتا پھر رہا ہوں۔ اوپر سے تم ایسی باتیں بھی کرتے جا رہے ہو " ـــــ فیاض نے انتہائی جھلائے ہوتے انداز میں کہا۔ وہ واقعی مرجانے کی حد تک بور دکھائی دے رہا تھا۔

" شادی کے بعد پیر نظر آنے بند ہو جاتے ہیں۔ صرف جوتیاں ہی نظر آتی ہیں اور رہا سر تو وہ سر کی بجائے طبلہ بن جاتا ہے ـــــ اس لئے سر اور پیر اگر تمہیں نظر نہیں آ رہے تو اس میں میرا کیا قصور۔ اور ایک اور بات بھی بتا دوں۔ قدرت کا اصول ہے کہ جتنی شوگر اتنی مٹھاس۔ جتنی شوگر تم نے چیک کے ذریعے بہم پہنچائی ہے اتنی ہی مٹھاس بھی ہو گی ـــــ اس لئے فی الحال تو بس احمقوں کی طرح دوڑتے ہی رہو " ـــــ عمران نے کہا۔ اور اس بار کلثوم اور فواد دونوں مسکرا دیئے۔

"چیک ____ کیسا چیک" ____ کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیاض صاحب بنکنگ اکانومی کے بڑے قائل ہیں۔ انہیں اگر سگریٹ بھی خریدنا ہوتا ہے۔ میرا مطلب سگریٹ سے ہے۔ سگریٹ کے پیکٹ سے نہیں۔ یہ تب بھی دکاندار کو چیک دیتے ہیں ____ اس طرح گھر میں مہمان آ گئے ہیں۔ چائے بن گئی لیکن چینی کم پڑ گئی۔ فیاض صاحب نے فوراً چیک بک نکالی اور ایک ایک چمچہ چینی کی قیمت کے برابر چیک کاٹ کاٹ کر مہمانوں کو دیتے گئے" ____ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ اور اس بار کلثوم اور فواد کے قہقہوں سے تو جیپ گونج اٹھی۔ لیکن فیاض بھی بے اختیار ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"تمہیں بس بکواس کرنے کے سوا اور آتا ہی کیا ہے" ____ فیاض نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیک لینا مجھے آتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کیش بھی ہو جائے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ لوگ ہمیں رکنے کا اشارہ کر رہے ہیں" اسی لمحے کلثوم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ شاید صحرا میں بھی ٹریفک کنٹرول ہونے لگا ہے۔ اور یہ ہمیں باقاعدہ ہاتھ کے اشارے سے گزرنے کا کاشن دیں گے۔ لیکن یہ بھی تو ہو

سکتا ہے کہ یہ کاغذات چیک کرنے کے لئے یہاں کھڑے ہوں اور پھر مجھے کاغذات کے اندر ایک رنگین کاغذ رکھ کر دکھانا پڑ جائے گا" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ان کی جیپ اب ان لوگوں سے تھوڑے فاصلے پر تھی۔

"رنگین کاغذ" ____ کلثوم نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے ہاں کرنسی نوٹ کو رنگین کاغذ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کاغذ کے دم سے تو دنیا کی رنگینی قائم ہے" عمران نے جواب دیا۔ اور کلثوم مسکرا دی۔ اسی لمحے جیپ ان چار مسلح افراد کے قریب جا کر رک گئی۔

"کوڈ" ____ اس آدمی نے جو خالی ہاتھ تھا تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جب کہ باقی افراد جیپ کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔

"آل زیرو" ____ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے لہجہ سنجیدہ تھا۔

"فل زیرو" ____ اس آدمی نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو بات ایک ہی ہے۔ حرفوں کی تبدیلی ہے۔ کیا آپ یہاں ہمارے استقبال کے لئے تشریف لائے ہیں یا ہماری رہنمائی کے لئے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم فی الحال آپ کو یہاں روکنے کے لئے آئے ہیں۔

کیونکہ یہ باس کا حکم ہے۔ وہ خود یہاں آکر آپ کو ساتھ لے جائیں گے" ــــ اس آدمی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی ہمارا وی۔آئی۔پی استقبال ہو رہا ہے۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ جو ابھی چوتھی جماعت میں پڑھ رہا ہو۔ وہ باس کیسے بن سکتا ہے زیادہ سے زیادہ مانیٹر کا عہدہ تو اُسے دیا جا سکتا ہے"

عمران اپنی عادت سے مجبور تھا اس لئے وہ مذاق کئے بغیر نہ رہ سکا۔

"چوتھی ــــ کیا مطلب" ــــ اس آدمی نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس نے یہی کہا تھا کہ چوتھی سپیکنگ ظاہر ہے وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ سٹوڈنٹ آف فورتھ کلاس سپیکنگ۔ لیکن چوتھی جماعت والے کے لئے اتنی گاڑھی انگریزی بولنا تو بڑا مسئلہ ہے ــــ اس لئے اس نے صرف اتنا کہہ دیا کہ چوتھی سپیکنگ" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ باس نے ٹھوتھی کہا ہو گا۔ ان کا نام ٹھوتھی ہے" اس آدمی نے اس بار ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ٹھوتھی ــــ یہ بھی کیا نام ہوا۔ اس سے تو اچھا تھا کہ ٹم ٹم رکھ لیتا یا پھر صرف ہاتھی۔ کیا خیال ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور وہ آدمی تیزی سے پیچھے ہٹا۔

"آپ چاروں باہر آجائیں۔ اب آپ کو یہ جیپ یہیں چھوڑنی گی۔ باہر آجائیں" ــــ اس آدمی نے اس بار انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یار ناراض کیوں ہوتے ہو۔ تمہیں اپنے باس کا نام اتنا زیادہ پسند ہے تو ٹھیک ہے۔ بے شک یہی کہتے رہو" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ باہر آجاؤ۔ ورنہ میں فائرنگ کا حکم دے دوں گا" ــــ اس آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور عمران چونک کر ایک لمحے تک اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر وہ جیپ سے باہر نکل آیا۔ اس کے باہر آتے ہی باقی بھی باہر آگئے۔

"آپ ادھر اسلحہ لے کر نہیں جا سکتے۔ اس لئے آپ کو تلاشی دینی ہو گی" ــــ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

"مردوں کی تلاشی والی بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن ایک عورت کی تلاشی تو عورت ہی لے سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے خانہ تلاشی۔ شاید اسی کو کہتے ہیں کہ عورت کی عورت تلاشی لے" عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگی۔

"ان کی تلاشی کی ضرورت نہیں۔ صرف آپ کی تلاشی ہی کافی ہے نگران کی تلاشی لو" ــــ اس نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے عمران اور اس کے

ساتھیوں کی پشت کی طرف آ گیا۔ اور پھر اس نے واقعی بڑے ماہرانہ انداز میں عمران۔ فواد اور فیاض کی تلاشی لی۔ لیکن ظاہر ہے ان کے پاس کوئی اسلحہ موجود نہ تھا ـــــ اسلحہ تو انہوں نے اپنی جیپ میں چھپایا ہوا تھا تاکہ اُسے عین وقت پر نکال سکیں۔ عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے پاس اسلحہ اس لئے نہ رکھا تھا کہ کہیں ٹموتھی یا اس کا کوئی ساتھی ان کی حیثیت سے مشکوک نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے وہ یہاں سپیشل ایجنسی کے چیف ایجنٹ کرنل آرچ کے نمائندے بن کر آئے تھے دشمن بن کر نہیں۔ اس لئے اسلحہ ساتھ رکھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

"یہ خالی ہیں باس" ـــــ جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جا کر اس جیپ کی تلاشی لو" ـــــ اس باس نے تیز لہجے میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ جیگر جیپ کی طرف مڑتا اچانک دور سے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا لیکن خاصا تیز رفتار ہیلی کاپٹر نمودار ہوا۔

"اوہ۔ رک جاؤ۔ باس خود آ رہے ہیں" ـــــ اس آدمی نے جیگر سے کہا اور جیگر رک کر کھڑا ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر ان سے ذرا فاصلے پر پہنچ کر نیچے ریت پر اتر گیا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر سے ایک لمبا تڑنگا آدمی باہر نکل آیا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا آیا۔

"کوڈ پوچھ لیا ہے" ـــــ آنے والے نے پہلے آدمی

مخاطب ہو کر کہا۔

ہیں باس۔ کوڈ درست ہے۔ اور میں نے ان کی تلاشی لے لی ہے" ـــــ اس آدمی نے کہا۔

تلاشی ـــــ کیا مطلب۔ تمہیں کس نے کہا تھا ٹیک وڈ کہ معزز لوگوں کی تلاشی لو" ـــــ آنے والے نے پھاڑ کھانے لہجے میں کہا۔

ب ـــــ ب ـــــ باس۔ یہ صاحب انتہائی الٹی سیدھی کر رہے تھے۔ آپ کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید یہ صحیح آدمی نہ ہوں" ـــــ اس آدمی نے جس کا نام آنے والے نے ٹیک وڈ پکارا تھا سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

نانسنس۔ مجھے افسوس ہے جناب کہ آپ کو تکلیف ہوئی جیپ میں بیٹھ کر چلیں۔ میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے آپ کی رہنمائی کروں گا" ـــــ آنے والے نے جو یقیناً ٹموتھی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ تیزی سے واپس اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے کندھے اچکائے اور واپس اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹیک وڈ۔ آپ یہیں ڈیوٹی دیں گے۔ ان صاحبان کی واپسی تک" ـــــ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر ٹموتھی نے مڑ کر اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر

میں سوار ہو گیا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر باقی ساتھیوں کے بیٹھنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ ٹیک وڈ اور ٹموتھی دونوں کا انداز اور رویہ عام حالات سے ہٹ کر تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عمران نے چیک کیا تھا کہ ان کی آنکھیں اور ان کے چہرے ان کی گفتگو کا ساتھ نہ دے رہے تھے۔ لیکن بظاہر کوئی ایسی بات بھی نہ تھی —— اس لئے عمران نے یہی فیصلہ کیا کہ فی الحال وہی کیا جائے جیسے یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ تاکہ اصل پروجیکٹ تک تو پہنچا جا سکے۔ ساتھیوں کے بیٹھتے ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔ ٹموتھی کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو چکا تھا اور اب ان کے اوپر ہی فضا میں معلق تھا —— عمران کی جیپ کے حرکت میں آتے ہی ہیلی کاپٹر بھی اسی طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر ان سے آگے آگے اڑا جا رہا تھا۔ اور اب ٹیک وڈ اور اس کے ساتھی کافی پیچھے رہ گئے تھے لیکن ابھی تک وہ پروجیکٹ سپاٹ نظر نہ آیا تھا بلکہ ہر طرف پھیلا ہوا ریت کا صحرا ہی نظر آ رہا تھا۔ سورج اب ڈھلنے کے قریب ہو گیا تھا —— اس لئے گرمی کی شدت خاصی کم ہو گئی تھی۔ لیکن چونکہ جیپ ایئر کنڈیشنڈ تھی اس لئے انہیں گرمی کا صحیح معنوں میں احساس صرف اتنی دیر ہی ہوا تھا جتنی دیر وہ جیپ سے باہر کھلی فضا میں رہے

تھے۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتے بڑھتے یک لخت گھوما۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے یک لخت ہیلی کاپٹر سے نارنجی رنگ کا شعلہ نکلا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے وہ سیدھا جیپ سے آ ٹکرایا۔ اور جیسے ہی نارنجی رنگ کا شعلہ جیپ سے ٹکرایا جیپ کا انجن یکلخت بند ہو گیا —— اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کو کسی نے جادو کی چھڑی لگا کر پتھر کا بنا دیا ہو۔ وہ سب اُسی انداز میں بیٹھے رہ گئے۔ جس انداز میں شعلہ جیپ سے ٹکراتے وقت وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ ذرا سا آگے بڑھ کر خود بخود رک گئی —— اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر وہیں جیپ سے آگے فضا میں معلق ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ یک لخت جیپ کے ڈیش بورڈ میں فٹ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں —— لیکن ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی یہ آواز صرف سن سکتے تھے وہ حرکت نہ کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے۔

"ہیلو ہیلو —— ٹموتھی کالنگ اوور" —— دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹموتھی کی آواز سنائی دی۔

"یس —— ٹیک وڈ اٹنڈنگ اوور" —— چند لمحوں بعد ٹیک وڈ کی آواز ابھری۔

"ٹیک وڈ۔ میں نے ان آدمیوں کی جیپ کو ٹی ریز سے بند

کر دیا ہے۔ اور ان ریز کی وجہ سے یہ بے حس و حرکت ہو
گئے ہیں۔ پہلے میرا ارادہ تو یہی تھا کہ انہیں بیچ صحرا میں لے
جا کر بم مار کر اڑا دوں۔ لیکن تم نے بتایا ہے کہ ان کے پاس
کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں ہے تو اس لئے میں نے ارادہ بدل
دیا ہے ـــــ اب میں ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ کیونکہ انتہائی
اہم باتیں الجھ گئی ہیں۔ انہیں ہلاک تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا
ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنی جیپ لے کر یہاں آ جاؤ۔ اور پھر انہیں
اپنی جیپ میں لاد کر پوائنٹ ون پر لے چلو۔ میں ان کی جیپ تباہ
کر کے پہنچ جاؤں گا اوور" ـــــ ٹھوتھی کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ کا حکم ہو۔ لیکن جیپ کو
تباہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیپ تو بہر حال ہماری ہی
ہے اوور" ـــــ ٹیک ڈ نے کہا۔

"نہیں۔ سپیشل ایجنسی کے چیف باس کو مطمئن کرنے کے
لئے یہ ضروری ہے۔ میں اس کے سامنے جھوٹ نہیں بولنا
چاہتا۔ کل اگر یہ بات سامنے آ گئی کہ یہاں کوئی جیپ تباہ
نہیں ہوئی تو وہ برہم بھی ہو سکتا ہے ـــــ میں اسے کہہ دوں
گا کہ جیپ تباہ ہو چکی ہے اور ان آدمیوں کے جسموں کے
پرزے اڑ گئے ہیں۔ وہ تحقیق بھی کرے گا تو بہر حال یہ بات
تو درست ہی ہو گی کہ جیپ تباہ ہو چکی ہے ـــــ اور ان
آدمیوں نے بہر حال مرنا تو ہے۔ یہاں نہ سہی پروجیکٹ پوائنٹ
پر ہی سہی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آر سی کھڑی دن

بیرم ہرکل کو باوجود اس کے چالو ہونے کے کیسے کراس کر
آئے ہیں۔ کیونکہ چیف باس نے بتایا ہے کہ انہوں نے
کرنل آرچ اور آر سی انچارج براڈ دونوں کو قتل کر دیا ہے۔
اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ براڈ پہلے قتل ہوا ہے اور
کرنل آرچ بعد میں ـــــ حالانکہ کرنل آرچ آر سی کھڑی دن
بیرم سے باہر تھا اور براڈ اندر۔ بس یہی الجھن میں سلجھانا
چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ تمہیں تفصیل اس لئے بتا رہا ہوں
تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے
سپیشل ایجنسی کا چیف خود یہاں آ جائے تو تم نے ان سے
یہی کہنا ہے کہ انہیں جیپ سمیت ہی اڑا دیا گیا تھا اوور"
ٹھوتھی نے کہا۔

"اوہ باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے
گا۔ ہم انہیں ریڈ کیبن میں رکھیں گے۔ آپ کو تو علم ہے
کہ اس کیبن میں صرف میں یا میرے ساتھی ہی جا سکتے ہیں۔
اور کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا اوور" ـــــ ٹیک ڈ نے
جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے بھی وہاں ان کے ٹکڑے
کرنے کا سامان بھی وافر تعداد میں موجود ہے۔ اوکے۔ اب
تم چل پڑو اوور اینڈ آل" ـــــ ٹھوتھی نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خود بخود خاموش ہو گیا۔

واکر اپنی مشین پر جھکا ہوا تھا کہ یک لخت سائیڈ پر موجود ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــــ ایس دن کالنگ اوور" ــــــ ٹرانسمیٹر سے سپیشل ایجنسی کے چیف باس کی سخت آواز سنائی دی۔

"یس سر ــــــ میں واکر بول رہا ہوں کنٹرول آفس سے۔ میں باس ٹھوتھی کا اسسٹنٹ ہوں اوور" ــــــ واکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھوتھی کہاں ہے اوور" ــــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ مشن پر گئے ہوئے ہیں جناب۔ اسی مشن پر جس کا حکم آپ نے دیا تھا اوور" ــــــ واکر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ میں بھی اسی کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا۔ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا اوور" ــــــ چیف باس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ابھی ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ ویسے وہ ہیلی کاپٹر پر گئے ہیں۔ انہیں واپس تو آجانا چاہیئے اوور" واکر نے جواب دیا۔

"ہیلی کاپٹر۔ اوہ۔ پھر تو اس کی واپسی ہو جانی چاہیئے۔ سنو مسٹر واکر۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت اس مشن کی کیا پوزیشن ہے۔ کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں انہوں نے نہ صرف کرنل آرچ اور براڈ کو ختم کر دیا ہے بلکہ اب میں نے جو چیکنگ کی ہے۔ اس کے مطابق راجر اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو چکے ہیں ــــــ اور میرا شک اب یقین میں بدل گیا ہے۔ کیونکہ ونگ اے کے انچارج روزمیر سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے کرنل آرچ کے کہنے پر ایک عورت اور تین مردوں کو بے ہوش کر کے راجر کے پاس پہنچایا تھا۔ اور کرنل آرچ نے شک ظاہر کیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہو سکتے ہیں ــــــ اور بعد میں جو حالات پیش آئے ہیں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کی کارروائی سوائے عمران کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور عمران جس آدمی کا نام ہے۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک انسان ہے۔ وہ انتہائی مایوس کن سچویشن میں بھی اپنے مفاد کا راستہ نکال لیتا ہے۔

اس لئے مجھے بے حد تشویش ہے۔ اگر یہ لوگ زندہ سلامت پروجیکٹ تک پہنچ گئے تو پھر یہ پروجیکٹ شدید ترین خطرے میں ہوگا اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔ اور واکر نے محسوس کیا کہ چیف باس ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا ہے۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں اوور" واکر نے کہا۔

"کہاں جا کر معلوم کرو گے اوور" ـــــ چیف باس نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ باس ٹھوتھی نے پہلے ان لوگوں کو روکنے کے لئے ریڈ سیکشن کے باس ٹیک وڈ کو بھیجا تھا۔ ان کے دفتر سے معلوم ہو سکتا ہے اوور" ـــــ واکر نے کہا۔

"پوائنٹ سے۔ دور ہے ان کا دفتر اوور" ـــــ چیف باس نے چونک کر پوچھا۔

"زیادہ دور نہیں ہے۔ ریڈ سیکشن کے ذمے یہاں کا جنرل حفاظتی انتظام ہے۔ اس لئے ان کے کیبن ذرا ہٹ کر بنائے گئے ہیں۔ ہم انہیں ریڈ کیبن کہتے ہیں اوور" واکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ جلدی جا کر معلوم کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ ٹرانسمیٹر آن رہے گا۔ اس وقت تک اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

اور واکر یس سر کہہ کر اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن سے باہر نکل کر وہ تیزی سے مین پوائنٹ کی طرف بڑھنے لگا جہاں اصل کام ہو رہا تھا۔ وہاں کام کرنے والوں نے واکر کو دیکھ کر سر ہلائے اور واکر سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیتا ہوا آگے بڑھتا گیا ـــــ اس وقت مین پوائنٹ پر مخصوص ٹرک میں سے ریڈ میزائل ان لوڈ کئے جا رہے تھے۔ تاکہ انہیں آپریشن کے لئے صحیح طور پر چارج کیا جا سکے۔ مقبرے کے اندر ریڈ میزائل آپریشن مشینری منٹ کی جا رہی تھی ـــــ اس لئے باہر صرف تھوڑے سے لوگ تھے جو ریڈ میزائلوں پر ہی کام کر رہے تھے باقی سب افراد اندر تھے۔ واکر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین پوائنٹ سے گزر کر جیسے ہی ریڈ کیبن کی طرف گھوما وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا ـــــ کیونکہ ریڈ کیبن کی سائیڈ میں ٹھوتھی کا مخصوص گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ ریڈ کیبن کے باہر ریڈ سیکشن کی جیپ کھڑی تھی۔ اور ٹھوتھی اور ریڈ سیکشن کا انچارج ٹیک وڈ جیپ کے ساتھ موجود تھے جبکہ ریڈ سیکشن کے آدمی جیپ میں سے بے ہوش افراد کو نکال کر ریڈ کیبن میں لے جا رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ـــــ واکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔ کیونکہ اس نے ایک ریڈ سیکشن کے آدمی کو جیپ سے ایک نوجوان لڑکی کو نکال کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے

دیکھ لیا تھا۔ یہ لڑکی مصری تھی۔ اور اب بات داکر کی سمجھ میں
آ گئی تھی۔ یہ وہی لوگ تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی۔ ٹھوتھی
نے یقیناً انہیں ختم نہیں کیا تھا بلکہ وہ انہیں بے ہوش کر کے
ریڈ کیبن میں منتقل کر رہا تھا ——— ایک لمحے کے لئے داکر
کو خیال آیا کہ وہ آگے بڑھ کر ٹھوتھی سے بات کرے اور
اُسے سپیشل ایجنسی کے چیف باس کے متعلق بتائے
لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا ٹھوتھی اور ٹیک وڈ
دونوں کیبن کے اندر داخل ہوئے ——— ریڈ سیکشن کے
آدمی بھی اندر ہی تھے اور کیبن کا دروازہ بند کر دیا گیا۔
جیپ ویسے ہی باہر کھڑی تھی۔

" اوہ۔ چیف باس کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک
ہیں۔ ان کا فوری خاتمہ بے حد ضروری ہے۔ تو پھر ٹھوتھی اور
ٹیک وڈ کیا کر رہے ہیں " ——— داکر نے کہا۔ اور اُسی
لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔ وہ
آگے جانے کی بجائے تیزی سے مڑا اور پھر بے تحاشا
دوڑتا ہوا واپس اپنے کیبن کی طرف دوڑا۔ ریڈ میزائلوں
پر کام کرنے والے افراد حیرت سے داکر کو اس طرح
دوڑتے ہوئے دیکھنے لگے ——— لیکن داکر نے ان کی
پرواہ نہ کی اور تھوڑی دیر میں وہ کیبن میں پہنچ گیا۔

" ہیلو سر۔ ہیلو سر۔ میں داکر بول رہا ہوں اوور "
داکر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہوئے ہانپتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کیا بات ہے۔ تم پریشان ہو۔ جلدی بتاؤ اوور "
دوسری طرف سے ایس۔ ون نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

" باس ٹھوتھی۔ ان افراد کو بے ہوش کر کے لے آیا ہے۔
اور انہیں ریڈ کیبن میں رکھا گیا ہے۔ باس ٹھوتھی اور ریڈ سیکشن
کا انچارج ٹیک وڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر ہیں۔ اور
انہوں نے کیبن کا دروازہ بند کر رکھا ہے اوور " ——— داکر
نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" بے ہوش کر کے لے آیا ہے۔ اور کیبن میں رکھا ہے۔
اوہ۔ اٹ از ویری سیریس۔ میں نے ٹھوتھی کو حکم دیا تھا۔ کہ
انہیں ختم کر دیا جائے۔ پھر ٹھوتھی نے ایسا کیوں کیا۔ فوری میری
بات کراؤ ٹھوتھی سے۔ اور سنو۔ تمہارے پاس اسلحہ موجود
ہے اوور " ——— چیف باس نے بات کرتے کرتے یکلخت
پوچھا۔

" اسلحہ۔ اوہ۔ یس سر۔ مشینی پستول میری میز کی دراز
میں ہے۔ مگر کیوں سر اوور " ——— داکر نے حیرت بھرے
لہجے میں پوچھا۔

" وہ پستول اپنی جیب میں رکھو۔ ہو سکتا ہے ٹھوتھی ان سے
مل گیا ہو۔ اس عمران سے کچھ بعید نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
جسے تم ٹھوتھی سمجھ رہے ہو وہ دراصل عمران ہو۔ اس کے
میک اپ میں عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ اس لئے تم

تیار رہنا۔ جیسے ہی میں ریڈ کال کے الفاظ کہوں تم نے فوراً اس
ٹموتھی پر فائر کھول دینا ہے۔ اس کی موت کے بعد تم پروجیکٹ کے
انچارج ہو گے ــــ تم مجھے ٹموتھی سے زیادہ ہوشیار معلوم
ہوتے ہو اوور" ــــ چیف باس نے چیختے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ بے فکر رہیں سر
اوور" ــــ واکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کا دل
چیف باس کی بات سن کر بلیوں اچھلنے لگا تھا۔ ٹموتھی اس کی ترقی
کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ ٹموتھی کے خاتمے کے بعد
وہ نہ صرف یہاں انچارج بن سکتا تھا بلکہ اسرائیل کی جس
لیبارٹری میں وہ اور ٹموتھی کام کرتے تھے وہاں بھی وہ ٹموتھی کی
جگہ لے سکتا تھا۔

"ملاؤ تم فوراً بغیر کوئی وقت ضائع کئے اوور" ــــ چیف
باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں ریڈ کیبن کے ساتھ میٹنگ وائرلیس فون موجود ہے۔
اوور" ــــ واکر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر فون رسیور ٹرانسمیٹر کے ساتھ رکھو۔ میں خود ٹموتھی
سے بات کر دوں گا۔ تم البتہ ٹرانسمیٹر آپریٹ کرتے رہنا اوور"
چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" ــــ واکر نے کہا۔ اور پھر اس نے
میز پر پڑا ہوا سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو واکر کالنگ باس ٹموتھی" ــــ واکر نے رسیور
اٹھاتے ہی تیز لہجے میں کہا۔ کیونکہ دوسری طرف سے رسیور
اٹھائے جانے کی آواز اس نے سن لی تھی۔

"اوہ واکر۔ تم بات کر رہے ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں
ریڈ کیبن میں ہوں" ــــ دوسری طرف سے ٹموتھی کی حیرت
بھری آواز سنائی دی۔

"باس۔ سپیشل ایجنسی کے چیف باس ایس۔ ون آپ سے
بات کرنا چاہتے ہیں وہ ٹرانسمیٹر سے بات کر رہے ہیں۔ میں فون
ٹرانسمیٹر کے ساتھ رکھ دیتا ہوں۔ میں ٹرانسمیٹر کنٹرول کرتا رہوں
گا" ــــ واکر نے ٹموتھی کی بات کا جواب گول کرتے ہوئے
کہا اور جلدی سے رسیور ٹرانسمیٹر کے ساتھ رکھ کر اس نے
بٹن دبا دیا۔

"ہیلو چیف باس۔ بات کریں اوور" ــــ واکر نے کہا۔

"ہیلو ٹموتھی ــــ میں ایس۔ ون بول رہا ہوں۔ تم کیا کر رہے
ہو اوور" ــــ ٹرانسمیٹر سے چیف باس کی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی۔

دوسری طرف سے ٹموتھی نے نجانے کیا بات کی۔ واکر کو
اس کی بات واضح طور پر سنائی نہ دی تھی۔ کیونکہ رسیور اس نے
ٹرانسمیٹر کے مائیک کے ساتھ چپکایا ہوا تھا۔ البتہ رسیور سے
بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا
تھا کہ ٹموتھی جواب میں کوئی لمبی بات کر رہا ہے۔ جب یہ بھنبھناہٹ

خاموش ہوئی تو واکر نے اوور کہہ کر بٹن دبا دیا۔

"واکر۔ ٹموتھی جو کچھ کہہ رہا ہے۔ مجھے واضح طور پر سمجھ میں نہیں آرہا۔ تم فون پر ٹموتھی سے کہو کہ وہ فوراً کیبن میں آکر مجھ سے بات کرے اوور" ـــــ دوسری طرف سے چیف باس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس باس اوور" ـــــ واکر نے کہا۔ اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور اس نے چیف باس کی بات لفظ بلفظ دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہیں آرہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے ٹموتھی نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور واکر نے رسیور رکھ دیا۔

"ہیلو باس۔ ٹموتھی یہیں آرہا ہے اوور" ـــــ واکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں منتظر ہوں۔ بہرحال تم ریڈ کال کے کاشن کے منتظر رہو گے۔ ہوسکتا ہے اس کی ضرورت نہ پڑے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پڑ جائے۔ اس لئے خیال رکھنا اوور" چیف باس نے کہا۔

"یس باس اوور" ـــــ واکر نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی کیبن سے باہر جیپ رکنے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ٹموتھی کیبن میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھوں سے حیرت اور خوف کے آثار نمایاں

تھے۔

"تم نے بتایا ہے چیف کو کہ میں ریڈ کیبن میں ہوں۔ تمہیں کیسے پتہ چلا" ـــــ ٹموتھی نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں واکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیلو چیف باس۔ باس ٹموتھی آگئے ہیں۔ بات کیجئے اوور" واکر نے ٹموتھی کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کہنا شروع کر دیا۔ وہ دانستہ ٹموتھی کی اس بات کا جواب نہ دینا چاہتا تھا۔

"ہیلو ٹموتھی۔ میں نے جو مشن تمہارے ذمہ لگایا تھا۔ اس کا کیا ہوا۔ اور تم مجھے رپورٹ دینے کی بجائے ادھر ریڈ کیبن میں کیوں چلے گئے تھے اوور" ـــــ چیف باس کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

اور واکر چیف باس کی بات سے ہی سمجھ گیا کہ چیف باس ٹموتھی پر خود یہ بات ظاہر نہیں کرنا چاہتا کہ اُسے معلوم ہے کہ آنے والوں کو بے ہوش کر کے ریڈ کیبن میں لایا گیا ہے وہ شاید خود ٹموتھی کے منہ سے یہ بات سننا چاہتا تھا۔

"باس۔ میں نے مشن مکمل کر دیا ہے۔ ان افراد کی جیپ پر میں نے راکٹ مار کر جیپ کے پرخچے اڑا دیئے ہیں اس وقت بھی وہ جیپ صحرا میں بکھری ہوئی پڑی ہے۔ میں ریڈ کیبن میں ضروری انتظامات کے لئے ہدایات دینے گیا تھا اوور" ـــــ ٹموتھی نے جواب دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے

ہوئے تھے۔

"ویری گڈ ـــــ اور ان افراد کا کیا ہوا۔ کیا وہ ختم ہو گئے اوور" ـــــ چیف باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ وہ جیپ میں ہی تھے کہ میں نے راکٹ مار دیا۔ وہ باہر ہی نہیں نکل سکے۔ ان کی لاشوں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ راکٹ لگنے سے جیپ کو آگ لگ گئی۔ اور جیپ کے ساتھ ساتھ ان کی لاشوں کے ٹکڑے بھی جل کر راکھ ہو گئے ہیں اوور" ـــــ ٹموتھی نے جواب دیا۔

اور واکر کا ہاتھ جلدی سے جیب میں رینگ گیا۔ اس نے مشینی پستول پہلے ہی دراز سے نکال کر جیب میں رکھ لیا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ٹموتھی جھوٹ بول رہا ہے ـــــ اس نے خود اپنی آنکھوں سے ان بے ہوش افراد کو کیبن میں لے جاتے دیکھا تھا اور یہی بات اس نے چیف باس کو بھی بتا دی تھی۔

"گڈ ـــــ کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے اوور" ـــــ چیف باس کے لہجے میں ہلکی سی کرختگی ابھر آئی۔

"یس باس ـــــ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اگر آپ حکم فرمائیں تو میں ان لاشوں کے ٹکڑے ہیڈ کوارٹر بھجوا دوں اوور" ـــــ ٹموتھی نے جواب دیا۔

"نہیں ـــــ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر کہہ رہے

ہو تو درست ہی کہہ رہے ہو گے۔ ظاہر ہے تم ایک ذمہ دار آدمی ہو۔ اور ذمہ دار آدمی کے لئے ریڈ کال انتہائی ضروری ہوتی ہے اوور" ـــــ چیف باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ریڈ کال کا کیا مطلب باس اوور" ـــــ ٹموتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ چیف باس اس کی بات کا جواب دیتا۔ واکر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشینی پستول نکالا اور دوسرے لمحے گولیاں چلنے کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ٹموتھی کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گر گیا ـــــ مشینی پستول سے نکلنے والی گولیوں نے اس کا پہلو چھلنی کر دیا تھا اور پھر جیسے ہی وہ پشت کے بل نیچے گرا واکر نے باقی گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔ ٹموتھی کی آنکھوں سے چند لمحوں میں ہی زندگی غائب ہو گئی ـــــ لیکن اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کا تاثر جیسے جم کر رہ گیا تھا۔ شاید وہ یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ واکر نے اس پر گولیاں کیوں چلائی ہیں۔

"میں نے حکم کی تعمیل کر دی ہے باس اوور" واکر نے خشک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم گولڈن سینڈ ـــــ کے انچارج ہو۔ ٹموتھی جھوٹ بول رہا تھا۔ اس لئے یقیناً یہ عمران اور اس

کے ساتھیوں سے مل کر غداری کر رہا ہے ۔ اب تم سیدھے ریڈ کیبن میں جاؤ اور جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم بغیر ایک لفظ کہے چھلنی کر دو ۔ اس کے بعد مجھے آ کر رپورٹ دو اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے کہا ۔

" سر ۔ ریڈ سیکشن کے انچارج ٹیک وڈ کو میں یہاں بلواتا ہوں ۔ آپ خود اس پر یہ بات واضح کر دیں کہ ٹموتھی کو آپ کے حکم پر گولی ماری گئی ہے اور اب میں ٹموتھی کی جگہ انچارج ہوں ۔۔۔ کیونکہ وہ ٹموتھی کا خاص آدمی ہے ۔ اور پھر اس نے مجھ پر اعتبار نہیں کرنا اور یہاں کا تمام حفاظتی انتظامات کا انچارج وہی ہے اوور "۔۔۔۔ واکر نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ بلاؤ اُسے فوراً ۔ جلدی کرو ۔ ایک ایک لمحہ خطرناک ہے اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا ۔ اور واکر نے جلدی سے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا ۔

" ہیلو ۔ ٹیک وڈ ۔ میں واکر بول رہا ہوں کنٹرول روم سے ۔ سپیشل ایجنسی کے چیف باس ٹرانسمیٹر پر تم سے انتہائی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں ۔ فوراً یہاں آؤ فوراً "۔۔۔۔ واکر کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی خود بخود تحکمانہ ہو گیا تھا ۔

" یہ تم بول کس لہجے میں رہے ہو ۔ باس ٹموتھی کہاں ہے " دوسری طرف سے ٹیک وڈ کا کرخت لہجہ سنائی دیا وہ شاید ضرورت سے کچھ زیادہ ہی زود رنج واقع ہوا تھا ۔

" تم فوراً یہاں پہنچو ۔ دیر تمہارے حق میں نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ واکر نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اور پھر اس نے جھک کر ٹموتھی کی لاش کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹا اور اُسے لے جا کر ایک بڑی الماری کے پیچھے اس طرح رکھ دیا کہ کیبن میں داخل ہوتے ہی اس پر نظر نہ پڑ سکے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ٹیک وڈ انتہائی غصیلی طبیعت کا آدمی ہے ۔۔۔ اس نے ٹموتھی کی لاش دیکھتے ہی بغیر سوچے سمجھے واکر پر فائر کھول دینا ہے ۔

تقریباً دس منٹ بعد ٹیک وڈ اندر داخل ہوا ۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھوں سے شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے ۔

" اوہ ۔ ٹموتھی یہاں نہیں ہے ۔ کہاں ہے "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا ۔ اور دوسرے لمحے اس نے زور زور سے سانس لیا ۔ اور پھر وہ بری طرح چونک پڑا ۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا ۔

" یہاں بارود کی تیز بُو ہے ۔ فائرنگ ہوئی ہے ۔ جلدی بتاؤ ۔ کیا بات ہے "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے انتہائی تیز اور کرخت لہجے میں کہا ۔

" ہیلو چیف باس ۔ میں واکر بول رہا ہوں ۔ ریڈ سیکشن کا انچارج ٹیک وڈ آپ کی کال کے جواب میں یہاں پہنچ گیا ہے ۔ بات کیجئے اوور "۔۔۔۔ واکر نے اس کی بات کا جواب دینے

کی بجائے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بات کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ٹیک وڈ۔ میں سپیشل ایجنسی کا چیف باس ایس۔ ون بول رہا ہوں اوور" ــــــ دوسرے لمحے ایس۔ ون کی تحکمانہ اور گونجدار آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس باس۔ حکم باس اوور" ــــــ ٹیک وڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ کیونکہ اس کا تعلق بھی اسرائیل کی ایک خفیہ تنظیم سے تھا۔ اور وہ وہاں سے یہاں تعینات کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ ایس۔ ون کی آواز بھی پہچانتا تھا اور اس کے اختیارات کا بھی اُسے علم تھا۔ اس لئے ایس۔ ون کی آواز سنتے ہی وہ فوراً مؤدب ہو گیا تھا۔

"ٹیک وڈ۔ ٹھوکھی جن لوگوں کو بے ہوش کر کے ریڈ کیبن میں لے آیا تھا۔ وہ اس وقت کس پوزیشن میں ہیں اوور"

چیف باس نے پوچھا۔

"وہ بندھے ہوئے ہیں سر۔ لیکن ہوش میں ہیں۔ باس ٹھوکھی ان سے پوچھ گچھ کرنے ہی والے تھے کہ آپ کی طرف سے کال آگئی اور وہ یہاں آ گئے اوور" ــــــ ٹیک وڈ نے جواب دیا۔

"ٹھوکھی انہیں بے ہوش کر کے کیوں لایا تھا جب کہ میں نے اُسے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں کو دیکھتے ہی ختم کر دیا جائے اوور"

چیف باس نے پوچھا۔

"پہلے باس کا یہی ارادہ تھا۔ لیکن پھر انہوں نے ارادہ بدل

دیا۔ وہ ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ہیلی کاپٹر سے ان کی جیپ پر ٹی۔ رینہ فائر کر کے جیپ بھی روک لی اور انہیں بے حس و حرکت کر دیا۔ باس کا خیال تھا کہ ان سے پوچھ گچھ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے گا اوور" ٹیک وڈ نے جواب دیا۔ وہ چیف باس کے سامنے آتے ہی ٹھوکھی کی ساری ہدایات بھول گیا تھا۔

"ہوں ــــــ ٹھوکھی نے میری حکم عدولی کی ہے۔ اس لئے میں نے اُسے موت کی سزا سنا دی ہے۔ داکر نے میرے حکم پر اُسے گولیوں سے اڑا دیا ہے۔ اور سنو۔ اب داکر کو میں نے اس پروجیکٹ کا انچارج بنا دیا ہے ــــــ اس لئے اب تم نے داکر کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے۔ اور اب تم اور داکر فوراً واپس جاؤ اور بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے ان بندھے ہوئے افراد کو گولیوں سے چھلنی کر دو۔ پھر مجھے رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل"

چیف باس نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

"اوہ ٹھوکھی ختم ہو گیا۔ لیکن اس کی لاش" ــــــ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی ٹیک وڈ نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اس الماری کے پیچھے پڑی ہے۔ پہلے ان لوگوں کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ چلو جلدی واپس" ــــــ داکر

نے اس بار انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اب وہ واقعی ٹموتھی کی جگہ باس بن چکا تھا۔

"یس باس آیئے" ——— ٹیک وڈ نے اس طرح دانت بھینچتے ہوئے کہا جیسے وہ دل ہی دل میں واکر کو ہزاروں گالیاں دے رہا ہو۔ لیکن چیف باس کی وجہ سے مجبور ہو۔ واکر بھی اس کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ لیکن بہرحال وہ باس تھا ——— اس لئے اس نے پرواہ کئے بغیر بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ باہر ٹیک وڈ کی جیپ موجود تھی۔ واکر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے ٹیک وڈ کو سٹیرنگ سنبھالنے کا اشارہ کیا۔ ٹیک وڈ نے سٹیرنگ سنبھالا۔ اور دوسرے لمحے جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی مین پوائنٹ کی طرف بڑھی اور پھر مین پوائنٹ کراس کر کے وہ گھومی اور ریڈ کیبن کی طرف بڑھتی گئی۔ جس کا دروازہ ابھی تک بند تھا۔

"سنو۔ میں پہلے اندر جاؤں گا۔ اور ان لوگوں کو گولیاں بھی میں ہی ماروں گا۔ سمجھے۔ تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سوائے اس کے کہ میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں۔ اور یہ سن لو کہ اگر تم نے معمولی سی حکم عدولی کی تو مجھے اختیار ہے کہ میں تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں" ——— کیبن کی طرف بڑھتے ہوئے واکر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— ٹیک وڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے

جواب دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ واکر نے ذرا سا موقع ملتے ہی واقعی اُسے مار ڈالنا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کرنے پر مجبور تھا ——— جیپ جیسے ہی کیبن کے دروازے کے سامنے رکی۔ واکر اچھل کر نیچے اترا اور پھر ہاتھ میں مشینی پستول پکڑے وہ اس طرح اکڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا جیسے وہ کوئی عظیم سپہ سالار ہو۔ جو فتح کئے ہوئے ملک میں قتل عام کرنے کا فیصلہ کر کے اس مفتوحہ مملکت میں داخل ہو رہا ہو۔ ٹیک وڈ اس کے پیچھے تھا۔ واکر نے لات مار کر دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہوا۔ ٹیک وڈ بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جیپ سے اتار
کر ٹیک وڈ اور اس کے آدمیوں نے آٹے کے تھیلوں
کی طرح اپنی جیپ کے پچھلے حصے میں ایک دوسرے کے
اوپر ڈھیر کر دیا ___ جب کہ کلثوم کے ساتھ عورت ہونے
کے ناطے اتنی رعایت کی گئی تھی۔ کہ اُسے ایک سائیڈ پر
لٹایا گیا تھا۔ پھر ٹیک وڈ اور اس کے ساتھی جیپ میں سوار
ہوئے اور جیپ تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگی۔ ابھی
جیپ تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ عمران کے کانوں میں دور
سے ایک زوردار دھماکے کی آواز پڑی ___ اور وہ سمجھ
گیا کہ ان کی جیپ کو تباہ کیا گیا ہے۔ جیپ مسلسل دوڑتے
دوڑتے آخر کار رک گئی اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں
کو جیپ سے نکال کر ایک کافی وسیع کیبن میں لایا گیا۔ اس

کیبن کی ایک سائیڈ پر تو میز اور کرسی موجود تھی لیکن باقی کیبن خالی
تھا۔ البتہ کیبن کی دیواروں کے ساتھ انتہائی جدید قسم کا اسلحہ
لٹک رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کیبن خاص طور پر جدید اسلحے
کی نمائش گاہ کے طور پر سجایا گیا ہو۔ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو کیبن کے فرش پر لٹا دیا گیا۔ سب سے آخر میں
کلثوم کو اندر لایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹیک وڈ اور ٹھوکھی اندر
داخل ہوئے۔ سرخ وردیوں میں ملبوس تین مسلح آدمی دروازے
کے ساتھ ہی مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔

"دروازہ بند کرو۔ ہو سکتا ہے کوئی گزرتا ہوا اندر جھانک لے"
ٹھوکھی نے مڑ کر ٹیک وڈ سے کہا۔ اور ٹیک وڈ نے اپنے
ساتھی کو اشارہ کیا۔ اور اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند
کر دیا۔

"ان کو پہلے اچھی طرح باندھ دو۔ اور پھر انہیں اینٹی ڈی ریز
انجکشن لگا دو۔ تاکہ میں ان سے جلدی سے پوچھ گچھ کر سکوں"
ٹھوکھی نے ٹیک وڈ سے کہا۔

اور ٹیک وڈ تیزی سے کیبن کے اس کونے کی طرف
بڑھ گیا۔ جہاں میز کرسی موجود تھی۔ کرسی کے ساتھ رکھی ہوئی
الماری اس نے کھولی اور اس میں سے رسی کا ایک بنڈل
اور ایک ڈبہ اٹھایا اور واپس لوٹ آیا۔ عمران فرش پر اس
اینگل سے پڑا تھا کہ اُسے میز کرسی والا کونا اور دروازہ دونوں
بیک وقت نظر آ سکتے تھے۔

"انہیں اچھی طرح باندھ دو" ——— ٹیک وڈ نے رسی کا بنڈل اپنے ساتھی کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

اور اس آدمی نے رسی کا بنڈل جھپٹا۔ اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے انہیں سینے کے بل الٹا کیا۔ ان کے دونوں بازو ان کی پشت پر کر کے باندھے ——— اور پھر انہیں سیدھا کر کے ان کے پیر بھی باندھ دیئے۔ رسی کا بنڈل کافی بڑا تھا۔ اس لئے ایک ہی رسی سے اس نے ان چاروں کو باندھ دیا تھا۔ اب وہ چاروں ایک قطار میں فرش پر بندھے ہوئے پشت کے بل پڑے تھے۔ لیکن ان کے جسم اُسی طرح بے حس و حرکت تھے۔

پھر ٹیک وڈ نے ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک سرنج نکالی۔ سرنج سرخ رنگ کے محلول سے بھری ہوئی تھی اور اس کی سوئی پر مخصوص انداز کی کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ ٹیک وڈ نے کیپ ایک جھٹکے سے ہٹائی اور جھک کر وہ عمران کے پہلو میں اکڑوں بیٹھا اور پھر سوئی اس نے اس کے بازو میں گھونپ دی ——— اور تقریباً ایک سی سی محلول اس کے بازو میں انجکٹ کرنے کے بعد اس نے سوئی باہر نکالی اور پھر یہی عمل اس نے باری باری سوپر فیاض۔ فواد اور کلثوم کے ساتھ دوہرایا۔ اور ایک بار پھر ڈبہ ——— اور سرنج اٹھائے وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔

ٹھوکھی ان کے پیروں کی طرف کچھ ہٹ کر خاموش کھڑا تھا۔ ٹیک وڈ بھی واپس آ کر اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"ابھی انہیں صحیح ہونے میں چند منٹ لگیں گے" ٹیک وڈ نے کہا۔ اور ٹھوکھی نے سر ہلا دیا۔

"تم ذرا باہر کا چکر لگا آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی آدمی اچانک اندر آ جائے" ——— ٹھوکھی نے کہا۔

"ان میں سے ایک کو باہر کھڑا کر دیتے ہیں" ——— ٹیک وڈ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ اندر ٹھیک ہیں۔ باہر ان میں کسی کا مستقل کھڑا ہونا بھی مشکوک بات ہو گی۔ بس تم باہر کا چکر لگا آؤ۔ تاکہ مجھے پوری تسلی ہو جائے" ——— ٹھوکھی نے کہا۔

اور ٹیک وڈ سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ ٹھوکھی چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا ——— اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا ہی تھا کہ دوسری طرف سے داکر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ داکر کالنگ باس ٹھوکھی" ——— داکر کی آواز سنائی دی۔ اور ٹھوکھی داکر کے منہ سے اپنا نام سن کر حیران رہ گیا۔

"اوہ داکر۔ تم بات کر رہے ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں ریڈ کیبن میں ہوں" ——— ٹھوکھی نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے ٹیک وڈ بھی دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ وہ بھی ٹوتھی کو فون پر بات کرتے دیکھ کر چونک پڑا۔

اور واکر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اُسے بتایا کہ سپیشل ایجنسی کے چیف باس اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر سے نکلتی ہوئی چیف باس کی مخصوص آواز ٹوتھی کو سنائی دی ——— چیف باس اس سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ جواب میں ٹوتھی نے اُسے بتانا شروع کیا کہ کس طرح اس نے ان لوگوں کو ٹریپ کیا۔ اور پھر کس طرح اس نے راکٹ مار کر جیپ تباہ کر دی۔ لیکن پھر واکر کی آواز سنائی دی کہ چیف باس کا حکم ہے کہ وہ فوراً کنٹرول روم میں آجائے اور براہِ راست ٹرانسمیٹر پر باس سے بات کرے۔

"یہ واکر کو کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں" ——— ٹوتھی نے رسیور رکھ کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس نے اندازہ لگایا ہو" ——— ٹیک وڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ادھر یہ بھی حرکت میں آ گئے ہیں۔ تم ان کا خیال رکھنا۔ میں ابھی چیف باس کو مطمئن کر کے واپس آتا ہوں۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح بولتے ہیں" ——— ٹوتھی نے کہا اور تیزی سے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم اب پوری طرح حرکت میں آ چکے تھے۔ لیکن انہیں رسی سے اس طرح باندھا گیا تھا کہ اول تو وہ حرکت ہی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر حرکت کرتے بھی ہی تو پھر ان سب کو بیک وقت حرکت کرنی پڑتی ——— کیونکہ انہیں ایک ہی رسی سے باندھا گیا تھا۔ اس لئے وہ علیحدہ علیحدہ حرکت کرنے سے بھی معذور تھے۔

عمران نے البتہ جسم کے حرکت میں آتے ہی اپنے ناخنوں کے بلیڈوں کو آزمانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ کیونکہ وہ اس وقت فیصلہ کن پوزیشن میں تھے۔ اگر وہ سچوئشن پر کنٹرول کر لیتے تو یقیناً وہ اسرائیل کا یہ اہم ترین پراجیکٹ ختم کر سکتے تھے۔ اور اگر وہ کنٹرول نہ کر سکتے تو پھر موت کا کنٹرول ان پر ہو جانا یقینی تھا ——— لیکن باوجود کوشش کے عمران کی انگلیاں مڑ کر کلائی پر بندھی ہوئی رسی تک نہ پہنچ پا رہی تھیں۔ اور جب تک انگلیوں کے سرے رسی تک نہ پہنچتے وہ رسی کاٹ نہ سکتا تھا۔ زیادہ واضح حرکت بھی وہ نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ ٹیک وڈ اور اس کے تین مسلح آدمی بالکل ان کے سروں پر کھڑے تھے۔

"باس ٹوتھی نے تمہیں یہاں لا کر خواہ مخواہ وقت ضائع کیا ہے" ٹوتھی کے جانے کے بعد ٹیک وڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وقت ضائع نہیں کیا وقت کا صحیح فائدہ اٹھایا ہے۔ اسرائیل میں اس کی کیا حیثیت ہے جب کہ مصر میں اُسے بہت بڑی حیثیت دی جائے گی۔ اور وہ یقیناً چوتھی پاس کر سکے پانچویں میں

چڑھ جائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور ٹیک وڈ عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"بکواس مت کرو۔ باس ٹموتھی اسرائیل سے غداری نہیں کر سکتا۔ وہ پچھلی چار پشتوں سے یہودی ہے"۔۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اب وہ چوتھی پاس کر کے پانچویں چڑھ جائے گا۔ بہرحال اُسے واپس آنے دو پھر دیکھنا یہاں کیا تماشہ ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹموتھی نے غداری کی ہے تو پھر سب سے پہلے میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ٹیک وڈ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب یہ عمران خواہ مخواہ بکواس کر رہا ہے۔ اس نے مجھے بھی اپنے ساتھ پھنسا لیا ہے۔ آپ نے جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔۔ اچانک فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اور ٹیک وڈ چونک کر فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تم اس کے ساتھی نہیں ہو"۔۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے چونک کر کہا۔

"جی۔ ساتھی تھا۔ اب نہیں ہوں۔ میں پرائی آگ میں جلنا نہیں

چاہتا۔ یہ تو اس کلثوم کی خاطر ہیرو بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ خواہ مخواہ کا عذاب جھیلنے کی۔ مجھے مصری حکومت سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی مجھے اس سارے چکر کا علم نہ تھا۔۔۔۔۔ مجھے تو عمران یہ کہہ کر ساتھ لایا تھا۔ کہ کلثوم کا باپ ڈاکٹر عمر ابدال اس کے باپ کا دوست ہے۔ اور کلثوم اور عمران کا رشتہ طے کرنا ہے۔ میں ساتھ آکر دیکھوں کہ یہ رشتہ اچھا ہے یا نہیں۔ میری بدقسمتی کہ اس کا باپ میرے محکمے کا ڈائریکٹر جنرل ہے"۔۔۔۔۔ فیاض نے رونے والے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ خوف کی آخری سرحد پر پہنچ چکا ہے۔

"کس محکمے کی بات کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کا۔ اس کا باپ سر رحمان پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ اور میں اس محکمہ میں چیف سپرنٹنڈنٹ ہوں"۔۔۔۔۔ فیاض نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم پاکیشیا سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف سپرنٹنڈنٹ ہو۔ اوہو۔ بڑی اہم پوسٹ ہے پھر تو یقیناً تمہیں سنٹرل انٹیلی جنس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہوں گی"۔۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب۔ مکمل معلومات۔ سارا کام تو میں ہی کرتا ہوں۔ سر رحمان تو بس دفتر میں بیٹھے میری رپورٹیں ہی پڑھتے رہتے

ہیں "۔۔۔۔ فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔۔ یہ تو واقعی اسرائیل کے لئے قیمتی موقع ہے اور تمہارے ذریعے پاکیشیا کے انتہائی قیمتی راز حاصل کئے جا سکتے ہیں "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے بڑے پرجوش انداز میں کہا۔

"جناب آپ میری جان بخش دیں ۔میں آپ کے ساتھ مکمل تعاون کے لئے تیار ہوں ۔انہیں بے شک گولی مار دیں مجھے بس صرف اپنی جان سے غرض ہے "۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ۔اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو نہ صرف تمہاری جان بخش دی جائے گی بلکہ اسرائیل میں تمہیں انتہائی اعلیٰ عہدہ بھی دیا جائے گا "۔۔۔۔ ٹیک وڈ شاید ضرورت سے زیادہ ہی جذباتی آدمی تھا۔

"مجھے کوئی عہدہ نہیں چاہیئے جناب ۔صرف آپ میری جان بخش دیں ۔ اور جناب مجھے ان سے علیحدہ رکھیں ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ۔ انہوں نے لازماً مرنے سے پہلے مجھے بھی مار ڈالنا ہے "۔۔۔۔ فیاض نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ۔ باس ٹموتھی بھی کہہ رہے تھے کہ یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے کہا ۔اور پھر اس نے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے علیحدہ کر کے باندھ دو "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے کہا۔

دوسرا اس کا ساتھی سر ہلاتا ہوا اس کونے کی طرف بڑھ گیا ۔جس میں میز کرسی اور الماری پڑی تھی۔

"تمہیں شرم آنی چاہیئے ۔ بزدل آدمی "۔۔۔۔ اسی لمحے کلثوم نے فیاض کی طرف منہ پھیر کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جہاں جان بچانی ہو وہاں بزدلی بھی بہادری بن جاتی ہے ۔ مجھے کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ تم لوگوں کی خاطر جان دینے کی "۔۔۔۔ فیاض نے روکھا سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹیک وڈ کے ساتھی نے الماری کھول کر اس میں سے ایک اور رسی کا بنڈل نکالا اور واپس مڑ کر فیاض کی طرف بڑھنے لگا ۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ ۔۔۔۔ یہ کس کی کال ہے "۔۔۔۔ ٹیک وڈ نے چونک کر کہا ۔ اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا ۔اور پھر اس کی سیلی آواز سنائی دی۔

"یہ تم بول کس لہجے میں رہے ہو ۔ باس ٹموتھی کہاں ہے "ٹیک وڈ کے لہجے میں بے حد غصہ تھا ۔ اور پھر اس نے دھڑام سے ریسیور کریڈل پر رکھا ۔ اور غصیلے انداز میں بڑبڑاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا گیا ۔ اس وقت اس کا ساتھی فیاض کے ہاتھوں اور پیروں سے بندھی ہوئی رسی کھولنے میں مصروف تھا ۔۔۔۔ لیکن ٹیک وڈ نے اس کی

طرف دیکھا تک نہیں۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ شدید غصے میں ہے۔ اور دوسرے لمحے وہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر باہر نکل گیا۔ اور اپنے پیچھے بے پناہ غصیلے انداز میں دروازہ بند کر کے گیا تھا۔

"باس بے پناہ غصے میں لگتا ہے" ـــــ دروازے کے ساتھ کھڑے اس کے ایک ساتھی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں" ـــــ دوسرے ساتھی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

فیاض کو کھولنے والے نے پہلے اس کی ٹانگوں کی رسی کھولی۔ کیونکہ فیاض بندھنے والوں کی قطار میں سب سے آخر میں تھا۔ اس لئے اس کا اختتام اس کے پیروں کے بندھنے پر ہوا تھا ـــــ اس لئے سب سے پہلے اس کی ٹانگیں کھولی گئیں اور پھر اس آدمی نے فیاض کو اٹھا کر اس کے بازو کھولنے شروع کر دیئے۔ اس کا دوسرا بنڈل اس نے ایک سائیڈ پر رکھا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس نے فیاض کے ہاتھ کھولے۔

"پلیز پلیز۔ ذرا مجھے کلائیاں مسل لینے دو۔ پھر باندھ دینا بڑی شدید خارش ہو رہی ہے" ـــــ فیاض نے اسی طرح پشت کے بل لیٹے لیٹے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سہما ہوا تھا۔

"مسل لینے دو ٹامی اسے کلائیاں۔ یہ اسرائیل کا ہمدرد ہے" ـــــ دروازے کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مسل لو" ـــــ فیاض پر جھکے ہوئے آدمی نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اور فیاض الٹ کر پہلے سیدھا ہوا اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کلائیاں مسلنی شروع کر دیں۔ اور پھر اس نے پیروں کی وہ جگہ مسلنی شروع کر دی جہاں رسیاں باندھی گئی تھیں ـــــ ٹامی اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"بب ـــ بب ـــ بہت بہت شکریہ۔ میں ان سے ایک طرف ہٹ جاتا ہوں۔ پھر جس طرح جی چاہے باندھ لینا میں نے بہرحال فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر حالت میں اسرائیل کا ساتھ دوں گا" ـــــ فیاض نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ادھر میز والے کونے کی طرف چلو۔ کیونکہ ابھی باس ہوٹھی اور ٹیک وڈ نے آ کر ان پر گولیوں کی بارش کرنی ہے۔ کہیں تم بھی ساتھ ہی رینج میں نہ آ جاؤ" ٹامی نے کہا۔

اور فیاض سر ہلاتا ہوا اس کونے کی طرف مڑا۔ لیکن پھر جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح فیاض کا جسم گھوما اور دوسرے لمحے ٹامی بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دروازے کے قریب کھڑے اپنے ساتھیوں کی طرف اڑتا ہوا گیا۔ فیاض نے

واقعی حیرت انگیز مہارت اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ ٹامی جس
انداز میں چیختا ہوا دروازے کی طرف اچھل کر گیا تھا۔ دروازے
کے دونوں اطراف میں کھڑے ہوئے مسلح آدمی لاشعوری
طور پر اس سے ہونے والے ٹکراؤ سے بچنے کے لئے
تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے ـــــ اور اسی لمحے فیاض نے
چھلانگ لگائی اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھلانگتے
ہوئے عین اس وقت دروازے کے قریب سے ہٹتے
ہوئے آدمی سے جا ٹکرایا۔ لیکن اس آدمی نے بجلی کی سی
تیزی سے اپنا گھٹنا آگے کیا ـــــ اور فیاض چیختا ہوا نیچے
گرا۔ لیکن اس کی ٹانگوں کی ضرب اس آدمی کے گھٹنوں پر
لگ چکی تھی۔ اس لئے وہ بھی بے اختیار نیچے گرتے ہوئے فیاض
کے اوپر آ گرا۔ اور اسی لمحے مشین گن کی ریٹ ریٹ سنائی
دی ـــــ اور ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔ لیکن یہ
چیخ فیاض کی بجائے فائر کرنے والے کے اپنے اس ساتھی
کی تھی جو فیاض پر گرا تھا۔ کیونکہ اس کے اوپر گرتے ہی فیاض
نے تیزی سے کروٹ بدلی تھی اور اس طرح اوپر گرنے والے
کا جسم گھوم کر اپنے ہی ساتھی کی گن کے سامنے آ گیا تھا۔ اور
گولیوں کا برسٹ اس کی پشت پر پڑا تھا۔

ٹامی نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنے
کندھے سے نکل کر نیچے گرنے والی مشین گن کی طرف
چھلانگ لگائی تھی جو اس کے اچھل کر گرنے کی وجہ سے کندھے

سے نکل کر فرش پر جا گری تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ
مشین گن تک پہنچتا عمران ـــــ فرش پر لیٹے لیٹے مشین گن
پکڑ چکا تھا۔ فیاض کی وجہ سے عمران کو ہاتھوں کو واضح طور پر
حرکت کرنے کا موقع مل گیا تھا ـــــ اور چونکہ سب فیاض
کی طرف متوجہ تھے۔ اس لئے عمران اس دوران بلیڈ وں
کی مدد سے کلائی کی رسیاں کاٹ لینے میں کامیاب ہو گیا
تھا۔ لیکن چونکہ پیروں میں بندھی ہوئی رسیوں کی وجہ سے
وہ نہ اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا اور نہ وہ بیٹھ سکتا تھا ـــــ کیونکہ
اس طرح لازماً وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور پھر عمران تو
عمران باقی ساتھیوں کی ـــ موت بھی یقینی ہو جاتی۔ لیکن عمران نے
ٹامی کو جس طرح اچھالا تھا۔ اس وجہ سے مشین گن ـــ فیاض کے
کاندھے سے نکل کر عمران سے ذرا فاصلے پر گری تھی۔ اور
جب فیاض نے ایک کو کروٹ بدل کر گولیوں کا نشانہ بننے
اور دوسرے کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا تو عمران کو حرکت میں
آنے کا موقع مل گیا ـــــ ٹامی نیچے گرتے ہی اچھل کر اپنی مشین
گن کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن عمران اس سے پہلے ہاتھ بڑھا کر
مشین گن جھپٹ چکا تھا۔ اور ابھی فیاض سے لپٹے ہوئے
آدمی کی چیخیں کیبن میں گونج ہی رہی تھیں۔ کہ عمران نے لیٹے
لیٹے فائر کھول دیا ـــــ اور ٹامی اور دوسرا مشین گن بردار
دونوں ہی ایک دوسرے کے پیچھے چیختے ہوئے نیچے گرے۔
اور فیاض نے بھی بجلی کی سی تیزی سے اپنی سائیڈ پر موجود آدمی کو

ڈھکیلا اور پھر تیزی سے اپنے والے آدمی کی مشین گن اٹھا کر اس نے ایک بار پھر فرش پر تڑپتے ہوئے ٹامی اور دوسرے آدمی پر پورا برسٹ کھول دیا۔

"ان کو چھوڑو۔ باہر کا خیال کرو"—— عمران نے چیخ کر فیاض سے کہا جو پاگلوں کے سے انداز میں ان دونوں پر مسلسل گولیاں برسائے چلا جا رہا تھا۔ اور فیاض عمران کی بات سن کر چونکا۔ اس نے فائرنگ بند کی اور تیزی سے لاشیں پھلانگتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا —— عمران اس دوران اپنی ٹانگیں کھول کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کمال ہے۔ یہ فیاض صاحب تو چھپے رستم نکلے" فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آج پہلی بار رستم پردے سے باہر آیا ہے۔ ورنہ آج تک تو میں اسے بزدل ہی سمجھتا رہا تھا"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم کی بندشیں کھولنے کے لئے اس پر جھکا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔ لیکن دروازے میں فیاض تھا۔

"دو آدمی آ رہے ہیں۔ ایک تو ٹیک وڈ ہے دوسرا کوئی اور ہے۔ وہ جیپ میں آ رہے ہیں تیزی سے"—— فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم نے عقلمندی کی کہ باہر ہی ان پر فائر نہیں کھول دیا۔

جلدی کرو۔ یہ لاشیں سائیڈ پر کر دو"—— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر دو آدمیوں کی ٹانگیں پکڑیں اور انہیں گھسیٹ کر سائیڈ کی دیوار سے لگا دیا۔ فیاض نے تیسرے کے ساتھ یہی عمل کیا۔ اسی وقت دروازے کے باہر جیپ رکنے کی آواز سنائی دی—— اور عمران اچھل کر دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ فیاض دوسری طرف کھڑا ہو گیا۔ کلثوم اور فواد دونوں ابھی تک فرش پر بندھے ہوئے پڑے تھے۔ کیونکہ انہیں کھولنے کا اب وقت نہ رہا تھا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ اور عمران اور فیاض اس کے دونوں پٹوں کے پیچھے چھپ گئے۔ دوسرے لمحے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ نیا آدمی تھا۔ جب کہ اس کے پیچھے ٹیک وڈ اندر داخل ہوا۔

"یہ دو آدمی ہیں۔ جب کہ......"—— پہلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے وہ باقی دو۔ اور وہ ساتھی"—— یک لخت ٹیک وڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اسی لمحے عمران نے لات مار کر اپنی طرف کا پٹ بند کر دیا۔ اور پٹ بند ہونے کی آواز سنتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے گھومے اور عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹیک وڈ بری طرح چیختا ہوا گولیوں کی باڑھ میں لٹو کی طرح گھوم کر نیچے گرا۔

اس کے ہاتھ میں چونکہ ریوالور موجود تھا۔ اور عمران کو خطرہ تھا کہ وہ گھومتے ہی فائر نہ کھول دے۔ اسس لئے عمران کو فوری ایکشن میں آنا پڑ گیا۔ جب کہ دوسرا خالی ہاتھ تھا۔ اس لئے عمران نے صرف ٹیک وڈ پر فائر کھولا تھا۔

"تت ـــــ تت ـــــ تم" ـــــ دوسرا اس بُری طرح بوکھلایا کہ اس کے ہاتھ بے اختیار سر سے اوپر اٹھتے گئے۔

"فیاض باہر دیکھو کوئی اور تو نہیں ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور فیاض جو اب ہٹ کے پیچھے سے نکل آیا تھا۔ سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گیا۔ عمران بدستور مشین گن کی نال کا رخ اسس نئے آدمی کی طرف کئے بے حس و حرکت کھڑا تھا۔

"تم کون ہو۔ وہ ٹھوکتی کہاں ہے" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ـــــ وہ مر گیا ہے۔ میرا نام داکر ہے۔ میں اب انچارج ہوں۔ مگر تم۔ تم کیسے رہا ہو گئے" ـــــ داکر نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اسس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔ اور عمران اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ ٹیک وڈ کی طرح لڑائی بھڑائی والی فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔

"باہر کوئی نہیں ہے" ـــــ اُسی لمحے فیاض نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کلثوم اور فواد کو کھول دو۔ اور پھر فواد سمیت باہر

جا کر نگرانی کرو۔ میں اسس داکر کو موت کی طرف داک کروا دوں" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور فیاض تیزی سے کلثوم اور فواد کی طرف بڑھ گیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مجھے مت مارو۔ میں تمہیں یہاں سے باہر نکال دوں گا۔ مم ـــــ مم ـــــ میرا مطلب ہے۔ صحیح سلامت" داکر نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"اچھا بڑی مہربانی۔ یہ تو تمہارا ہم پر بہت بڑا احسان ہو گا" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس دوران فواد اور کلثوم رسیوں کی بندشوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

"فواد۔ اس کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دو" ـــــ عمران نے فواد سے کہا۔

اور فواد نے فرش پر پڑی ہوئی رسی اٹھائی اور پھر انتہائی مہارت سے وہ داکر پر جھپٹا۔ اور چند لمحوں بعد ہی داکر کے ہاتھ اس کی پشت پر بند ہو چکے تھے۔

"مسٹر داکر۔ اگر تم موت کی طرف واک نہیں کرنا چاہتے۔ تو مجھے مختصر لفظوں میں اتنا بتا دو کہ تمہاری یہاں کیا حیثیت ہے۔ اور ٹھوکتی کہاں ہے یا مر گیا ہے تو کیسے مر گیا ہے" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں بتاتا ہوں۔ میں ٹھوکتی کا اسسٹنٹ تھا۔ ٹھوکتی پروجیکٹ کا انچارج تھا۔ میں اور ٹھوکتی کنٹرول کیبن میں تھے۔ اور پھر ٹھوکتی نے سپیشل ایجنسی کے چیف باس سے

ٹرانسمیٹر پر بات کی اور پھر ...." —— واکر اس طرح تفصیل بتاتا گیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو گیا ہو۔ اس نے چیف باس سے ہونے والی گفتگو اور پھر ٹھوتھی کی موت اور اپنے انچارج بننے سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ کنٹرول کیبن یہاں سے کتنی دور ہے" —— عمران نے پوچھا۔

"زیادہ دور نہیں ہے۔ دائیں طرف گھومتے ہی مین پوائنٹ آجائے گا۔ اور پھر مین پوائنٹ سے آگے کنٹرول کیبن ہے" واکر نے کہا۔

"کتنے آدمی یہاں پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں" —— عمران نے پوچھا۔

"پروجیکٹ کے اندر پچیس آدمی ہیں اور باہر دس" واکر نے جواب دیا۔

"ان کی حفاظت کا کیا انتظام ہے" —— عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں واکر نے پوری تفصیل بتا دی۔ کہ ریڈ سیکشن کے آدمی اندر اور باہر موجود ہیں۔ تاکہ ہنگامی حالات سے نپٹا جا سکے۔ اس نے بتایا کہ ریڈ سیکشن کے پندرہ افراد مین پوائنٹ پر ڈیوٹی پر ہیں —— پہلے ٹھوتھی کے کہنے پر ٹیک ڈف نے انہیں پوائنٹ سے باہر چاروں طرف پکٹنگ کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن تم لوگوں کے سامنے آجانے پر اس نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے انہیں واپس مین پوائنٹ پر آجانے کے لئے کہا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو خاصے آدمی ہیں" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کنٹرول روم سے مین پوائنٹ پر موجود آدمیوں کو کال کیا جا سکتا ہے" —— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہاں سپیشل ٹرانسمیٹر ہے۔ لیکن ......" واکر نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ اور واکر بُری طرح چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا۔ اور ایک لمحہ تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ مشین گن کی گولیوں نے اُس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ فوا اور فیامن جو باہر نگرانی کے لئے گئے تھے گولیوں کی آواز سنتے ہی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"سنو۔ یہاں ریڈ میزائل موجود ہیں۔ جو انتہائی خوف ناک اسلحہ ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی پھٹ گیا تو پھر پروجیکٹ اور یہ آدمی تو رہے ایک طرف۔ ہم میں سے بھی کوئی زندہ نہ بچ سکے گا —— کیونکہ اس کی تباہی کی رینج کم از کم بیس کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ اس لئے میں کوئی رسک لینا نہیں چاہتا۔ تم سب مشین گنیں لے کر اس کیبن سے باہر نکل کر سائیڈوں میں اس طرح چھپ جاؤ کہ اس طرف آنے والوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکو —— میں جیپ لے کر کنٹرول روم میں جاتا ہوں۔ میں وہاں جا کر کوشش کروں گا کہ مین پوائنٹ پر موجود تمام افراد کو باہر نکال کر اس کیبن کی طرف بھیج دوں۔ تاکہ مین

پوائنٹ خالی ہو سکے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ سب لوگ ادھر نہ آئیں۔ تو پھر میں کم از کم اس ریڈ سیکشن کے افراد کو ضرور ادھر بھیجوں گا۔ یہی لوگ زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے تمہارا کام یہ ہے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ جا سکے ـــــ باقی سائنسدان ٹائپ لوگ ہیں۔ ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ان کے سر ہلانے پر عمران دروازے کی طرف بڑھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ باہر کھڑی جیپ کے سٹیرنگ پر تھا۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اُسے مین پوائنٹ کے سامنے سے گزر کر کنٹرول کیبن تک جانا تھا۔ اور یہاں میک اپ کا کوئی سامان نہ تھا۔ اس لئے مجبوراً اُسے اس شکل میں ہی رسک لینا پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد جیپ تیزی سے گھومی اور پھر مین پوائنٹ کی طرف دوڑتی گئی۔

چارلس جب کھڑے کھڑے تھک گیا تو وہ ٹہلتا ہوا کنٹرول کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ چارلس ریڈ سیکشن سے متعلق تھا۔ اور اس کی ڈیوٹی مین پوائنٹ کی بیرونی حفاظت پر لگائی گئی تھی ـــــ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہاں کوئی غلط آدمی تو ایک طرف مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ دس کلو میٹر دور پروجیکٹ کے چاروں طرف آر۔سی تھرٹی ون بیرم سرکل قائم ہے۔ اس لئے بس وہ ڈیوٹی ہی پوری کر رہا تھا۔ لیکن چونکہ ڈیوٹی بہرحال ڈیوٹی تھی ـــــ اس لئے وہ ریڈ سیکشن کے مخصوص کیبن میں جا کر آرام تو نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ جب وہ کھڑے کھڑے تھک گیا تو ٹہلتا ہوا کنٹرول کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے واکر اور ٹیک وڈ کو جیپ پر بیٹھ کر ریڈ کیبن کی طرف جاتے دیکھا تھا ـــــ جب کہ اس سے پہلے تھوڑی اس

اسی جیپ پر بیٹھ کر اکیلا کنٹرول کیبن میں آیا تھا۔ اور اس کے بعد اس نے ریڈ سیکشن کے انچارج ٹیک وڈ کو پیدل چل کر کنٹرول کیبن کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ اور پھر داکر اور ٹیک وڈ کی واپسی پر وہ سمجھ گیا تھا کہ اب کنٹرول کیبن میں باس ٹموتھی اکیلا ہو گا۔ ٹموتھی گو اس سارے پراجیکٹ کا انچارج تھا ——— لیکن ایک مخصوص وجہ سے وہ چارلس کا بڑا لحاظ کرتا تھا۔ اور اس نے وعدہ بھی کیا تھا کہ اس پراجیکٹ کے مکمل ہونے کے بعد وہ چارلس کو اسرائیل کی اہم ترین دفاعی لیبارٹری میں جہاں ٹموتھی کام کرتا تھا سیکورٹی میں اچھا عہدہ لے دے گا ——— اور وہ خاص وجہ یہ تھی کہ چارلس کی چھوٹی بہن ماریا کی ٹموتھی سے منگنی ہو چکی تھی۔ اور اس پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد واپسی پر ان کی شادی طے تھی۔ چارلس کو معلوم تھا کہ پراجیکٹ زیادہ سے زیادہ دو تین روز کے اندر مکمل ہو جائے گا ——— اس لئے اس نے سوچا کہ یہ موقع اچھا ہے۔ ٹموتھی کنٹرول روم میں اکیلا ہے۔ وہ اُسے یاد دلا دے کہ واپسی پر وہ سب سے پہلے اس کا کام کرے۔ چنانچہ وہ ٹہلتا ہوا کنٹرول کیبن کی طرف بڑھتا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ کیبن کے قریب پہنچا اُسے ٹرانسمیٹر کی مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔

"کمال ہے۔ ٹموتھی کال اٹنڈ کیوں نہیں کر رہا" ——— چارلس نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور

لاشعوری طور پر اس کے قدم تیز ہو گئے۔ کنٹرول کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور ٹرانسمیٹر کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ وہ جیسے ہی کیبن میں داخل ہوا بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ کیبن خالی تھا ——— ٹموتھی وہاں موجود نہ تھا۔ اُسی لمحے اس کی نظریں میز کے سامنے فرش پر خون کے دھبوں پر پڑی۔ اور وہ چونک پڑا۔ اور پھر اس کی تیز نظریں دھبوں کے ساتھ ساتھ حرکت کرتی ہوئیں ایک سائیڈ پر موجود بڑی سی الماری کی طرف گھوم گئیں ——— ٹرانسمیٹر کی آواز اب بند ہو گئی تھی۔ شاید دوسری طرف سے کال کرنے والا مایوس ہو گیا تھا۔ لیکن چارلس کا ذہن اب ٹرانسمیٹر سے زیادہ خون کے دھبوں اور ٹموتھی کی گمشدگی میں الجھ گیا تھا وہ تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھا ——— اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی الماری کے پیچھے ٹموتھی کی گولیوں سے چھلنی لاش پڑی تھی۔

"اوہ اوہ ——— یہ کیا ہوا۔ اوہ یہ کیا ہوا" ——— چارلس حیرت اور خوف سے اچھل پڑا۔

"سازش ——— غداری۔ اوہ۔ داکر اور ٹیک وڈ دونوں نے غداری کی ہے۔ اوہ" ——— چارلس کے دماغ میں ٹموتھی کی لاش دیکھتے ہی فوراً یہ خیال آیا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر کیبن سے باہر نکل کر وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا ایف پوائنٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ داکر اور ٹیک وڈ دونوں ریڈ کیبن کی طرف گئے ہیں۔ اور

چونکہ وہ یہ بات سوچ چکا تھا کہ واکر اور ٹیک وڈ دونوں ہی غدار
ہیں۔ اور انہوں نے ٹموتھی کو ہلاک کیا ہے۔ اس لئے اس کے
ذہن میں فوری خیال یہ آیا کہ اب یہ دونوں مل کر پراجیکٹ کو
ختم کرنے کی کوشش کریں گے ــــ اس لئے وہ کنٹرول
کیبن سے نکل کر بے تحاشا انداز میں دوڑتا ہوا مین پوائنٹ کی
طرف بڑھتا گیا۔

"کیا بات ہے چارلس۔ کیوں اس طرح دوڑ رہے ہو"
مین پوائنٹ کے سامنے کھڑے ٹیک وڈ کے نائب رابرٹ
نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ ٹیک وڈ کے بعد ریڈ
سیکشن کا انچارج وہی تھا۔

"غداری ــــ ٹموتھی کو قتل کر دیا گیا ہے" ــــ چارلس
نے دوڑتے دوڑتے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو" ــــ رابرٹ
اس کی بات سن کر بے اختیار چیخ پڑا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ٹموتھی کی لاش کنٹرول روم میں
ایک الماری کے پیچھے چھپائی گئی ہے۔ واکر اور ٹیک وڈ
دونوں غدار ہیں۔ وہ دونوں اکٹھے ریڈ کیبن کی طرف گئے ہیں۔
اب وہ یقیناً مین پوائنٹ کو اڑانے کی کوشش کریں گے"
چارلس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ ہمیں مین پوائنٹ کی
حفاظت کے لئے ہنگامی انتظامات کرنے ہوں گے۔ تم یہاں رکو

میں اندر جیمز کو اطلاع دے دوں۔ تاکہ فوری طور پر مین پوائنٹ
کے گرد زیرو سکس نظام قائم کر دے" ــــ رابرٹ نے
کہا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا ریت میں بنے ہوئے
مصنوعی دروازے میں داخل ہو گیا۔ چارلس کا ذہن ابھی تک
بھونچال کی زد میں تھا۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ واکر اور ٹیک وڈ
اس حد تک غداری پر اتر آئیں گے ــــ لیکن صورت حال اس
کے سامنے تھی۔ اور پھر اچانک دور سے جیپ کی آواز سنتے
ہی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ جیپ کی آواز ریڈ کیبن کی طرف
سے آ رہی تھی۔ اور چارلس نے بے اختیار مشین گن کاندھے
سے اتار کر ہاتھوں میں لے لی ــــ دوسرے لمحے جیپ
تیزی سے موڑ کاٹتی ہوئی نظر آئی۔ اور پھر وہ انتہائی رفتاری سے
دوڑتی ہوئی کنٹرول کیبن کی طرف بڑھتی گئی۔ چارلس خاموش
کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ گو جیپ اس سے کافی فاصلے پر سے
گزری تھی اور اس کی رفتار بھی بے حد تیز تھی ــــ لیکن چارلس
چونکہ اب پوری توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس لئے اس نے
اچھی طرح دیکھ لیا کہ سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا آدمی ایشیائی اور اجنبی
تھا۔ جیپ کنٹرول کیبن کی سائیڈ میں جا کر غائب ہو گئی۔ اور
چارلس بُری طرح اچھل کر مین پوائنٹ کے دروازے کی طرف
دوڑ پڑا ــــ دروازے کے اندر گہرائی میں ایک بہت وسیع
مصنوعی سرنگ تیار کی گئی تھی۔ تاکہ پراجیکٹ مشینری مدفون
مقبرے میں لے جائی جا سکے۔ اور مدفون مقبرے کے

قریب ہی ریت کے اندر ایک بڑا کمرہ بھی بنایا گیا تھا۔ جس میں اس پراجیکٹ کا عملی طور پر کنٹرول آفس قائم کیا گیا تھا۔ اس کمرے میں مشینری کو مسلسل آپریٹ کرنے کے لئے بڑی اور جدید آپریٹنگ مشینری بھی نصب کی گئی تھی ——— اور اس مشینری کو ورک آرڈر میں رکھنے کے لئے بڑی بڑی اٹیمک بیٹریاں بھی نصب کی گئی تھیں۔ اس آپریشن روم کا انچارج جیمز تھا۔ چارلس سرنگ میں دوڑتا ہوا جیسے ہی آپریشن روم میں پہنچا وہاں موجود جیمز اور رابرٹ دونوں چونک پڑے ——— وہ دونوں ایک مشین پہ جھکے ہوئے اُسے آپریٹ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"کیا ہوا چارلس" ——— دونوں نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

"باس ہٹو تھی جن ایشیائیوں کو پکڑنے کے لئے گیا تھا۔ ان میں سے ایک جیپ میں بیٹھ کر ریڈ کیبن سے کنٹرول کیبن کی طرف گیا ہے۔ وہ خود جیپ چلا رہا تھا اور اکیلا تھا۔ میں نے اچھی طرح دیکھا ہے" ——— چارلس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ واکر اور ٹیک وڈ ان لوگوں سے مل گئے ہیں یا پھر یہ ان لوگوں کے پہلے سے ساتھی ہیں" جیمز اور رابرٹ دونوں نے کہا۔

"تم زیرو سکس آن کرو۔ پہلے یہ کام کرو تاکہ مین پوائنٹ ہر لحاظ سے محفوظ ہو سکے اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا"

رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا اور جیمز سر ہلاتا ہوا دوبارہ مشین پر جھک گیا۔ اس کے ہاتھ پہلے سے زیادہ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ وہ بٹن آن کرنے کے ساتھ ساتھ مشینیں جن اٹیمک بیٹری سے منسلک تھی ——— اس کو بھی دوڑ کر ایڈجسٹ کرتا، اور پھر جیسے ہی مشین پر ایک سرخ رنگ کا بلب جلا جیمز کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اس نے جلدی سے مشین پر لگے ہوئے مختلف میٹرز پر حرکت کرتی ہوئی لائنوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

"اس کنٹرول کیبن کو زیرو سکس سے باہر رکھنا۔ ورنہ سب کچھ بیکار ہو جائے گا" ——— رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب ایسا ہی کرنا ہے بلکہ ریڈ کیبن اور اس کے گرد کے علاقے کو بھی آف رکھنا ہے۔ سنجی نے یہ لوگ کیا کھیل کھیل رہے ہیں" ——— جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا، اور پھر اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے دو بڑے میٹرز کے نیچے موجود نابوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ جب سوئیاں ایک جگہ پر اس کی حسب منشا ایڈجسٹ ہو گئیں تو اس نے نابوں کو چھوڑ کر مشین کے نیچے موجود سرخ رنگ کے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے نیچے کیا اور دوسرے لمحے سکرینوں پر سرخ رنگ کی ایک دیوار سی آسمان تک جاتی دکھائی دی۔ یہ دیوار مین پوائنٹ سے زیادہ سے زیادہ بیس گز کے فاصلے پر نظر آ رہی تھی۔

"زیرو سکس آن ہو گیا۔ اب مین پوائنٹ کے گرد چاردں

طرف بیس میٹر کے فاصلے پر دیوار تیار ہو گئی ہے جسے کسی صورت بھی عبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ نظام زیادہ سے زیادہ چھتیس گھنٹے تک کام کر سکتا ہے۔ اس کے بعد نہیں"۔۔۔۔ جیمز نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ایک اور مسئلہ بھی تو بن گیا۔ ہم بھی تو زیرو دسکس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ پھر ان لوگوں کا خاتمہ کیسے ہوگا"۔ رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اسرائیل سے امداد مانگنی پڑے گی"۔۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"لیکن وہ امداد کیسے آ سکتی ہے۔ بیس کلومیٹر دور چاروں طرف آر سی تھرٹی ون بیرم سرکل کام کر رہا ہے۔ جب تک وہ ختم نہ ہو تب تک اسرائیل سے بھی کوئی امداد اندر داخل نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی اس کا تو مجھے خیال نہیں رہا۔ پھر کیا کیا جائے"۔ جیمز نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ ایک سائیڈ پر موجود ٹرانسمیٹر نما مشین سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اوہ۔ کنٹرول کیبن سے کال کیا جا رہا ہے"۔۔۔۔ جیمز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً وہی ایشیائی ہوگا۔ مجھے بات کرنے دو"۔۔۔۔ رابرٹ

نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس ٹرانسمیٹر نما مشین کی طرف دوڑ پڑا۔ جیمز اور چارلس بھی اس کے ساتھ تھا۔ جیمز نے جلدی سے اس کے مختلف بٹن دبائے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ ٹموتھی کالنگ فرام کنٹرول آفس اوور"

بٹن دبتے ہی ٹموتھی کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔ اور ان تینوں کو یہ آواز سن کر یوں محسوس ہوا جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ گئے ہوں۔ چارلس کہہ رہا ہے کہ ٹموتھی ہلاک ہو چکا ہے۔ جب کہ ٹموتھی کال کر رہا تھا۔۔۔۔ اس کا لہجہ اور آواز بالکل درست تھا۔ جیمز اور رابرٹ دونوں چونک کر چارلس کو دیکھنے لگے۔ اور چارلس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

ٹموتھی بار بار کال کر رہا تھا۔

"نہیں نہیں۔ یہ ٹموتھی نہیں ہو سکتا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کی لاش دیکھی ہے۔ یہ وہی ایشیائی ہے۔ وہ ٹموتھی کے لہجے میں بات کر رہا ہے"۔۔۔۔ چارلس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ آپریشن روم مین پوائنٹ۔ رابرٹ بول رہا ہوں اوور" رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"رابرٹ۔ یہ سکرین پر سرخ دیوار کیوں نظر آنے لگ گئی ہے اوور"۔۔۔۔ ٹموتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ زیرو سکس ہے۔ آپ اپنی شناخت کرائیں۔ تب ہم آپ کو بتائیں گے کہ زیرو سکس کیوں آن کیا گیا ہے اوور" رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جو مجھ سے شناخت مانگ رہے ہو۔ جلدی بتاؤ۔ یہ زیرو سکس کیوں آن کیا ہے۔ اسے فوراً ختم کرو اوور"۔۔۔۔ ٹموتھی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں۔ سپیشل کوڈ اوور"۔۔۔۔ رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل کوڈ۔ گولڈن سینڈ پراجیکٹ ٹموتھی اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے آپ کا سپیشل کوڈ پوچھا ہے پراجیکٹ کا نہیں اوور" رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ کچھ پتہ بھی چلے اوور"۔۔۔۔ ٹموتھی نے بُری طرح جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ سپیشل کوڈ بتائیں ورنہ ہم چارلس کی رپورٹ پر یقین کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ آپ اصل ٹموتھی نہیں ہیں بلکہ وہ ایشیائی ہیں جو ٹیک وڈ اور واکر کے ساتھ مل کر غداری کر رہے ہیں اوور" رابرٹ نے جواب دیا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ احمق آدمی۔ زیرو سکس کو فوراً ختم کرو۔ ورنہ سارے ریڈ میزائل بلاسٹ ہو جائیں گے۔ تم جانتے

ہو کہ زیرو سکس آن ہونے سے درجہ حرارت انتہائی حد تک بڑھ جاتا ہے اور ریڈ میزائل بلاسٹ ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ ایک بھی ریڈ میزائل بلاسٹ ہو گیا تو سارا صحرا ہی فضا میں اڑ جائے گا پراجیکٹ سمیت اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹموتھی نے چیختے ہوئے کہا اور رابرٹ نے چونک کر جیمز کی طرف دیکھا۔

"میں جیمز بول رہا ہوں باس ٹموتھی۔ میں ساری بات واضح کر دوں۔ چارلس کنٹرول کیبن میں گیا۔ اس نے وہاں ٹموتھی کی لاش اپنی آنکھوں سے الماری کے پیچھے پڑی دیکھی جس کا جسم گولیوں سے چھلنی تھا۔۔۔۔ اس سے پہلے اس نے واکر اور ٹیک وڈ کو جیپ میں بیٹھ کر ریڈ کیبن کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ ٹموتھی کی لاش دیکھتے ہی وہ فوراً مین پوائنٹ پر آیا۔ اس نے رابرٹ سے بات کی اور رابرٹ میرے پاس آ گیا تاکہ مین پوائنٹ کی حفاظت کے لئے زیرو سکس آن کر دیا۔۔۔۔ اس دوران آپ کی یہ کال آئی۔ اب یا تو چارلس جھوٹ بول رہا ہے یا پھر آپ بھی ٹموتھی نہیں۔ ایسی صورت میں جب تک آپ اپنی سپیشل شناخت نہ کرائیں گے ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں۔ کہ چارلس جھوٹا ہے۔ اور جہاں تک زیرو سکس آن ہونے سے ریڈ میزائل کے بلاسٹ ہونے کا خطرہ ہے میں اس خطرے کو سمجھتا ہوں۔۔۔۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے بعد یہ خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں اوور"۔۔۔۔ جیمز نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چارلس بالکل احمق ہے۔ دن کو خواب دیکھتا ہے۔ کہاں ہے چارلس اس سے میری بات کراؤ اوور" ——— دوسری طرف سے بموتھی نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ میں چارلس بول رہا ہوں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے بموتھی کی لاش دیکھی ہے۔ اور تمہیں جیپ چلا کر کنٹرول روم کی طرف جاتے دیکھا ہے اوور" ——— چارلس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تم ایک نمبر احمق ہو چارلس۔ بالکل قطعی احمق۔ تم نے صرف شکل دیکھ کر سارے انداز سے لگا لیئے۔ جو لاش تم نے دیکھی ہے وہ اس ایشیائی کی ہے۔ میں نے اس پر اپنا میک اپ کر دیا تھا۔ اور خود اس کے میک اپ میں ریڈ کیبن میں گیا۔ تاکہ اس ایشیائی کے ساتھیوں سے اصل بات اگلوائی جا سکے ——— وہ انتہائی خطرناک لوگ تھے۔ ان پر ہم نے تشدد کے سارے حربے استعمال کر دیئے لیکن انہوں نے زبان نہ کھولی۔ اس پر مجھے یہ چال چلنی پڑی۔ تب جا کر میں ان سے خاص خاص باتیں اگلوانے میں کامیاب ہوا ——— اور تم نے صرف شکل دیکھ کر بغیر تحقیق کیئے اتنا بڑا اقدام کر لیا اوور" ——— بموتھی نے کرخت لہجے میں جواب دیا اور اس کا لہجہ سن کر چارلس ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یک لخت چمک لہرا اٹھی۔ کیونکہ بموتھی کا لہجہ اس کے ساتھ بالکل افسروں اور ماتحتوں جیسا تھا۔ حالانکہ بموتھی بہرحال اس کا بہنوئی بننے والا تھا ——— اور جب سے یہ منگنی ہوئی تھی۔ بموتھی

کا چارلس کے ساتھ پہلا لہجہ بالکل بدل چکا تھا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ کب پورا کر رہے ہیں اوور" ——— چارلس نے چمک کر کہا۔

"احمق آدمی وہ بھی پورا ہو جائے گا۔ یہ وقت ہے وعدہ یاد دلانے کا اوور" ——— بموتھی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور چارلس ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ بموتھی اصل ہے۔ کیونکہ اگر وہ نقلی ہوتا تو یقیناً یہی جواب دیتا کہ کیسا وعدہ۔ لیکن بموتھی نے جو جواب دیا تھا۔ اس سے ہی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بموتھی کو وعدے کے بارے میں علم ہے اور واقعی یہ وقت وعدے یاد دلانے کا نہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری اوور" ——— چارلس نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا۔ اور اُسے مطمئن دیکھ کر رابرٹ اور جیمز دونوں نے ہونٹ بھینچ لیئے۔ ان کے چہروں پر بھی اب ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے ان سے بھی چارلس کی طرح جذباتی حماقت ہو گئی ہو۔

"باس بموتھی۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ لیکن باس ٹیک وڈ کہاں ہے۔ ان سے میری بات کرائیں اوور" ——— رابرٹ نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ٹیک وڈ ریڈ کیبن میں ہے۔ اگر کہو تو میں اُسے وہاں سے

بلالاؤں۔ تاکہ تمہارا اطمینان ہو جائے اوور" ۔۔۔ بٹوٹھی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بالکل آپ ان سے میری بات کرائیں۔ بلکہ واکر سے بھی بات کرائیں۔ تب ہمارا مکمل اطمینان ہو جائے گا اوور" رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ویٹ کرو۔ میں فون پر انہیں کال کر کے بلاتا ہوں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"عجیب الجھن پیدا ہو گئی ہے" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"اگر باس ٹیک وڈ اور واکر بات کرتے ہیں تو پھر سب ٹھیک ہے۔ باس بٹوٹھی بے حد عقلمند اور تیز طرار آدمی ہے۔ اس نے واقعی یہ حربہ اختیار کیا ہو گا کہ ان کے ساتھی کا میک اپ کر کے ان سے راز اگلوا لیا ہو گا" ۔۔۔ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ہیلو۔ بٹوٹھی کالنگ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر بٹوٹھی کی آواز سنائی دی۔

"یس رابرٹ اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"ٹیک وڈ اور واکر سے بات کرو۔ وہ اہم کام میں الجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کنٹرول کیبن تک فوراً نہیں آسکتے۔ فون کا رسیور میں ٹرانسمیٹر کے ساتھ لگا دیتا ہوں۔ تاکہ تم بات چیت کر کے تسلی کر لو اوور" ۔۔۔ بٹوٹھی نے کہا۔

"یس سر۔ بات کرائیں اوور" ۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا

"ہیلو۔ ٹیک وڈ سپیکنگ۔ کیا بات ہے رابرٹ۔ باس بٹوٹھی بتا رہے ہیں کہ تم ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی شک کر رہے ہو اور تم نے جیمز کو کہہ کر زیرو سکس آن کرا دیا ہے۔ کیا تم احمق ہو گئے ہو اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ہلکی آواز ابھری۔ یہ آواز بتا رہی تھی کہ بات کرنے والا فون پر بات کر رہا ہے۔

"باس بس غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ اب آپ کی آواز سن کر مجھے تسلی ہو گئی ہے اوور" ۔۔۔ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ٹیک وڈ کی آواز اور لہجہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ ٹیک وڈ ہمیشہ اس طرح جذباتی اور جارحانہ انداز میں بات کرنے کا عادی تھا۔

"نانسنس۔ ایسی غلط فہمیاں بعض اوقات پورے پراجیکٹ کو لے ڈوبتی ہیں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹیک وڈ نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"ہیلو۔ میں جیمز بول رہا ہوں۔ واکر سے میری بات کرائیں۔ وہ میرا انچارج ہے۔ میری تسلی بھی ضروری ہے اوور" اس بار جیمز بول پڑا۔

"کیا مصیبت پیدا کر دی ہے تم لوگوں نے۔ ایک تو ہم دشمنوں سے نمٹ رہے ہیں ایک تم لوگوں نے یہ کیا بکھیڑا پیدا کر دیا ہے۔ بات کرو واکر سے اوور" ۔۔۔ ٹیک وڈ نے بُری طرح جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معافی مانگ لوں گا۔ مگر میری بات ہونی ضروری ہے اوور" ـــــ جیمز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو جیمز ـــــ میں ڈاکر بول رہا ہوں۔ کیا تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تمہیں کسی کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔ جانتے ہو۔ باس ٹموتھی چاہے تو تم تینوں کا کورٹ مارشل کرا سکتا ہے اوور" ـــــ ڈاکر کی آواز سنائی دی۔

"جناب سچویشن ہی ایسی بن گئی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب میں زیرو سکس ختم کر دیتا ہوں اوور" ـــــ جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ڈاکر نے کورٹ مارشل کے الفاظ کہہ کر اس کی پوری تسلّی کرا دی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ صرف ڈاکر کو ہی علم ہے کہ اس پراجیکٹ میں سائنسدانوں کو پہلے سے مطلع کر دیا گیا تھا کہ ان کی طرف سے ہونے والی حماقت پر سپیشل ایجنسی ان کا کورٹ مارشل کرا سکتی ہے ـــــ کیونکہ یہ سارا پراجیکٹ وزارت دفاع کے انڈر آتا ہے۔

"جلدی ختم کرو ـــــ میں نے باس ٹموتھی سے کہہ دیا ہے کہ وہ تم لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن نہ لے۔ اوور" ڈاکر نے جواب دیا۔

"یس سر۔ میں ختم کر رہا ہوں زیرو سکس نظام اوور" جیمز نے کہا۔

"جلدی ختم کرو۔ اور پھر مجھ سے بات کرو۔ انتہائی سیریس سئلہ ہے۔ جس کے لئے میں نے تمہیں کال کیا تھا اوور" س بار ٹموتھی کی تیز اور واضح آواز سنائی دی۔ کیونکہ وہ فون کی بجائے براہِ راست ٹرانسمیٹر سے بات کر رہا تھا۔

"یس سر اوور" ـــــ جیمز نے کہا اور پھر ٹموتھی کی طرف تے اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا ٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے زیرو سکس آپریٹنگ مشین کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی نظریں سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں جن پر سرخ
رنگ کی دیوار سی چھائی ہوئی نظر آ رہی تھی اور اس سرخ رنگ
کی دیوار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ کلثوم، فواد اور سوپر
فیاض تینوں نے مین پوائنٹ کے گرد سرخ رنگ کی دیوار
پیدا ہوتے ہی خود اس کنٹرول کیبن کی طرف آ گئے تھے۔
کیونکہ یہ سرخ رنگ کی دیوار جو زمین سے نکل کر آسمان تک
بلند ہو گئی تھی نے انہیں حیران کر دیا تھا ——— اور انہیں دراصل
خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں عمران کسی چکر میں نہ پھنس گیا ہو۔ لیکن
یہاں آ کر جب انہوں نے عمران کو صحیح سلامت دیکھا تو انہیں
تسلی ہو گئی۔ عمران نے انہیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر ہونٹوں
پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا تھا۔ اس
لئے وہ بالکل خاموش رہے ——— اور پھر عمران نے ان

کے سامنے جس طرح مختلف لہجے۔ اور انداز میں کبھی ٹرانسمیٹر
سے ذرا پیچھے ہٹ کر اور کبھی آگے بڑھ کر باتیں کی تھیں۔ ان
کے ذہن حیرت کی وجہ سے گھوم گئے تھے۔ کلثوم کے چہرے
پر تو واقعی ایسے آثار پیدا ہو گئے تھے جیسے اُسے کامل یقین ہو
گیا ہو کہ عمران انسان ہی نہیں ہے بلکہ لازماً کوئی مافوق الفطرت
ہستی ہے ——— کم از کم اس کے ذہن کے مطابق کوئی انسان
اس طرح تیزی سے لہجے اور آوازیں اور انداز نہیں بدل سکتا۔
سوپر فیاض کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔
وہ یہ تو جانتا تھا کہ عمران میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ لیکن کسی مشن
میں عملی طور پر عمران کی کارکردگی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اُسے
پہلی بار موقع ملا تھا ——— اور عمران نے جس طرح اس مشن میں
اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا اس نے واقعی عمران کی عزت
اس کے دل میں اور زیادہ بڑھا دی تھی۔ جب کہ فواد کا واسطہ پہلی
بار عمران سے پڑا تھا۔ وہ چونکہ ملٹری سیکرٹ سروس سے متعلق
تھا ——— اس لئے وہ ایسے مشنز پر کام کرنے کی تکنیک سمجھتا
تھا۔ لیکن جن صلاحیتوں کا مظاہرہ عمران کر رہا تھا ایسی صلاحیتوں
کا تو وہ خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا۔ اس لئے اس کی نظروں
میں عمران کے لئے بے پناہ عقیدت کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔

"ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے میرے گلے کی ساری گراریاں
بھی گھوم گھوم کر ٹوٹ گئی ہیں" ——— عمران نے سکرین کو

دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم ــــ تم آدمی نہیں ہو۔ انسان نہیں ہو" ــــ کلثوم سب سے پہلے بول پڑی۔

"چلو ایک مسئلہ تو ختم ہوا۔ میں خواہ مخواہ انسانوں میں شادی کرنے کا سوچتا رہا۔ اب مجھے کوئی پری ڈھونڈھنی پڑے گی" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور فواد کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ جب کہ کلثوم نے مسکرا کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

"یہ زیرو سکس ختم ہونے کے بعد کیا پروگرام ہے" فیاض نے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ پری کی تلاش۔ بس اب تو یہی پروگرام رہ گیا ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پریاں صحراؤں میں نہیں ہوتیں۔ پرستان میں ہوتی ہیں" کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب پانی میں پری ہو سکتی ہے۔ تو صحرا میں کیوں نہیں ہو سکتی۔ واہ۔ کیا خوب صورت رنگ ہوں گے۔ ریت کی طرح سنہری اور پیلا رنگ" ــــ عمران نے کہا۔ اور اس بار فواد بول پڑا۔

"پانی کی پری سے مطلب جل پری ہے تو وہ تو مچھلی ہوتی ہے" فواد نے کہا۔

"وہ مچھلی ہوتی ہے تو صحرا کی پری کسی ریت کے ٹیلے کی طرح

ہوتی ہو گی۔ بہرحال ہو گی تو پری۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کلثوم جیسی پری تو ملنے سے رہی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کلثوم ایک بار پھر شرما کر رہ گئی۔

اسی لمحے مشین سے گونج سی پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سکرینوں پر سے سرخ رنگ کی چادر یک لخت غائب ہو گئی۔ اور اب مین پوائنٹ سکرینوں پر نظر آنے لگا۔ لیکن اب باہر موجود افراد میں سے کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ شاید وہ اندر چلے گئے تھے۔

"اب میری بات سن لو۔ ہم نے اب اس مین پوائنٹ پر قبضہ کرنا ہے۔ ریڈ میزائل باہر ہیں۔ اور یہ اچھی بات ہے کہ تمام لوگ اندر جا چکے ہیں۔ میں اکیلا اندر جاؤں گا۔ فواد اور فیاض تم دونوں نے ریڈ میزائل کی آڑ میں پوزیشنیں لے لینی ہیں تاکہ وہ لوگ ریڈ میزائل پر قبضہ نہ کر سکیں ــــ ہو سکتا ہے وہ احمق ریڈ میزائل ہی فائر کر دیں۔ اور کلثوم یہیں رہے گی" ــــ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں نہیں رہوں گی۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی" ــــ کلثوم نے فوراً ہی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر بول پڑا۔ اور عمران نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ جیمز کالنگ اوور" ــــ جیمز کی آواز

سنائی دی۔

"یس ٹھوبھتی اٹنڈنگ فرام کنٹرول کیبن اوور"۔۔۔۔ عمران نے ٹھوبھتی کے لہجے میں کہا۔

"میں نے زیرو ڈسکس نظام ختم کر دیا ہے۔ کیا اب ہم سب دوبارہ اپنے کام شروع کر دیں جو ہم نے زیرو ڈسکس کی وجہ سے عارضی طور پر روک دیئے تھے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیمز نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سکرینوں پر چیک کر لیا ہے۔ لیکن کام بعد میں شروع ہو گا۔ پہلے ایک اہم مسئلہ سلجھانا ہے۔ جس کے لئے میں نے تمہیں پہلے بھی ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا اوور" عمران نے کہا۔

"جی فرمائیے اوور"۔۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

" ان ایشیائی اور مصری افراد سے ہمیں جو معلومات ملی ہیں۔ ان سے پتہ چلا ہے کہ اس مدفون مقبرے میں دراصل پاکیشیائی حکومت بھی ایک خاص وجہ سے دلچسپی لے رہی ہے۔ اور اس مقصد کی خاطر یہ ایشیائی لوگ ڈاکٹر عمر ابدال کے پاس آئے تھے۔۔۔۔ اور پھر وہ لوگ ڈاکٹر عمر ابدال کی بیٹی اور ایک مقامی ماہر کو ساتھ لے کر اپنی جانوں پر کھیل کر یہاں تک پہنچ گئے۔ ان کا لیڈر عمران تو میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ اور میں اس کے میک اپ میں ہوں۔ تاکہ ان لوگوں سے اصل بات اگلوائی جا سکے۔۔۔۔ جو کچھ اب تک معلوم ہوا ہے اس

سے پتہ چلتا ہے کہ اس مدفون مقبرے کے ارد گرد کے علاقے میں ڈسٹرم ایون ناٹ دھات کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس دھات کی موجودگی کا پتہ ایکریمیا کے ایک مخصوص سائنسی خلائی سیارے نے لگایا تھا۔ لیکن اس ریسیونگ سنٹر میں جہاں یہ معلومات سیارے سے بھیجی جاتی ہیں ایک پاکیشیائی سائنسدان عارف بھی کام کرتا تھا۔۔۔۔ عارف نے وہ معلومات غائب کر لیں اور انہیں خفیہ طور پر پاکیشیا بھجوا دیا۔ کیونکہ ڈسٹرم ایون ناٹ نامی دھات انتہائی نایاب دھات ہے۔ اور ایکریمیا۔ روسیاہ اور ہمارے ملک اسرائیل سمیت شوگران بھی اس دھات کی تلاش میں پوری دنیا میں سرگرداں ہیں۔۔۔۔ اس دھات کی معمولی سی مقدار سے ڈسٹرم بم بنایا جا سکتا ہے۔ اور ایک ڈسٹرم بم میں اتنی طاقت ہو گی۔ کہ ایک ڈسٹرم بم کسی بھی ملک کو مکمل طور پر تباہ کر سکتا ہے۔ اور اگر اس دھات کا اتنا بڑا ذخیرہ مل جائے جتنا یہ لوگ بتا رہے ہیں تو پھر یوں سمجھو کہ اسرائیل پوری دنیا کی دفاعی طاقت سے بھی ہزاروں گنا زیادہ طاقتور بن سکتا ہے۔۔۔۔ اور اس کے بعد اسرائیل کا یہ خواب کہ یہودیوں کی عظیم ترین سلطنت پوری دنیا پر قائم کی جا سکے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے صحیح معنوں میں شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ میں نے تمہیں کال کرنے سے پہلے ایس۔ ون سے بات کی تھی۔۔۔۔ ایس۔ ون نے فوراً اسرائیل کے اعلیٰ ترین

حکام سے بات کی اور فوری طور پر یہ طے کیا گیا ہے کہ گولڈن سینڈ پراجیکٹ سے اس دھات کے ذخیرے کی تلاش کہیں زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں سب سے پہلے ان لوگوں کی مدد سے اس ذخیرے تک پہنچوں۔ اور پھر اس ذخیرے پر قبضہ کر لینے کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا جائے ——۔ اس کے بعد اسرائیل سے خصوصی ماہرین اور سائنسدان بھیجے جائیں گے جو خفیہ طور پر اس ذخیرے کو اسرائیل منتقل کریں گے۔ اور جب تمام ذخیرہ منتقل ہو جائے گا تب گولڈن سینڈ پراجیکٹ پر کام کیا جائے گا۔ چنانچہ اس حکم کے ملتے ہی میں نے ایک پلاننگ کی ہے —— ان لوگوں سے جو کاغذات ملے ہیں ان پر ریڈ کیبن میں واکر اور ٹیک وڈ کام کر رہے ہیں تاکہ اس ذخیرے کا سراغ لگایا جا سکے لیکن یہ کاغذات کسی مخصوص کوڈ میں ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے لیڈر عمران کا روپ دھار کر انہیں یقین دلایا ہے کہ میں نے بطور عمران بہت بڑا لالچ دے کر ٹھوتھی کو گانٹھ لیا ہے —— اور ٹھوتھی ان سے تعاون کرنے پر تیار ہے کیونکہ ان میں ایک شخص جس کا نام فیاض ہے اور جسے انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ظاہر کیا گیا ہے۔ دراصل وہی سائنسدان عارف ہے۔ جس نے یہ معلومات ایکریمیا سے چرا کر پاکیشیا بھجی تھیں —— اور دوسرا آدمی فواد صحرائی علم کا بہت بڑا ماہر ہے۔ اس فواد کا آئیڈیا ہے کہ اس ذخیرے کا راستہ اس مدفون مقبرے سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا ہے کہ ٹھوتھی مین پوائنٹ سے اپنے سب آدمیوں کو کسی بھی بہانے سے نکال کر ایک علیحدہ جگہ پر اکٹھا کر دے گا اس طرح مین پوائنٹ خالی ہو جائے گا۔ اور اس دوران وہ اس گروپ کو مدفون مقبرے میں جانے کی اجازت دے گا —— اس طرح یہ لوگ اس ذخیرے کا راستہ تلاش کریں گے۔ میں بطور عمران ان کے ساتھ ہوں گا۔ پھر جیسے ہی ذخیرے کا راستہ مل جائے گا یا اس کا راز پتہ چل جائے گا۔ میں فوری طور پر ایکشن میں آجاؤں گا۔ اور اس عورت اور مردوں کو ہلاک کر دوں گا —— اس کے بعد میں ایس۔ ون کو کال کر دوں گا۔ اور پھر اس ذخیرے کی منتقلی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے واکر اور ٹیک وڈ کو بھی اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ ان ایشیائیوں کو یقین دلانے کے لئے وہ ریڈ کیبن میں رہیں گے —— لیکن تم نے درمیان میں ایک نیا مسئلہ زیرو سکس کا کھڑا کر دیا تھا۔ بہرحال یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اب ہم نے فوری طور پر اس پلاننگ پر عمل کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ مین پوائنٹ میں موجود تمام آدمیوں کو ساتھ لے کر مین پوائنٹ کے شمال سے ہوتے ہوئے ریڈ کیبن میں چلے جاؤ۔ میں ان ایشیائیوں کو لے کر مین پوائنٹ میں جاؤں گا —— اور پھر جیسے ہی ذخیرے کا راز ملے گا۔ میں انہیں ہلاک کر کے واکر کو کاشن دوں گا۔ اور پھر آپ سب لوگ واپس آ جائیں گے اور ر" —— عمران نے گھما پھرا کر ایک نئی کہانی گھڑ کر انہیں

سنا دی ۔ اُسے خود احساس تھا کہ اس کی اس کہانی میں بے پناہ جھول ہیں ۔ لیکن وہ پہلے رابرٹ ۔ چارلس اور جیمز کو ٹریٹ کر چکا تھا اس لئے اُسے ان کی ذہنی حیثیت کا علم ہو گیا تھا اُسے یقین تھا کہ یہ لوگ اس قدر ذہین نہیں ہیں کہ اس کہانی کی خامیوں کو فوری طور پر تلاش کر سکیں ۔

" اوہ ۔ لیکن باس ہو سکتا ہے یہ ایشیائی اندر جا کر پراجیکٹ کے خلاف کوئی ایکشن لے لیں اوور " ـــــ جیمز نے کہا ۔

" اوہ ۔ تم مجھے ۔ ایس ۔ ون ڈاکر اور ٹیک وڈ سب کو احمق سمجھتے ہو ۔ اس لئے تو میں ان کے لیڈر کے روپ میں ان کے ساتھ جاؤں گا اوور " ـــــ عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

" ٹھیک ہے سر ۔ ٹھیک ہے سر ۔ بس مجھے ایسے ہی خیال آ گیا تھا سر ۔ پھر سر ہم سب باہر آ جائیں اوور " ـــــ جیمز نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔ تم سب ایک ایک کر کے مین پوائنٹ سے نکلو اور شمال سے گھوم کر ریڈ کیبن کی طرف چلے جاؤ ۔ ٹیک وڈ اور ڈاکر دونوں وہاں موجود ہیں ۔ بس یہ خیال رہے کہ اندر کوئی آدمی باقی نہ رہے ـــــ جب تم سب یہاں سے نکل کر شمال کی طرف گھوم جاؤ گے تو میں ان لوگوں کو ساتھ لے کر مین پوائنٹ میں داخل ہو جاؤں گا ۔ میں اس دوران انہیں ریڈ کیبن سے ساتھ لے لوں گا ـــــ تم سب نے زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے

اندر مین پوائنٹ چھوڑ دینا ہے ۔ پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو گیا ہے ۔ اور رات پڑنے والی ہے ۔ اگر رات پڑ گئی تو پھر رسک بڑھ جائے گا ۔ یہ لوگ کسی بھی وقت چوکنا ہو سکتے ہیں اوور " عمران نے کہا ۔

" یس سر اوور " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک طویل سانس لے کر پیشانی پر آیا ہوا پسینہ پونچھنے لگا ۔ اس نے واقعی ایک خوفناک مشن کو صرف اپنی ذہانت سے بغیر انگلی ہلائے کنٹرول کر لیا تھا ـــــ ورنہ اگر ان سے مقابلہ کرنا پڑ جاتا تو ریڈ میزائل اور انتہائی حساس مشینری کی وجہ سے بڑا مسئلہ پیدا ہو سکتا تھا ۔ ـــــ اس کے ساتھ عمران کے ذہن میں سب سے بڑا پرابلم اس ریت کی مصنوعی سرنگ کا تھا ۔ معمولی سی گڑبڑ سے یہ سرنگ بیٹھ سکتی تھی ـــــ اور ظاہر ہے پھر وہ لوگ ٹنوں ـــ ریت کے نیچے دب کر ختم ہو جاتے ۔

" کمال ہے ـــ واقعی کمال ہے " ـــ فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" خالی کمال ہے کمال ہے کرنے سے کچھ نہیں ہو گا ۔ تمہیں فوراً ریڈ کیبن سے ہو کر شمال کی طرف سے آنے والے راستے پر مورچہ بند ہونا پڑے گا ۔ ریڈ کیبن میں بے پناہ جدید اسلحہ موجود ہے ـــ تم یہ اسلحہ لے لینا اور اس کے بعد تمہارا

کام ان سب کا مکمل خاتمہ ہے۔ مجھے اس کنٹرول روم میں رہنا
ہو گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی شمال کی طرف جانے
کی بجائے کنٹرول روم کی طرف آئے۔ جب یہ سب مین
پوائنٹ سے نکل کر شمال کی طرف گھوم جائیں گے تو میں اور کلثوم
یہاں سے نکل کر مین پوائنٹ کی طرف سے ہو کر ان کے عقب
میں آجائیں گے ——— اور پھر ان سب کے خاتمے کے ساتھ
ہی ہمارا مشن بھی مکمل ہو جائے گا۔ جلدی کرو۔ ان کے نکلنے
سے پہلے جیپ لے کر مین پوائنٹ کراس کر جاؤ۔ جلدی۔ اور
سنو۔ ذرا سی حماقت نہ ہو۔ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکے۔
فواد۔ تم اس مشن کے انچارج ہو گے۔ جلدی جاؤ۔ بھاگو"
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور فواد اور فیاض سر ہلاتے ہوئے بیرونی دروازے
کی طرف دوڑ پڑے۔ اور پھر جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز
سنائی دی اور دور ہوتی چلی گئی۔

ان دونوں کے جانے کے بعد عمران کلثوم سے مخاطب
ہوا۔

"تم کیبن سے باہر نکل کر اس کی سائیڈ میں ہو کر مین پوائنٹ
کو چیک کرو۔ اگر کوئی ادھر آتا دکھائی دے تو مجھے اطلاع
دینا۔ میں یہاں مشین کے ذریعے یہ چیک کروں گا کہ کوئی آدمی
اندر تو نہیں رہ جاتا" ——— عمران نے کلثوم سے کہا۔ اور
کلثوم سر ہلاتی ہوئی کیبن سے باہر چلی گئی جب کہ عمران مشین

پر جھک گیا۔ اور اس نے اُسے باقاعدہ آپریٹ کرنا شروع کر
دیا۔ کیونکہ وہ اب اچھی طرح اس کی تکنیک اور ماہیت کو سمجھ
گیا تھا۔

ابھی وہ مشین کو آپریٹ کر ہی رہا تھا کہ پاس پڑا ہوا ٹرانسمیٹر
یک لخت جاگ اٹھا اور عمران چونک پڑا۔ لیکن جب اس نے
اس کا فریکونسی میٹر دیکھا تو وہ تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب
تھا کہ کال جیمز یا اس کے ساتھیوں کی طرف سے نہیں ہے۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ایس۔ ون کالنگ ڈاکر فرام ایس۔ ایجنسی
ہیڈ کوارٹر اوور" ——— ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک بھاری
اور کرخت آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ ڈاکر اٹنڈنگ اوور" ——— عمران نے فوراً ہی
ڈاکر کی آواز اور لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے اتنی دیر کال کیوں نہیں کی۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے
کس قدر بے چینی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں نے
خود کال کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن تمہاری طرف سے
کال کا جواب نہیں دیا گیا جس سے میں زیادہ پریشان ہو گیا
تھا ——— کیا رپورٹ ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کی
اوور" ——— ایس۔ ون نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں
کہا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سر۔ وہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ میں نے اور ٹیک ڈڈ نے

ریڈ کیبن میں جا کر اپنے ہاتھوں سے ان کے بندھے ہوئے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ خاص طور پر اس عمران کے جسم کا تو ایک انچ بھی ایسا نہیں چھوڑا جس میں گولی نہ ماری گئی ہو۔ جناب بس میں وہاں تھا سر۔ اس لئے کال اٹنڈ نہ کر سکا تھا اوور"——— عمران نے جواب دیا۔

" لیکن تم نے مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی اوور " ایس۔ دن نے کہا

" دراصل جناب مٹوتھی کی موت نے نیا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا۔ مین پوائنٹ پر موجود جیمز نے یہ سمجھا کہ میں اور ٹیک ڈڈ غدار ہو گئے ہیں اس لئے ہم نے مل کر مٹوتھی کو مار ڈالا ہے۔ اس نے زیڈ۔ دسکس مین پوائنٹ کے گرد قائم کر دیا۔ بڑی مشکل سے اُسے ساری بات سمجھائی تب اس نے یہ سرکل ختم کیا۔ اس چکر میں پھنسنے کی وجہ سے میں کال نہ کر سکا باس اوور" عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے اسی لئے دیر ہو گئی۔ عمران کی لاش تو موجود ہو گی اوور"——— ایس۔ دن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" یس سر موجود ہے۔ لیکن گولیوں سے مکمل طور پر چھلنی ہو چکی ہے اوور"——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کوئی بات نہیں۔ یہ چھلنی لاش اسرائیل کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اس شخص نے اسرائیل کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ

شاید ساری دنیا کے مسلمان مل کر بھی اتنا نقصان نہ پہنچا سکتے۔ اور پوری اسرائیلی حکومت کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں یہ شخص اپنے ساتھیوں سمیت ایک بار پھر فلسطینیوں کی حمایت میں لبنان نہ پہنچ جائے——— کیونکہ اسرائیلی حکومت نے لبنان اور بیروت کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے وہاں مستقل نوعیت کی پلاننگ شروع کی ہوئی ہے۔ جب یہ پلاننگ مکمل ہو جائے گی تو پھر اس سارے علاقے کو اسرائیل میں مستقل طور پر شامل کر لیا جائے گا——— اور اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی اعلیٰ سطح پر ہو چکا ہے کہ ——— صحرائے سینا اور لبنان کے سارے علاقوں میں ایسا قتل عام کیا جائے کہ وہاں ایک بھی مسلمان باقی نہ رہ سکے۔ اس لئے تو یہاں گولڈن سینڈ پر اجیکٹ قائم کیا جا رہا تھا——— کہ اگر اس قتل عام کے خلاف مسلمانوں نے کوئی جوابی ایکشن لیا تو یہاں سے ریڈ میزائل فائر کر کے پورے عالم اسلام کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ اور خاص طور پر مسلمانوں کے سب سے اہم مقامات جو کہ خاصی تعداد میں ہیں کا یہاں سے آسانی سے ٹارگٹ لیا جا سکتا ہے——— اس لئے اس پراجیکٹ کو بے پناہ اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن اب عمران کے خاتمے کے بعد یہودیوں کے لئے بہت بڑا خطرہ ختم ہو گیا ہے۔ اسرائیلی اعلیٰ حکام اس عمران سے بے حد خوفزدہ ہیں ——— اس لئے اس کی موت کا یقین انہیں اُسی وقت

ہوسکتا ہے جب اس کی لاش ان کے سامنے رکھی جائے گی۔
چنانچہ تم اس لاش کو محفوظ کر کے پیک کر دو اور مدفون
مقبرے کے سامان کے ساتھ ہی اس لاش کو بھی بھجوا دینا۔
اسرائیل کے لئے یہ سب سے قیمتی خزانہ ہے اوور"
ایس۔ون نے مسرت بھرے لہجے میں پوری تقریر کر ڈالی
لیکن عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلتا چلا گیا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔

"او۔کے۔ اور تم فکر نہ کرو۔ عمران کے خاتمے کا کارنامہ
چونکہ تمہارے ہاتھوں سرزد ہوا ہے۔ اس لئے تمہیں اس
کا پورا پورا صلہ دیا جائے گا اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایس۔ون
نے کہا اور ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"تم فکر نہ کرو ایس۔ون۔ عمران اس وقت تک نہیں مرے
گا جب تک وہ اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے نہ
ختم کر دے۔ اچھا ہوا تم نے ایک اہم ترین راز بتا دیا۔
اب میں دیکھوں گا کہ اسرائیل کیسے لبنان کو اپنے اندر شامل
کرتا ہے۔۔۔ میں تمہاری ساری پلاننگ کی اینٹ سے
اینٹ بجا کر رکھ دوں گا۔ میں تمہارا بھی عبرت ناک حشر کر دوں گا۔
کہ تم صدیوں اپنے زخم چاٹتے رہو۔ تمہاری نظریں ہمارے
اہم ترین مقامات پر لگی ہوئی ہیں۔۔۔ میں تمہاری آنکھیں
ہی پھوڑ دوں گا تاکہ تم اپنی غلیظ نظریں بھی ان مقامات پر نہ

ڈال سکو"۔۔۔ عمران نے انتہائی جذباتی انداز میں بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

"کس سے باتیں کر رہے ہو"۔۔۔ اچانک پیچھے سے
کلثوم کی آواز سنائی دی۔

اور عمران تیزی سے گھوم گیا۔ اس پر واقعی ایسی جذباتی
کیفیت طاری ہو گئی تھی کہ اسے کلثوم کے اندر آنے کی
آہٹ تک محسوس نہ ہوئی تھی۔

"باتیں سننے والی تو کوئی ملتی ہی نہیں ہے۔ اس لئے اب
مجبوراً خود ہی بولتا ہوں اور خود ہی سنتا ہوں"۔۔۔ عمران نے
فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب مل جائے گی۔ یہاں سے تو واپس چلو۔ اور سنو۔
وہ سب افراد مین پوائنٹ سے باہر نکل کر اکٹھے ہوئے۔
اور پھر اکٹھے ہی شمال کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کی تعداد اکیس
بائیس ہے"۔۔۔ کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس
کا چہرہ البتہ بتا رہا تھا کہ وہ دل ہی دل میں کوئی بڑا فیصلہ کر
چکی ہے۔

"اوہ۔ اتنی بڑی بارات۔ ارے میں تو غریب آدمی ہوں۔
اتنی بڑی بارات کو تو کھانا بھی نہ کھلا سکوں گا۔ آؤ اسے کم کریں۔
خواہ مخواہ کے خرچے کا کیا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فضول
خرچ شیطان کے دوست ہوتے ہیں"۔۔۔ عمران نے
کہا۔ اور پھر ایک طرف پڑی مشین گن اٹھا کہ وہ تیزی سے

بیرونی دروازے کی طرف لپک گیا۔

ٹرانسمیٹر آف کر کے جیمز نے رابرٹ اور چارلس کو پوری تفصیل بتائی۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ اگر یہ ذخیرہ واقعی اسرائیل کو مل جاتا ہے تو اسرائیل دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جائے گا" چارلس اور رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اسرائیل کے لئے تو ہماری جانیں وقف ہیں۔ لیکن میں اس اہم ترین پراجیکٹ کو بالکل کھلا بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ باس ٹموتھی میک اپ میں ان کے ہمراہ ہو گا ـــــ لیکن غلطی باس ٹموتھی سے بھی تو ہو سکتی ہے" جیمز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تمہیں باس ٹموتھی پر اعتماد نہیں

ہے" ـــــ چارلس اور رابرٹ دونوں نے چونک کر پوچھا۔

"بالکل ہے۔ قطعی ہے۔ لیکن یہ پراجیکٹ بھی اسرائیل کا م ترین پراجیکٹ ہے۔ اور اس کے مکمل آپریشن کا انچارج ں ہوں۔ باس ٹموتھی جنرل انچارج ہے۔ اس لئے اس کی مل حفاظت بھی میرے ذمہ ہے ـــــ اس لئے تم سب اد کو اکٹھا کرو۔ میں اس دوران اس پراجیکٹ کی حفاظت انتظام کر لوں۔ پھر ہم سب اکٹھے ریڈ کیبن کی طرف چل پڑیں گے" ـــــ جیمز نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ چارلس اور رابرٹ نے کہا۔ اور ی سے آپریشن روم سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی جیمز ایک الماری کی طرف بڑھا۔ س نے الماری کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور اس میں سے ایک ـــــ چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔ اس بے کے اوپر چار چھوٹے چھوٹے میٹر نظر آ رہے تھے۔ ان یٹروں کے نیچے نابیں تھیں اور درمیان میں ایک سرخ رنگ کا ن تھا ـــــ جیمز نے ایک سائیڈ پر موجود ایک بڑی سی بیٹری کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر اس کا ایک خانہ کھولا۔ اور پھر س نے ڈبے پر لگے ہوئے میٹروں کو نابیں گھما گھما کر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیں۔ جب چاروں میٹر ایڈجسٹ ہو گئے تو اس نے سرخ رنگ کا بٹن دبایا تو ڈبے پر نظر آنے والے میٹروں پر سرخ اور نیلے رنگ کی سوئیاں ایک دوسرے کو کراس

کرتی ہوئیں مخصوص ہندسوں پر رک گئیں۔ جیمز نے مسکراتے
ہوئے ڈبہ اٹیمک بیٹری کے اس چھوٹے سے خانے میں
بڑی احتیاط سے رکھا اور پھر اس ڈبے کے ساتھ منسلک باریک
سی تار جس کے سرے پر ایک باریک سا کلپ تھا۔ اس خلانے
کے اندر موجود ایک ہک کے ساتھ کلپ کر دیا ——— اور خانہ
بند کر کے وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا میز پر رکھی مشین کے
سامنے پہنچ گیا۔ اس نے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔ چند لمحوں تک وہ اُسے چیک کرتا رہا پھر اس نے
مشین آف کر دی ——— اور لمبے لمبے قدم لیتا دروازے
کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے اندر مدفون مقبرے کے ہال
پر ایک نظر ڈالی اور ہونٹ بھینچتا ہوا واپس مڑا اور پھر راہداری
سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ مین گیٹ کے باہر اُسے مین
پوائنٹ پر کام کرنے والے سب افراد اکٹھے کھڑے نظر آئے۔
وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے ——— اور ظاہر ہے
زیر تبصرہ یہی بات تھی کہ انہیں کیوں اس طرح نکال کر بھیجا جا رہا
ہے۔ ان کی تعداد بائیس تھی۔

"آؤ اب چلیں" ——— جیمز نے باہر نکلتے ہی کہا۔

"آپ نے اپنا کام مکمل کر لیا" ——— رابرٹ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اب گولڈن سینڈ پراجیکٹ مکمل طور پر محفوظ ہے"
جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سن کر رابرٹ اور چارلس کے ساتھ ساتھ

[...]نی افراد نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے اور پھر وہ
[...]ب تیز تیز قدم اٹھاتے شمال کی طرف بڑھتے گئے۔ شمال
[...]ی طرف گھومتے ہوئے وہ ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں
[...]ے درمیان سے ہوتے ہوئے ریڈکیبن کی طرف بڑھے
[...]لے جا رہے تھے ——— لیکن ابھی انہوں نے نصف فاصلہ
[...]لے کیا تھا کہ اچانک شائیں کی تیز آواز آسمان پر ابھری اور وہ
[...]ب چونک کر اوپر دیکھنے ہی لگے تھے کہ آسمان سے ایک
[...]علہ سا تیرتا ہوا عین ان کے سروں کے اوپر آ کر ایک
[...]ف ناک دھماکے سے پھٹا اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں
[...]سے ریت کے ٹیلے گونج اٹھے ——— اور اس کے ساتھ
[...]ی ریت کا ایک بادل سا نیچے سے اٹھ کر آسمان کی طرف
بلند ہوتا گیا۔

جیمز۔ رابرٹ اور چارلس تینوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے
[...]ائیں طرف چل رہے تھے کہ شائیں کی تیز آواز سے جیمز یکلخت
[...]چھلا اور دوسرے لمحے کسی جنگلی خرگوش کی طرح اس نے چھلانگ
[...]گائی ——— اور بالکل اس طرح ریت کے ایک گڑھے میں جا
گرا۔ جیسے اس نے اس گڑھے میں گرنے کے لئے پہلے
سے ریہرسل کر رکھی ہو۔ اس نے اوپر آسمان کی طرف دیکھنے
کی کوشش ہی نہ کی تھی۔ جیسے ہی وہ گڑھے میں گرا۔ اس
کے کانوں میں خوف ناک دھماکے کے ساتھ انسانی چیخوں
[...]یک سیلاب سا ٹکرایا ——— اور پھر اس کے اوپر ریت اس

طرح گرنے لگی جیسے وہ کسی ریت کی بے پناہ آبشار کے نیچے
آگیا ہو۔ چند لمحوں میں اس کے حواس اسس کا ساتھ چھوڑ
گئے۔

پھر نجانے کس وقت تک وہ اس طرح ریت کے نیچے
دبا ہوا پڑا رہا۔ کہ اچانک جیسے اس کے سینے میں دھماکہ سا
ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ میں ریت بھر گئی۔
لیکن ریت بھرتے ہی اس کے سارے جسم میں درد کی تیز
لہریں سی دوڑنے لگیں ۔۔۔ اس نے ایک جھٹکے سے
آنکھیں کھولیں لیکن آنکھیں کھولتے ہی اُسے محسوس ہوا جیسے
اس کی آنکھوں میں کسی نے سرخ پسی ہوئی مرچیں ٹنوں کے
حساب سے ڈال دی ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسس کا
ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا ۔۔۔ اس کے دماغ میں شائیں کی
تیز آواز کے ساتھ ہی خوفناک دھماکہ اور انسانی چیخوں کی بازگشت
سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے حرکت
میں آگیا۔ اُس کے ذہن نے فوراً ہی یہ نتیجہ نکال لیا تھا کہ وہ
ریت میں دب چکا ہے ۔۔۔ اور چونکہ یہاں آنے سے پہلے
انہیں ریت میں دبنے کی صورت میں نکلنے کے لئے ۔۔۔
باقاعدہ تربیت دی گئی تھی اس لئے وہ اپنے جسم کو مخصوص
انداز میں حرکت دیتا ہوا چند لمحوں میں ہی سطح پر آ گیا۔ لیکن
لاشعوری کوشش کے بعد جب وہ کھلی ہوا میں پہنچا تو ایک
بار پھر اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا چھاتا گیا۔ ایسا دراصل

سانس بند ہونے کے بعد پوری قوت سے باہر آکر اس نے
سانس لیا تو اسس کا ذہن وقتی طور پر تاریک ہو گیا۔ لیکن ایسا
صرف چند لمحوں کے لئے ہوا۔ اس کے بعد اُسے دوبارہ ہوش
آگیا ۔۔۔ اور اب اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ منہ اور
ناک میں ریت بھری ہونے کی وجہ سے ہوش میں آتے ہی
اُسے چھینکیں آنی شروع ہو گئیں اور وہ مسلسل چھینکتا رہا۔ اس
کی آنکھوں سے بھی پانی کی دھاریں سی بہہ نکلی تھیں۔ جب مسلسل
چھینکنے کے بعد اس کے منہ اور ناک سے کافی مقدار میں ریت
نکل گئی تو اس نے ریت پر تھوکنا شروع کر دیا ۔۔۔ اور پھر
ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں
خوف سے پھیلتی گئیں۔ کیونکہ اس کے سامنے ریت پر اسس
کے ساتھیوں کے کٹے پھٹے اعضا اور لاشیں بکھری ہوئی
تھیں ۔۔۔ اور جیمز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اور
اب اُسے خیال آ رہا تھا کہ ٹی ون راکٹ کی مخصوص آواز سے
اگر اسس کا ذہن پوری طرح واقف نہ ہوتا تو یقیناً وہ بھی اوپر
دیکھنے میں وقت ضائع کرتا اور نتیجہ یہی نکلتا کہ اس وقت اس
کی لاش بھی یہاں اسی حالت میں پڑی ہوئی نظر آتی۔ وہ
چند لمحے ہونٹ بھینچے اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھتا رہا۔
اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ اس کے
دل میں خوفناک ابال سا آگیا تھا۔ انتقامی جذبے کا ابال۔
جیسے وہ اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے پورے

کرہ ارض کو ہی فنا کر ڈالے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن ہر طرف خاموشی تھی۔ اور ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی وہاں کوئی انسان موجود نہ تھا ——۔ جیمز اب اتنی بات تو سمجھ گیا تھا کہ یہ سب بہت بڑی اور گہری سازش ہے۔ لیکن کیا واقعی واکر اور ٹیک وڈ بھی اس غداری میں شامل ہیں یا نہیں۔ ایسی بات کا فیصلہ ہونا ابھی باقی تھا۔ چنانچہ اس نے بجائے مین پوائنٹ کی طرف جانے کے ریڈ کیبن کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ریڈ کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ ریڈ کیبن کے قریب پہنچ کر وہ ایک ٹیلے کی اوٹ میں رک گیا۔ اور غور سے ریڈ کیبن کو دیکھنے لگا —— ریڈ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن اس کے آس پاس کوئی موجود نہ تھا۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ یہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ اٹھ کر ریڈ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کھلے دروازے میں سے جھانک کر اندر دیکھا —— اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ وہاں کوئی زندہ انسان تو موجود نہ تھا البتہ ٹیک وڈ اور واکر دونوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں ایک سائیڈ کی دیوار سے لگی ہوئی موجود تھیں۔ لاشیں صاف بتا رہی تھیں کہ انہیں مرے ہوئے کافی دیر گزر چکی ہے۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سازش میں شریک نہ تھے۔ بلکہ باس ٹھوکتی۔ واکر اور ٹیک وڈ تینوں کو ان ایشیائی

در مصریوں نے مار ڈالا۔ اور پھر ان کی آوازوں میں بات کر کے ہمیں چکر دے دیا۔ اب ساری صورت حال اس پر واضح ہوتی جا رہی تھی بلکہ اب اُسے وہ ساری کہانی ہی سرے سے احمقانہ نظر آنے لگ گئی تھی کہ یہاں نایاب دھات کا ذخیرہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ —— اور اب بے شک ایسے پوائنٹ اس کے ذہن میں آ رہے تھے جس سے یہ کہانی بالکل بیگانہ لگتی تھی۔ لیکن اس وقت اس کے ذہن میں ان میں سے ایک پوائنٹ بھی نہ آیا تھا اور اُسی لمحے جیسے بجلی کا کوندا لپکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں اٹیمک بیٹری میں موجود اس مخصوص ڈبے کا خیال آ گیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ —— اب بھی بازی میرے ہاتھ میں ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ لوگ کیسے زندہ بچ کر یہاں سے نکلتے ہیں" —— جیمز نے کہا۔ اور تیزی سے دیوار سے لٹکی ہوئی ایک مشین گن کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے مشین گن اٹھائی اس کا میگزین چیک کیا۔ اور پھر مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ کیبن سے نکلا اور تیزی سے واپس اُسی راستے پر دوڑنے لگا جہاں سے گزر کر وہ آیا تھا۔

"فکر نہ کرو ساتھیو۔ ابھی تھوڑی دیر بعد ان لوگوں کی لاشیں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں گی" —— جیمز نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔ اور اُسی طرح دوڑتا ہوا وہ گھوم کر جب مین پوائنٹ کے سامنے کے رخ

پلٹا تو یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ مین پوائنٹ کے سامنے باس ٹموٹھی کا خصوصی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اور اس کے پنکھے تیزی سے چل رہے تھے دوسرے لمحے وہ ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ جیمز ریت کے ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پہ پہنچا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر آر۔ سی تھرٹی ون بیرم سرکل کا آپریشن روم موجود تھا اور جیمز نے سر ہلا دیا چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور بجائے مین پوائنٹ کی طرف بڑھنے کے کنٹرول کیبن کی طرف دوڑتا گیا۔ وہ اس وقت واقعی کسی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ کی طرح دوڑ رہا تھا انتہائی چوکنے اور محتاط انداز میں۔ تھوڑی دیر بعد وہ کنٹرول کیبن کی سائیڈ میں پہنچ کر رک گیا۔ اس نے اس کے کھلے دروازے میں سے اندر جھانکا ــــــ اندر کوئی موجود نہ تھا۔ وہ اچھل کر کنٹرول کیبن میں داخل ہوا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے میز پہ رکھی ہوئی مشین آن کرنی شروع کر دی۔ مشین کی سکرینوں پہ منظر ابھر آئے اور پھر ایک سکرین کو دیکھتے ہی وہ مسکرا دیا ــــــ یہ اس کا وہی آپریشن روم تھا۔ جس میں اٹیمک بیٹریاں موجود تھیں۔ یہاں دو مرد اور ایک عورت کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے جلدی سے مشین کے کچھ اور بٹن آپریٹ کئے تو مشین سے آوازیں بھی نکلنے لگیں۔

"بڑا مزہ آئے گا جب ڈیڈی یہاں پہنچ کر یہ سب کچھ دیکھیں گے ان کے تو خواب و خیال میں بھی نہ ہو گا کہ یہاں ایسے خوفناک منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی عمران کو خود

سرحد پہ جانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ یہیں سے ڈیڈی کو ٹرانسمیٹر پہ کال کر لیتا" ــــــ اس عورت کی آواز سنائی دی۔

"تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکتیں کلثوم۔ ہو سکتا ہے یہاں کا ٹرانسمیٹر کہیں چیک ہو رہا ہو۔ ادھر ہم کال کریں ادھر اسرائیل کو اطلاع مل جائے اور نتیجہ یہ ہو گا کہ مصر سے تو آدمی بعد میں پہنچیں گے۔ البتہ اسرائیل سے تباہی کا سامان پہلے پہنچ جائے گا ــــــ اور دوسری بات یہ ہے کہ ٹرانسمیٹر فریکونسی ہی معلوم نہیں ہے۔ جس پہ تمہارے ڈیڈی کو کال کیا جائے۔ اس لئے عمران صاحب کو خود سرحد تک جانا پڑا ہے۔ وہ وہاں پہنچ کر وائرلیس فون کے ذریعے آسانی سے تمہارے ڈیڈی سے رابطہ قائم کریں گے۔ اور پھر باقی انتظامات ڈاکٹر عمر ابدال آسانی سے کر لیں گے" فواد نے جواب دیا۔ اور کلثوم چمکتی ہوئی آنکھوں سے فواد کو دیکھنے لگی۔

"اوہ۔ تم بھی عمران سے کم ذہین نہیں ہو فواد۔ لیکن تم مصری ہو کر مجھے پہلے کبھی نہیں ملے" ــــــ کلثوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی نوازش ہے مس کلثوم کہ آپ نے مجھے ذہین کہا۔ لیکن بہرحال عمران سے میرا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ عمران سپر مائنڈ ہے۔ اور جہاں تک ملاقات کا تعلق ہے بس اتفاق ہی ہے کہ مجھے آپ جیسی خاتون سے پہلے شرف ملاقات حاصل نہیں ہو سکا" فواد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کلثوم بھی ہنس پڑی۔

"آپ خاموش ہیں فیاض صاحب۔ ویسے ایک بات تو بتایئے۔ آپ تو عمران کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کچھ اس کے متعلق مزید تفصیلات مجھے بتایئے" ——— کلثوم نے اچانک کہا۔

"مس کلثوم آپ میری بہن کے برابر ہیں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی دلچسپی عمران میں بڑھتی جا رہی ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ عمران سے کسی قسم کی کوئی توقع وابستہ نہ کریں۔ یہ انتہائی کٹھور اور سنگ دل آدمی ہے ——— یہ صرف اپنے مطلب سے مطلب رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے کسی کے جذبات واحساسات سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— فیاض نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جیمز جو میز کے سامنے کھڑا یہ باتیں سن رہا تھا اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر آوازوں والے بٹن بند کر دیئے۔

"پہلے تم سے تو نپٹ لوں پھر اس عمران کو بھی دیکھ لوں گا" جیمز نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ساتھ پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ جب فریکوئنسی ایڈجسٹ ہو گئی تو اس نے اسے ایک بار غور سے دیکھ کر تسلی کر لی ——— اس کے بعد اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

'ہیلو ہیلو ——— دشمنان اسرائیل ہوشیار ہو جاؤ۔ جیمز تمہاری موت بن کر پہنچ گیا ہے اوور' ——— جیمز نے چیختے

ہوئے کہا۔ اس کی نظریں البتہ مشین کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور اس نے ان تینوں کو بُری طرح اچھلتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ان میں سے وہ مصری جسے فواد کہا جا رہا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا ——— اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اور ان دونوں سے ٹکراتے ہوئے نیچے فرش پر گر گیا۔ وہ دونوں بھی نیچے گر گئے تھے اور ان کے جسم اس طرح بے حس وحرکت ہو گئے تھے جیسے ان پر فالج گر گیا ہو ——— جیمز چند لمحے انہیں سکرین پر غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ کیبن سے نکل کر وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا مین پوائنٹ کے گیٹ کی طرف بڑھا ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گیٹ پر پہنچ کر رک گیا۔ چند لمحے وہاں کھڑا سانس برابر کرتا رہا۔ اور پھر دوبارہ دوڑتا ہوا اندر سرنگ میں دوڑنے لگا۔ سرنگ کے آخر میں آپریشن روم کا دروازہ تھا۔ اس دروازے کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا ——— اور پھر اچھل کر آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ سامنے ہی ریت پر کلثوم۔ فیاض اور فواد بے حس وحرکت پڑے ہوئے تھے۔

"تم اسرائیل کے دشمن ہو۔ تم نے اسرائیل کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے موت تمہارا مقدر بن گئی ہے" ——— اندر داخل ہوتے ہی اس نے چیخ کر کہا۔ اور

پھر کاندھے سے مشین گن اتار کر اس کا رخ اس نے ان تینوں
کی طرف کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا اچانک اس
کی نظریں ایٹمک بیٹری پر لگے ہوئے بڑے سے میٹر پر
پڑی ـــــ اور وہ یک لخت اچھل کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔ مشین
گن بھی اس کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گر گئی تھی۔
" اوہ اوہ ـــــ تباہی۔ خوف ناک تباہی " ـــــ جیمز کے
حلق سے مسلسل چیخ نما آوازیں نکل رہی تھیں اور پھر اس نے
بیٹری کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک ہینڈل یک لخت نیچے کر دیا،
اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لینے
لگا تھا جیسے ایٹم بم اس کے سر پر پھٹتے پھٹتے یک لخت کہیں اور
نکل گیا ہو۔ ـــــ میز پر موجود سرخ رنگ کی سوئی جو آخری ہندسے
کے بالکل قریب پہنچی ہوئی تھی۔ تیزی سے واپس ہونے لگ
گئی تھی۔ اور جب تک سوئی زیرو تک نہ پہنچی تھی۔ اس کی
نگاہیں اس میٹر سے اس طرح چپک گئی تھیں جیسے لوہا
مقناطیس سے چپکتا ہے ـــــ جب سوئی زیرو پر پہنچی تو جیمز
نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور واپس مڑا۔ وہ
تینوں اسی طرح فرش پر پڑے ہوئے تھے۔
" شکر ہے میری نظریں میٹر پر پڑ گئیں۔ ورنہ اس قدر
خوف ناک تباہی ہوتی کہ شاید پورا صحرا ہی بادل بن کر آسمان
پر اڑ جاتا " ـــــ جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آگے
بڑھ کر اس نے فرش پر پڑی ہوئی اپنی مشین گن اٹھائی اور

اس کا رخ ان تینوں کی طرف کر دیا۔
" تم سن سکتے ہو۔ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن حرکت نہیں کر سکتے۔
گو میں نے ایس۔ ون ریز کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ لیکن مجھے
معلوم ہے کہ ان ریز کا اثر ابھی مزید آدھا گھنٹہ اور رہے گا۔
اور تم پر گولیاں برسانے کے لئے یہ آدھا گھنٹہ بہت ہے۔
تمہاری موت کے بعد میں اس عمران کے خاتمے کا سوچوں
گا " ـــــ جیمز نے اونچی آواز سے کہا۔ اور پھر اس کی انگلی
ٹریگر پر حرکت کرنے ہی لگی تھی کہ اس کے ذہن میں یکلخت
ایک خیال آ گیا۔ کہ عمران آر۔ سی تھرٹی ون بیرم سرکل کراس
کر کے کیسے سرحد تک پہنچ سکتا ہے ـــــ اور اس
خیال کے آتے ہی اس نے جلدی سے مشین گن واپس
کاندھے سے لٹکائی اور اسی الماری کی طرف بڑھ گیا جس
سے اس نے ایس۔ ون ریز کا ڈبہ نکالا تھا۔ الماری کے
ایک اور خانے سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔
اور اس کا ڈھکن کھول کر شیشی اس نے کلثوم کی ناک سے
لگا کر فوراً ہٹا لی اور ڈھکن بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔
" تم اب مجھے سب تفصیل بتاؤ گی۔ تم لڑکی ہو۔ اس لئے
تم آسانی سے سب کچھ بتا دو گی " ـــــ جیمز نے کہا۔ اور
مشین گن دوبارہ کاندھے سے اتار کر اس نے اس کی نال
فرش پر لیٹی ہوئی کلثوم کی گردن سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد ہی
کلثوم کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی۔ جب کہ فیاض اور

فواد ویسے ہی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"خبردار اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو چھلنی کر دوں گا۔ بتاؤ تم لوگوں نے کس طرح آر۔سی تھرٹی ون بیرم سرکل کراس کیا تھا۔ اور یہاں تک پہنچے تھے۔ اور اب تمہارا ساتھی عمران جو ہیلی کاپٹر پر گیا ہے۔ یہ سرکل کیسے کراس کرے گا" ——— جیمز نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تمہیں عمران ہی بتا سکتا ہے۔ مجھے کیا معلوم" کلثوم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کتیا کی بچی" ——— جیمز نے غصے سے چیختے ہوئے یک لخت پوری قوت سے اچھل کر کلثوم کی پسلیوں میں ٹھوکر ماری اور کلثوم کے حلق سے بھیانک چیخ نکل گئی وہ بُری طرح تڑپنے لگی تھی۔

"بتاؤ۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا" ——— جیمز نے اچھل کر دوسری ٹھوکر لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کی لات دوبارہ کلثوم کی پسلیوں پر پڑتی۔ کلثوم یک لخت تڑپی اور اس نے دونوں ہاتھ مشین گن کی نال پر رکھ کر پوری قوت سے اُسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا ——— جیمز جو ٹھوکر مارنے کے لئے اچھل رہا تھا مشین گن کا دھکا کھا کر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ اور بُری طرح چیختا ہوا پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔ اور جھٹکا لگنے سے مشین گن ادھر کلثوم کے ہاتھوں سے بھی پھسل

کر نکل گئی اور اس کا دستہ جیمز کے ہاتھوں سے بھی نکل گیا مشین گن اڑتی ہوئی دور جا گری۔

دوسرے لمحے کلثوم اور جیمز دونوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا کتیا" ——— جیمز نے پاگلوں کے سے انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یک لخت اچھل کر کلثوم کی سائیڈ پر پوری قوت سے ہاتھ مارا۔ کلثوم نے یک لخت غوطہ لگایا۔ گو جیمز کا ہاتھ پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑا ——— لیکن غوطہ لگا کر وہ جیمز کے سینے میں ٹکر مارنے میں کامیاب ہو گئی اور ایک بار پھر ان دونوں کے حلق سے خوفناک چیخیں نکل گئیں۔ دونوں کو بیک وقت ضربات آئی تھیں۔ لیکن اس بار جیمز نے نیچے گرتے ہی یک لخت قلابازی کھائی ——— اور پھر جیسے وہ اڑتا ہوا اٹھتی ہوئی کلثوم کے سر کے اوپر سے ہو کر اس اٹیمک بیٹری کے قریب جا کھڑا ہوا جس کا ہینڈل اس نے نیچے کیا تھا۔

کلثوم تیزی سے اٹھی۔ لیکن اس سے پہلے ہی جیمز نے یک لخت ہینڈل واپس اوپر کو اٹھا دیا۔

"ہا ——— ہا ——— اب چند ہی لمحوں میں سب ریڈ میزائل فائر ہو جائیں گے اور پورا صحرا تباہ ہو جائے گا" ——— جیمز نے وحشیانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ واقعی ذہنی طور پر پاگل ہو چکا ہے۔

کلثوم نے اٹھتے ہی یک لخت مشین گن کی طرف چھلانگ
لگائی۔ لیکن اُسی لمحے جیمز کو بھی شاید خیال آ گیا۔ اس نے بھی
اس کے پیچھے چھلانگ لگائی۔ اور وہ دونوں بیک وقت عین
اس جگہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے جہاں مشین
گن پڑی تھی ــــــ کلثوم نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی
اور جیمز کو ایک طرف الٹا دیا۔ لیکن جیمز کا جسم تیزی سے گھوما۔
اور اس کی دونوں ٹانگیں گھومتی ہوئیں کلثوم کے پیٹ پر پڑیں۔
اور کلثوم کے حلق سے اس طرح چیخ نکلی جیسے اس کی روح
جسم سے نکل رہی ہو ــــــ اور جیمز اچھل کر اس کے اوپر آ
گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین جیسی تیزی کے
ساتھ کلثوم کے چہرے پر ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔ کلثوم کا
جسم بُری طرح تڑپنے لگا۔ اور اس کے حلق سے چیخیں
نکل رہی تھیں۔

"میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا کچل دوں گا" ــــــ جیمز
نے ٹکریں مارنے کے ساتھ ساتھ چیختے ہوئے کہا۔ لیکن
اُسی لمحے کلثوم کا داؤ چل گیا۔ اور اس نے گھٹنے سمیٹ کر
یک لخت اوپر کو کئے اور جیمز اس کے جسم پر سے الٹ
کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ایک دھماکے سے پیچھے
گرا ــــــ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اس میز
سے ٹکرائیں جس پر وہ شیشی پڑی ہوئی تھی جس سے اس نے
کلثوم کی بے حسی دور کی تھی۔ جھٹکا لگنے سے شیشی اچھل کر

نیچے گری۔ اور چونکہ اس پر موجود ڈھکن جیمز نے ڈھکن اچھی طرح
ہ نہ کیا تھا۔ اس لئے شیشی جیسے ہی اڑتی ہوئی نیچے گرنے
ئی اس کا ڈھکن کھل گیا۔ شیشی فیاض اور فواد دونوں کے
ن درمیان میں ریت پر گری ــــــ اور اس سے نکلنے والی
ز گیس ان دونوں کے ناک میں گھستی گئی۔ جیمز کو پیچھے الٹا کر
ثوم تیزی سے اٹھی اور اس نے ایٹمک بیٹری کی طرف دوڑ
انی چاہی تاکہ وہ ہینڈل نیچے کر دے۔ لیکن جیمز کی ٹانگ
ب لخت سانپ کی سی تیزی سے آگے کو ہوئی ــــــ اور
ثوم چیختی ہوئی منہ کے بل نیچے گری اور پھر جیمز یک لخت
ھل کر کھڑا ہوا اور اٹھتی ہوئی کلثوم کی پشت پر دونوں پیر جوڑ
کر ضرب لگانے کے لئے اچھلا لیکن کلثوم یک لخت کروٹ
ل گئی ــــــ اور اس کے ساتھ ہی اس نے الٹی قلابازی
ھائی اور اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے
یز کی ٹھوڑی پر پڑے اور جیمز چیختا ہوا نیچے گرا۔
"ویل ڈن کلثوم ویل ڈن" ــــــ یک لخت دروازے
سے عمران کی آواز سنائی دی اور کلثوم کو یوں محسوس ہوا
جیسے اس کے جسم میں کسی نے نئی روح پھونک دی ہو۔ وہ
ٹی قلابازی کھا کر سیدھی کھڑی ہوئی اور پھر اُسی طرح قلابازی
ھاتی ہوئی پوری قوت سے پشت کے بل نیچے گرے جیمز
کے اوپر ایک دھماکے سے گری ــــــ اور جیمز کے حلق
سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا جسم اس بُری طرح تڑپا۔

جیسے مچھلی پانی سے باہر تڑپتی ہے۔ کلثوم اس کے جسم پر
گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور پھر تیزی سے دوبار
ایٹمک بیٹری کی طرف دوڑی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک
کر رک گئی —— کیونکہ فواد رینگتا ہوا اس کے قریب پہنچ
چکا تھا اور اس کا ہاتھ ہینڈل کے قریب تھا کلثوم کی آنکھیں خوف
سے پھیلنے لگیں۔ کیونکہ سوئی آخری ہندسے پر پہنچنے ہی
والی تھی۔ اور اب اس کے لئے بھی اتنا وقت نہ رہا تھا کہ وہ
دوڑ کر ہینڈل نیچے کرتی۔ کہ یک لخت فواد کا ہاتھ اٹھا۔ اور
دوسرے لمحے ہینڈل ایک جھٹکے سے نیچے ہو گیا —— اور
سوئی جو آخری ہندسے سے صرف بال برابر پیچھے تھی یکلخت
جھٹکے سے دوبارہ پیچھے ہٹنے لگی۔

"اچھا فواد صاحب شاید کوئی آئس کریم بنانے میں مصروف
ہیں" —— عمران نے دروازے سے اندر داخل ہوتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہم بچ گئے عمران۔ ورنہ ریڈ میزائل فائر ہو جاتے۔ فواد
نے واقعی ہمت سے کام لیا ہے" —— کلثوم نے مڑ کر
بھینچتے ہوئے کہا۔ اور عمران کلثوم کی بات سن کر بُری
طرح اچھل پڑا۔

"وہ کیسے —— کیا مطلب" —— عمران نے حیران ہو
کر پوچھا۔

کلثوم نے مڑ کر جیمز کی طرف دیکھا تو جیمز کے منہ اور ناک پر

سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں اور وہ ساکت پڑا تھا۔ اس
لی آنکھیں چڑھ گئی تھیں۔ جب کلثوم نے مختصر لفظوں میں جیمز
لی بات دوہرائی تو عمران دوڑتا ہوا ایٹمک بیٹری کی طرف
ھا —— اور اس نے جلدی سے اس کا جائزہ لینا
روع کر دیا۔

"یہ ایس۔ ون ریز کی بات کر رہا تھا" —— کلثوم نے
ٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور عمران ایس۔ ون ریز کا سن کر چونک پڑا۔ دوسرے
لمحے اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر بیٹری کا ڈہی فائر کھولا۔
ر اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ اس نے
ی سے ہاتھ بڑھا کر اندر رکھے ہوئے ڈبے کی تار کا
ٹیپ علیحدہ کیا —— اور پھر ڈبہ باہر نکال لیا۔ اور جلدی
سے اس کا درمیانی سرخ بٹن آف کر دیا۔

"اوہ اوہ۔ انتہائی خوف ناک۔ اس نے ٹرانسمیٹر فریکونسی
ے ایس۔ ون ریز کو ایٹمک بیٹری سے ایڈجسٹ کر دیا تھا۔
نے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی" —— عمران نے ڈبے
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اب فیاض اور فواد بھی اٹھ
بیٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ گیس کی شیشی چونکہ ان
ے درمیان ریت پر گری تھی۔ اس لئے اس کا ہلکا سا اثر
ہوا تھا۔ جس سے وہ پوری طرح صحیح تو نہ ہوئے تھے
ن بہرحال کچھ نہ کچھ حرکت کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔

"ہاں۔ فواد نے ٹرانسمیٹر کو ہاتھ لگایا تو وہ اچھل کر ہم دونوں سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ہم تینوں بے حس ہو گئے پھر یہ جیمز اندر آیا۔ اس نے پہلے ہمیں مشین گن سے چھلنی کرنا چاہا ——— لیکن پھر اس کی نظریں ڈائل پر پڑیں تو یہ مشین گن پھینک کر دوڑا اور اس نے ہینڈل نیچے کر دیا........"
کلثوم نے اُسے اب شروع سے آخر تک ساری بات بتانا شروع کر دی۔

"اوہ۔ واقعی اگر فواد ایک لمحہ اور ہینڈل نیچے نہ کرتا تو انتہائی خوف ناک تباہی اس پورے صحرا بلکہ شاید آدھے سے زیادہ مصر کا مقدر بن جاتی۔ ویل ڈن کلثوم اور ویل ڈن فواد واقعی تم دونوں نے محب وطن ہونے کا حق ادا کر دیا ہے"
عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایس۔ دان رینہ کیا چیز ہیں" ——— کلثوم نے پوچھا۔

"یہ احمق ہے جیمز — جو ایس۔ دن رینہ اس نے اٹیمک بیٹری سے فٹ کر دیا۔ اس طرح اس پروجیکٹ کی کسی بھی چیز کو اگر آپریٹ کیا جاتا تو آپریٹ کرنے والا فوراً بے خبر ہو جاتا ——— لیکن اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس کی قوت کو یک لخت انتہائی تیز کر دیا۔ اور نتیجہ یہ کہ رینہ نے اٹیمک بیٹری کو فل پاور بنا دیا۔ اور اٹیمک بیٹری اس انتہائی پاور کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہو گئی۔ اگر یہ اٹیمک بیٹری پھٹ جاتی تو یہ پورا پراجیکٹ خوف ناک دھماکے سے اڑ

جاتا اور ریڈ میزائل جو باہر موجود ہیں اس خوف ناک دھماکے سے فائر ہو جاتے۔ اور اس کے بعد کیا ہوتا یہ تم بہتر سوچ سکتی ہو۔ مجھے اندازہ بھی نہ تھا کہ اس احمق نے یہاں ایس۔ دن رینہ فٹ کر رکھی ہوں گی۔ اور یہ زندہ بھی بچ گیا اگر تم اس سے نہ لڑتیں یا فواد آخری لمحات میں ہمت نہ کرتا تو پھر خوف ناک تباہی واقعی ہمارا مقدر بن جاتی" ——— عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ساری ہمت مس کلثوم نے کی ہے عمران صاحب۔ یہ جس جرأت۔ بہادری اور حوصلے سے جیمز سے لڑی ہیں۔ کم از کم مجھے ایسی امید نہ تھی" ——— فواد نے اب اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی تجربہ نہیں ہے عورتوں کے لڑنے کا۔ بس شادی ہو جانے دو پھر ان کی لڑائیوں کا صحیح اندازہ ہوتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فواد قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہاں۔ سارا کام تو مس کلثوم اور فواد نے کیا ہے۔ میں تو بس فضول سا آدمی ہوں" ——— اچانک فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"ارے تم بھی بول پڑے۔ کمال ہے۔ تمہاری بہادری تو مسلم ہے۔ آخر گزشتہ پندرہ سالوں سے تم سلمیٰ کی بھابھی کی لڑائیاں بھگت رہے ہو اور ابھی تک زندہ ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فواد اور کلثوم قہقہہ مار

کہ ہنس پڑے۔ اور فیاض نے منہ بنا لیا۔ جیسے وہ روٹھ گیا ہو۔

"فکر نہ کرو۔ میں نے ڈاکٹر عمر ابدال سے کہا ہے کہ یہ سارا کارنامہ سوپر فیاض نے سر انجام دیا ہے۔ ویسے اگر تم ریڈ کیبن میں اداکاری کر کے ان مسلح افراد سے نہ ٹکرا جاتے تو ہم سب کا خاتمہ بالخیر تو وہیں ہو چکا تھا" عمران نے کہا اور فیاض کا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔

"پھر دیکھا تم نے۔ میں نے کیسے چکر دیا تھا انہیں" فیاض نے چہکتے ہوئے کہا۔

"وہ بے چارے کس قطار میں ہیں۔ تم مجھے چکر دینے سے باز نہیں آتے۔ اور ایک چھوٹا سا چیک دے کر اتنا بڑا کارنامہ اپنے کھاتے میں ڈال لیتے ہو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فیاض قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ارے ارے۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارا بلینک چیک کھرا" فیاض نے جلدی سے کہا۔ اُسے شاید خطرہ تھا کہ اتنے بڑے کارنامے کا کریڈٹ کہیں عمران پھر نہ تبدیل کر دے۔

"اب مجھ سے بھی اداکاری کرو گے۔ میں تو نقد سودے کا قائل ہوں۔ ابھی ڈاکٹر عمر ابدال اعلیٰ حکام کے ساتھ یہاں پہنچ رہے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے کہ ......"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"اوہ اوہ۔ تم باز نہیں آؤ گے۔ پورے بنیئے ہو"

فیاض نے جلدی سے جیب سے بٹوہ نکالا اور اس میں سے چیک بک کھینچی۔ اور پھر اس میں سے ایک چیک پھاڑ کر اس نے بٹوے کی سائیڈ میں موجود چھوٹے سے بال پوائنٹ سے اس پر دستخط کئے اور جلدی سے اس پر کوئی رقم گھسیٹ کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ارے تم تو بلینک چیک کی بات کر رہے تھے" عمران نے چیک لیتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔ چیک دس لاکھ کا تھا۔

"بس اس سے زیادہ اس اکاؤنٹ میں رقم ہی نہیں ہے" فیاض نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ لو کلثوم۔ میں نے ڈیڈی سے اتنی مالیت کا چیک لیا تھا۔ اپنی چھوٹی بہن ثریا کے لئے تحفہ خریدنے کے لئے۔ اور میرے لئے تم بھی ثریا کے برابر ہو۔ اس لئے ثریا اگر ڈیڈی کی رقم کا تحفہ خرید سکتی ہے تو کیا کلثوم اپنے بھائی کی رقم سے تحفہ نہیں خرید سکتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے چیک کلثوم کی طرف بڑھایا۔ اور کلثوم اس طرح پیچھے ہٹی جیسے چیک کی بجائے عمران اُسے زہریلا سانپ پیش کر رہا ہو۔ اس کا چہرہ تیزی سے متغیر ہوتا گیا۔

"لے لو چھوٹی بہنیں انکار نہیں کیا کرتیں اور وہ بھی ہونے والے بہنوئی کے سامنے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گک۔۔۔ گک۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ کلثوم نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مطلب تو تمہیں فواد ہی بتائے گا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لئے مخصوص چمک دیکھ لی ہے۔ ویسے فواد اچھا آدمی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کلثوم نے چونک کر فواد کی طرف دیکھا فواد کے چہرے پر واقعی مسکراہٹ تیر رہی تھی اور کلثوم نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔ اس کے چہرے پر شرم کے آثار پھیل گئے۔ اس کے ذہن میں فیاض کے الفاظ گونج اٹھے کہ عمران انتہائی کٹھور اور سنگدل آدمی ہے جو صرف اپنے مطلب سے مطلب رکھتا ہے۔

"ارے ارے۔ اب اتنی مالیت کا بھی یہ چیک نہیں ہے کہ تم ابھی سے شرمانا شروع کر دو۔ یہ فیاض بڑا کنجوس آدمی ہے۔ قسطوں میں جان دیتا ہے"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کلثوم بے اختیار ہنس پڑی اور اس نے چیک عمران کے ہاتھوں سے لے لیا۔

"نہیں فیاض صاحب اگر خود دیتے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس طرح یہ چیک نہیں لے سکتی"۔۔۔ کلثوم نے چیک فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے فواد سے تو پوچھ لو۔ کیوں اس کا بھی نقصان کرانے پر تلی ہوئی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ بہن بھائی کا معاملہ ہے عمران صاحب۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔۔۔ فواد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ میں نے قبول کیا یا یہ بھی نہیں کہہ سکتے" عمران نے کہا۔

"ایک بار نہیں بلکہ دس بار کہہ سکتا ہوں"۔۔۔ فواد نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ بس تین بار ہی کافی ہے یہی ساری عمر بھگتاتے رہو گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور فواد قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

کلثوم تیزی سے دروازے کی طرف بھاگ پڑی۔ چیک اس نے فیاض کے سامنے پھینک دیا تھا۔

"ارے ارے مس کلثوم۔ یہ رکھ لو۔ میں تمہیں دے رہا ہوں۔ تم میری بہن ہو"۔۔۔ فیاض نے جلدی سے چیک اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا۔

"فواد کو دے دو"۔۔۔ کلثوم نے دروازے کے پاس رک کر انتہائی شرمیلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے دوڑ کر باہر نکل گئی۔

"مبارک ہو فواد۔ بس ذرا ہاتھ پیر بچا کر رکھنا۔ کہیں دوبارہ تمہاری اور میری ملاقات کسی ہسپتال میں نہ ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور فواد کے بلند قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔ فواد کی آنکھوں میں واقعی ستاروں جیسی چمک تھی۔ اس نے فیاض کے ہاتھ سے چیک لیا۔ اور پھر تیزی سے وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔

" وہ تمہارے پیچھے پاگل ہو رہی تھی۔ تم نے اُسے نواد کے سر منڈھ دیا" ——— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم نے اُسے لڑتے دیکھا تھا۔ بلیک بیلٹ ہے وہ۔ لاحول ولا۔ میں نے پسلیاں تو نہیں تڑوانی تھیں جیمز کی طرح " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

سپیشل سپلائی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایک طالب علم پر قتل کا الزام ثابت تھا مگر عمران اس کی مدد کے لئے میدان میں کود پڑا۔ کیوں؟
کیا عمران کو مقتول کی بجائے قاتل سے ہمدردی تھی ——؟

سردار جلال ایک جاگیردار نوجوان اور خوفناک اسمگلر۔ ایک دلچسپ اور انوکھا کردار۔

دل مراد خان حکومت پاکیشیا کا اعلیٰ آفیسر جو انتہائی پراسرار سرگرمیوں میں ملوث تھا۔

سپیشل سپلائی انتہائی کثیر تعداد میں جدید ترین اسلحے کی اسمگلنگ جو سرکاری سطح پر کی جارہی تھی۔

سپیشل سپلائی جس میں عمران براہ راست ملوث ہوگیا۔ کیا عمران نے اسلحے کی اسمگلنگ شروع کر دی ——؟

سپیشل سپلائی جسے عمران اسمگل کر کے مشکبار پہنچنا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟

کیا عمران اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوسکا یا نہیں ——؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ملتان
Scanned By Jamshed Paksitanipoint